نام کتاب	قیمت
دیوان نعت سروری۔	۴ر۳ پائی
بہارستان اشعار۔	۳ر
دیوان جرات۔ کلام میرزا حسین جرات۔	۲ر۹ پائی
بہارستان سخن مجموعۂ کلام استاد ناسخ آتش آبادی	۷ر۳ پائی
ترجمہ قصائد عرفی۔ موسوم بہ عجیب غریب از مولانا عبدالمجید خان۔	۱۱ر۳ پائی
دیوان عاشق۔	۲ر
دیوان ضامن۔	۲ر۳ پائی
دیوان شائستہ پاسنج	۵ر
دیوان چمنستان جوش۔	۷ر
دیوان حمد ایزدی۔	۳ر
دیوان نعتیہ۔ از مولوی احمد علی	۳ر
مجمع الاشعار۔	۴ر۶ پائی
چمن بے نظیر۔	۱۱ر۶ پائی
گلدستۂ امانت۔	۱ر
دیوان حیرت۔	۸ر
گلدستۂ حفیظ اللہ خان معروف بہ اشعار دلپسند	۵ر
شرح ترجمہ قصائد عرفی از مولانا ابوالحسن	۱ر۶
دیوان مناجات ہندی۔	۷ر
توشۂ آخرت منتخب قصائد و غزلیات حمد و نعت	۸ر

مثنویات اُردو

نام کتاب	قیمت
مثنوی طلسم جہان۔	۴ر
مثنوی بہارستان نادان۔ ترجمہ مثنوی گلشن	۴ر۶ پائی
مثنوی موجۂ غم۔ مع مثنوی نالۂ حزین۔	۹ پائی
مثنوی سعدین۔	۱ر
مثنوی خورشید روشن۔	۶ پائی
مثنوی حیرت افزا۔ مع غزلیات و مخمس	۱ر
مثنوی در صفت کشمیر۔	۱ر
مسدس کریما۔	۶ پائی
مثنوی یوسف زلیخا منظوم۔ از استاد نگار۔	۲ر۶ پائی
ترجمہ اردو شرح یوسف زلیخائے جامی	۴ر
مثنوی گلزار نسیم۔	۱ر
مثنوی میر حسن دہلوی با تصویر۔	۴ر۹ پائی
مثنوی دلاویز۔	۱ر
مثنوی رموز العاشقین۔	۱ر
مثنوی حور جنان۔	۲ر
مثنوی گلشن عشق۔	۶ پائی
مثنوی دریائے تعشق۔	۴ر
مثنوی بلبہ چرتر۔	۹ پائی

زمین پر ہے آسمان جیتا کرے	رہے جیتا کسے لیتے غنی کو راہ	سلامت رہے تو قیامت تلک	رہے گرم بخشش تری بارگاہ
رہے روز و شب یہ رحیم غفیر	رہے بخشش و جود شام و پگاہ	رہے تیرا خورشید شاد و منیر	رہے تیرا دشمن خراب و تباہ
تری بزم عشرت میں ناظر ہو شمس	رہے ہر محفل میں سرگرم راہ	ترے دن میں روز اتنے تری عمر کے	گنے میں سب جتنے حساب کے سال و ماہ
جو بدخواہ ہو تیرا اسکے کبھی	نہ کفش پا میں نہ سر پہ کلاہ	ہوا طبع دیوان منہ جون میں	کہ مضمون فتنہ نشان ہو گواہ ۱۸۷۲ء
لکھا حالیہ شعر تاریخ میں	جو تسلیم سال عرب کی تھی چاہ	قلق کے سخن کا لکھوں ۱۲۸۹ھ	سخن سنج منکر کہے جسکو واہ ۱۲۸۹ھ

قطعہ تاریخ مطبوعہ سابق تصنیف مولوی محمد فصیح اللہ تخلص وفا شاگرد میر وزیر علی صبا

گشت چو مطبوع کلام قلق	زیب بہ اینچہ کنم وصف او	کرد وفا از پے سالش رقم	شاعر مشہور کلام نکو ۱۲۹۹ھ

خاتمة الطبع از کارپردازان مطبع

الحمد للہ علی احسانہ کہ یہ دیوان نادرۂ زمان تصنیف جناب آفتاب اوج خواجہ ارشد علی خان صاحب بہادر متخلص بہ قلق مطبع منشی نولکشور کانپور میں بہ سرپرستی رائے بہادر جناب مستطاب معلی القاب منشی پراگ نراین صاحب مالک مطبع ہذا دام اقبالہ باہتمام کامل منشی بھگوندیال صاحب عاقل ایجنٹ بماہ ستمبر سنہ ۱۹۱۱ء چوتھی مرتبہ چھپکر کحل البصر چشم ناظرین ہوا

تاریخ طبع از مورخ کامل منشی بھگوان دیال صاحب عاقل ایجنٹ مطبع

چو دیوان قلق مطبوع گردید	کہ وہ مہ از حسن خوبیش داد	پے تاریخ سال ہجری او	رقم زد کلک عاقل - نظم دلشاد ۱۳۲۹ھ

تاریخ طبع از اسوۂ سخنوران مولانا محمد حامد علیخان حامد شاہ آبادی محافظ عملۂ تصحیح

کلام قلق شد چو مطبوع ایدون	بصد حسن و خوبی بصد زیب و تزئین	دم طبع او سال تاریخ ہجری	رقم کرد حامد - چہ نظم رنگین + ۱۳۲۹ھ

ایضاً

ہر کہ دیوان قلق دید بگفت از انصاف	ہست سر تا بقدم نظم قلق دلچسپ
خامۂ حامد و از رفتہ بسال ہجری	کرد فی الفور رقم - نظم قلق دلچسپ ۱۳۲۹ھ

والا مقام شاکنام قابل ستایش ہو کہ اُن کے مطبع نے ایسی کتاب چھاپی اور

کتاب چھاپی با آنکہ جب تک نطق و سخن ہے اور آئینہ زمان تو ہو کہیں رہے

تا ہو دوستان [illegible] معنی کا جب [illegible] تحسین و ناز اور کمال کلام کا اعجاز ہے مطبع

دنیا میں [illegible] نام و سرفراز ہے آور اخبار [illegible] مالی سے سرشار [illegible]

[illegible] پروانہ [illegible] یا خدا مقبول این گفتار باد تا جہان باشد او و ہم اخبار باد

قواعد [illegible] دیوان قلق مطبوعہ مطبع [illegible] ریختہ قلم [illegible] محمد انوار حسین تسلیم سہسوانی

قلق کو لکھی شوق خیال [illegible]	[illegible] شرح [illegible] گناہ	وہ ہے مہر اوج سپہر کلام	وہ اقلیم معنی کا ہے بادشاہ
زمین مثنوی اسقدر ہے [illegible]	کہ سیر فلک کی نہ پہنچے نگاہ	ملائک ہیں مضمون چمکتے ہوئے	ہر اک نقطہ ہے غیرت مہر و ماہ
[illegible]	پریشان کو دیوان [illegible] اشتباہ	وہ باریک معنی ہیں [illegible]	کہ عاجز ہو [illegible] اشتباہ
ہر ایک [illegible] باغ و بہار	[illegible] کا قاہ قاہ	اگر غور [illegible] غواص فکر	ہے یہ غزل کی [illegible] اعتقاد
[illegible]	وہ [illegible]	عدو گر [illegible] شعر [illegible]	کہے واہ وا کی جگہ آہ آہ
[illegible]	[illegible]	ہوتے اگر [illegible]	[illegible] نگاہ
[illegible]	کہ ہو [illegible]	وہ ہے پاک [illegible]	وہ ہے شاہ اقلیم توقیر و جاہ
وہ [illegible]	[illegible]	کرم میں عنایت میں اخلاق میں	وہ مشہور ہے ہند سے تا فراد
[illegible]	[illegible] خواہ	سمجھتے ہیں [illegible]	جگہ سر پہ دیتے ہیں صاحب کلاہ
تمام عمر [illegible]	کہ ہو [illegible] نگاہ	نہ سمجھا کہ [illegible]	حساب عدد سے [illegible] سیاہ
ہر اک [illegible]	ہر اک [illegible] پناہ	[illegible] اپنے [illegible] ہر طرح	اسے عہد کا اپنے کرنا نباہ
ہمیشہ [illegible] منظور ہے	[illegible]	[illegible]	دعا ہے [illegible] کی راہ
[illegible] انجم سپاہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]

کہ میری یہ مجلد دیوان قلق موجود ہی اور رنج و قلق مفقود ہی اتنا لیکہ ایک مدت دراز سے ذوق
کو انتہا شوق کو ابتدا تھی بیتابی دل حد سے سوا تھی آرزو کا روز گلا گھٹتا تھا تمنا کا ہمیشہ
خون ہوتا تھا دیکھتے ہی جان مین جان آئی خواہش قلبی نے شکل مراد دکھلائی دیدۂ دل
نے نور و سرور پایا روح پر فتوح نے لطف تازہ اُٹھایا ع اینکہ می بینم بہ بیداریست
یا رب یا بخواب + اُس وقت حالت وجدانی مین یہ حسب حال مصرع یاد آیا ع یار در
خانہ و من گرد جہان می گردم + اڈیٹر صاحب آپ نے تو بڑی لمبی چوڑی تقریر توصیف
کی اور کلام قلق کی کمال تعریف کی مگر آپ کیا سمجھے کہ اسمین کیا ہی اور اُسکا ہر شعر کس
رتبہ کا ہی مانا کہ آپ وقائع نگاری مین ہوشیار یا منتخب روزگار ہین مگر یہ کیونکر تسلیم کرین کہ
زبان آوری مین بھی کامل العیار ہین ہان بعض بعض شخصون سے سُنتے ہین کہ آپ بھی
کبھی اس دریا مین غواصی کر چکے ہین دامن خیال گوہر مقصود سے بھر چکے ہین مگر تارک لذات
کے لیے کیا مزا مثل مشہور ہی کہ سادھون کو کیا سواد۔ اسی قیاس پر ہم کہتے ہین کہ افسردہ
دلون کی کیا داد بقول ذوق ع افسردہ دل کے واسطے کیا چاندنی کا لطف + ہان صاحب
یہ سب سچ ہی ہم اس گوہر شاہوار کی قدر کو نہین پہچان سکتے ہرگز نہین جان سکتے اسیواسطے
کچھ بھی اسکی تعریف مین توغل نہین ہوا اگر مور خانہ خیالات درانی مین بلاشک تامل نہین
ہوا گویا یہ تقریظ سب تقریظون سے نرالی ہی خوبی شعر اور صفات شاعر کا اظہار اسلیے فضول
متصور ہوا کہ اُنکی ذات اس سے مستغنی اور کمال فن سے پایگاہ عالی ہی منصف مزاج جب
پڑھینگے خود دیکھ لینگے کہ یہ گرامی نسخ ستودہ روش کیسا کیسا روشن بیان سحر زبان
نازک خیال شیرین مقال اور با کمال ہی اہل لکھنؤ تو اُن کی قابلیت کے پہلے ہی سے
قائل ہین اسمین کیا قیل و قال ہی البتہ اخلاق خاص اور فیض عام جناب منشی نولکشور صاحب

تقریظ مطبوعہ سابق ریختہ قلم اعجاز نگار منشی غلام محمد خان صاحب سابق اڈیٹر اودھ اخبار

حسن پرستان سخن کو صلا اور یاران فن کو مژدہ ہو کہ پرستان معنی کی پری آتی ہی جو صورت پرستان زمان بلکہ اہل پرستان کو شرماتی ہی حسن و جمال سے پریزادیون کے ہوش بھلاتی ہی صورت پرستون سے کہو کہ صورت پرستی چھوڑین معنی آشنا بنین میخوارون سے کہو کہ بادہ مستی چھوڑین پارسا بنین ذوق صبوحی سرتاسر تلخکامی اور کدورت کی نشانی ہی حلاوت روحی شوق معانی ہی جس سے عقل کو افزایش فہم کو گنجایش ہوش کو درستی حواس کو چستی ناتوان کو توانائی ناشکیب کو شکیبائی حصول ہوتی ہی کیفیت شراب طبائع رندان بدمشرب کو قبول ہوتی ہی صافی طینت پاک طبیعتون کے لیے دختر رز حرام ہوا الحمد للہ کہ مین مسلمان ہون مجکو تقلید شاعری منظور نہین پاس اسلام ہی ہان یہ ہو سکتا ہی کہ شراب طہور کا ایک جام اور حوران خلد کا پیام سنون تو اُسکے خیال سے ہی بے بادہ مست ہو جاؤن اور پھر کچھ ترہات فرماؤن لاحول ولا قوۃ ای ہرزہ درا یہ کیا ہرزہ درائی ہی کیا تو نے یہ خوشخبری نہین پائی کہ حضرت یار السلطان آفتاب الدولہ مہر الملک خواجہ ارشد علی خان بہادر شمس جنگ عرف خواجہ اسد المتخلص بہ قلق کا دیوان چھپا ہی اور اس سے یہ سب مدعا حاصل ہوتا ہی جیسے اب تو ہم بے پر اُڑے جاتے ہین اور اقلیم سخن مین پہونچکر وہان کی سیر اور شاہدون کا مشاہدہ کرتے ہین ارے میان کیا کہتے ہو چپ نہین رہتے ہو یہان آؤ ہم بتلائین اور کلید امید وصال جاوید کی نوید سنائین سنو میوہ سرا و شہر لطافت بھر لکھنؤ مین ایک مقام حضرت گنج ہی اُسمین ایک مطبع غمگینون کا غم غلط کرنیوالا اور دافع رنج ہی اور اگر وہان جاؤگے ضرور ناظورہ راد پاؤگے یہ سنکر مجکو ہوش آیا اور اپنے تئین بہجت آگین مسرت قرین پایا دیکھا کیا ہون

رباعی

دل از تو چه گویم که چها مے خواهد ... ز منصب و شاهی نه لوا میخواهد
پروانهٔ وگر هیچ ندارد والا ... از تو دل مشتاق ترا میخواهد

رباعی

چون من نشوم گرم ثنائے احمد ... کس نیست شفیعم سوائے احمد
بینند بروز حشر انشاء الله ... باشم تہ دامان لوائے احمد

رباعی

در شهر مدینه چو بود مسکن ما ... زین به بجهان نیست دگر مامن ما
دانیم که یا بیم مراد کونین ... گر قرب در پاک شود مدفن ما

رباعی

ای بادشه ملک قنا... ... شے خسرو اقلیم کرامت مدفے
بر درگه تو بپائے لنگ آمده ... شیر بستان ولا...

تمام شد

ہردم نہ قلق نالہ و فریاد کرو
اب آتی ہے آواز یہ انشاء اللہ
مالک جو تمہارا ہے اُسے یاد کرو
قید غم و ہم سے اُسے آزاد کرو

رباعی

سرزد ہوے ہین مجھسے جو عصیان عظیم
برین منگر بر کرم خویشش نگرا
اس تیغ الم سے جگر و دل ہے دو نیم
مجرم کوئی مجھسا ہے نہ تجھسا ہے کریم

رباعی

آگاہ ہین خوب اپنی ضلالت سے ہم
امید نہ کیونکر ہو جو تو یہ فرمائے
اک خاک کی مٹی پہ یہ الطاف و کرم
این بندۂ خاک را نہ بخشم چکنم

رباعی

یا رب تری وہ فیض رسان ہے درگاہ
غیروں سے کرون سوال تیرے ہوتے
پھرتا نہین محروم کوئی حاجت خواہ
لاحول ولا قوۃ الا باللہ

رباعی

مالک کی خوشی کا نہ کوئی کام کیا
جو کام کیا قابل الزام کیا

رباعی

رباعی

رباعی

۱۹۷

رباعی

رباعی

وصل کی شب جو سحر تک وہ توقف کرتے
دولت حسن مین ہم خوب تصرف کرتے
کھاتے ہین روز رنج فراق حبیب کا
یارب یہی ہی رزق ہمارے نصیب کا

رباعی

کیونکر تو کریگا کہ مجھے رسوائے قیامت
کچھ غم نہین جو یار سے ہم سے بگڑ گئی
کیا کہیں آکے دہر مین کیا کام کر چلے
کرینگا جو کہ کام تھا وہ کام کر گئے
وہ گئے دن جو قد ارسا تھے سارے حباب
یاد مین اک کف رنگین کے جگر جلتا ہے
رحمت تری ہی انجمن آرائے قیامت
جان الفت گیسو کہین اٹکی ہے
پائی اسکے ہاتھ سے رحمت جہان نے
غنچے بین لبالب ہی غنچہ وچھاتے ہین
کس قیامت کی وہ ہی یار تیری پامین
ستم ہی تجھپہ کیا او بانی بیداد کرتا تھا
چھوڑ دو گھر کے لیے بھی وہ بام پر چلتے

حسرتے کرے ہی انجمن آرائے قیامت
ہوجائیگا ملاپ جو تقدیر لڑ گئی
نام ایک ہشت خاک کا بدنام کر چلے
فرہاد و قیس دونون بڑا نام کر گئے
آجکل دشمن جانی ہین ہمارے احباب
آتش رنگ حنا سے مرا گھر جلتا ہے
ہو لئے ہی وگی مجھے رسوائے قیامت
جب دیکھیے ایک تازہ بلا سر پہ کھڑی ہے
اس سرزمین پہ ہم رہین یا آسمان سہے
آتش غیظ لیک اور بھی بھڑکاتے ہین
شور محشر کا ہے عالم شورش خلخالی مین
کبھی کچھ کچھ تو پاس خاطر ناشاد کرتا تھا
نگاہ خلوت سے شمس و قمر اتر جاتے

آزمانے یہ ہین عشق پر ہنین اقتضا اس سے	جان نثاران وفا جان لٹا دیتے ہین

خود فروشی سر بازار جو لاتی ہی انھین
قلق اک بھیڑ خریدار لگا دیتے ہین

متفرقات

لبالب وہ گلو تنگ سے دلکا پیالا ہی	وہ مکیش ہون کہ جسنے خمستان کو گھر مین ڈالا ہی
کیا پوچھتے ہو مجھسے کہ کیون آبدیدہ ہون	معشوق نوجوان ہی تو مین سن رسیدہ ہون
چمن مین اے صبا پوچھین کبھی ہم اسیرونکو	سلام شوق کہدینا ہمارے ہمصفیرون کو
کیا عذر معصیت کے کرون مین حضور سے	واللہ شرم آتی ہی اک اک قصور سے
ہجوم اپنے مکان دلمین ہی جو شوق بیحد کا	ہوا ہی گوش زد مژدہ یہ کسکی آمد آمد کا
قاتل کا نیمچہ جو کئی بار اچٹ گیا	مین بحسرت جان فزون ندامت سے گھٹ گیا
کیا کیا نہ امتحان مین ہم سرخرو رہے	تیغ نگاہ یار تری آبرو رہے
ولمن چھیڑ کے وہ تیغ اتنی [illegible] نہ تمین	بیٹھے ہین لکھنؤ والے کنار ناز و نعمت مین
انسے پامال کرتے ہین	پامالون سے جال کرتے ہین

بسکہ ہم غریب تو اے ساقی انکا دیر ستے ہین

وداع اشنا کہاں جو اٹھ سکے در دو سر دولت
گیا بالفرض اگر سایہ ہمارے بھی مر سر پر

وہ ہین فی ای آبرو ای زاہد ہم میکدے والے
نماز آکر پڑھے حسین قدسی ہمارے دامن تر پر

جبین آنگاہ ہوتا اگر ہی پتھر اٹھے ہمراہ لیے
کدو فی سپید تھوڑا سا چھڑک کے تو میر بستر پر

شب مہتاب میں ہو میکشی کی روز کیفیت
اگر مینا گلابی مہیا تھا ہو ساغر زر پر

یہ خود ہی کود کان سنگ لیے چھیڑ کر تا ہے
قلق پتھر پڑین لیسے جنون فتنہ پرور پر

غزل چہارم

منھ سے منہ پیار میں اگر وہ ملا دیتے ہین
کشتۂ حسرت وصلت کو جلا دیتے ہین

جنس دل ہمکو اُنھین نعت لگا دیتے ہین
اپنے بھی دیکھتے ہین ہمکو وہ کیا دیتے ہین

جب نقاب رخ انور وہ اٹھا دیتے ہین
جلوۂ قدرت اللہ وہ دکھا دیتے ہین

ہم شاہدان فاصادق الاقرار ہین سب
منھ سے جو کہتے ہین وہ کر کے دکھا دیتے ہین

اک قتل جو پاتے ہین اُسے تو بے عذر
پیش قاتل سر تسلیم جھکا دیتے ہین

ہمکو چیونٹی کو بھی تکلیف نہ دین مقدور
کون وہ لوگ ہین جو دلکو دکھا دیتے ہین

[illegible]

۱۹۳

دہرا میں جگر درد مند عشق پہ ہاتھ
ہم سے کسی کا مطلب تھا کچھ اور مگر
تماشا کو اٹھا ہو بار بار وہ شوخ
خود بخود کہا تماشا چھپاتے پھرے گا منھ
کرونگا عرض یہ محشر میں جب طالب ہونگا
جناب شیخ سے [illegible] کرینگے دعوٰی [illegible]

حضور رنگو زیبہ خاتم کی الٰہ مار آئے
ہم اپنے سیر تماشا کے روزگار آئے
کہ کوئی جا کے ذرا دیکھنا کہار آئے
بہشت میں بھی [illegible] دن بھی [illegible] آئے
[illegible] سے آگے ترا کیا گنہگار آئے
ہم اپنے آپ میں [illegible] یار آئے

تمنا ہے پھر فراق ذار نقد دل اپنا
نثار خانۂ الفت میں جلکے یار آئے

مجھے جو لوگ کہ دیکھتے ہیں میرے بستر پر
ہمارے قتل کی نالش کرنا اس ستمگر پر
عزیز جان سی ہو چشم مست لب پر
نہیں چلتا کسی کا [illegible] اس [illegible] پر
او لئے تیز رفتاری الٰہی جان ظالم پر

گماں [illegible] کا کرتے ہیں بس [illegible] پر
انکار کیا [illegible] خون روز محشر پر
ہمارا فاتحہ دینا [illegible] ساغر پر
اثر کرتے نہ دیکھا [illegible] چشم [illegible] پر
[illegible] قاتل [illegible] خنجر پر

[illegible]

مژدۂ ... کی [illegible] سب ہے نجات
تجھسے بڑھکر کوئی معشوق اور ہم رکھتے نہیں

عیش کیسے [illegible] عشق میں
شادمان سب ہیں کوئی غم رکھتے نہیں

کو چۂ قاتل کو ... سر کے بل پر کیا کریں
شدت ... کی طاقت و قدم رکھتے نہیں

عرصۂ ... آج
[illegible] اپنے ... درم رکھتے نہیں

... ہو تو کیا
وہ کمر وہ ... وہ ... و شکم رکھتے نہیں

... نجات
پھر ... سخت ... ہم رکھتے نہیں

... شفیع المذنبین ... تیرے سوا
دوسرا کوئی وسیلہ اور ہم رکھتے نہیں

لکھتے ہیں جب خط ... شوق ... تمام
ہاتھ سے اپنے کبھی کاغذ و قلم رکھتے نہیں

ہم تو ... ہیں ... العالمین ہے
شوق دیر و میل محراب حرم رکھتے نہیں

کرتے ہیں ... خدائی کا یہ ... ہے
... بندہ نوازی تو صنم رکھتے نہیں

ٹھوکریں کھاتا ہے ... تقدیر میں لکھا ہوا
سرکشان دہر سر کو اس سے خم رکھتے نہیں

... قلق واللہ ... نصیب
دل لیے جو لوگ الفت ... ہم رکھتے نہیں

[illegible]

...یہ وہ کالا ہے منتر ہی نہیں ہے جسکے کاٹے کا	کبھی جا نبر کبھو دیکھا نہ دیکھا مار گیسو سے
نہ پوچھو کچھ جو تھا اس لکی بیتابی کا حال اس وقت	کہ بزم غیر میں جب اٹھ گئے وہ میرے پہلو سے
...ر ناز کر دماغی وقت گلگشت چمن دیکھو	دماغ اسکا پریشان ہو گیا پھولوں کی خوشبو سے
حقیقت میں بلا کی پیچ در پیچ اسکی ہیں ہیں	کسی کو سلامت پھرتے دیکھا الجھ کے گیسو سے
...م فکر سخن لکھوں اگر وصف اسکی آنکھوں کے	قلم لوں شاخ نرگس سے سیاہی چشم آہو سے
نہیں تھمتی ہی چڑھتا دیکھ کر زخم جگر مرہم	ہوا دیتا ہے قاتل دامن شمشیر ابرو سے
...ماشک نوں رخسار منور چھپ گئے گر دن	اٹھا ول یہ لیا ہے تم نے تیرے مصحف رو سے
...منظور حسرت اس دل سودا زدہ کی ہے	ہوا دیتا ہے قاتل دامن شمشیر ابرو سے
...بل میں جو یاد آئیں مجھے حمیا کی زلفیں	دم گریہ گلے میں پڑ گیا اک پھندا آنسو سے
...میں کس مسی آلودہ لب کی نہی ہے لالان	زباں گنگ سوسن کیوں نہیں لگتی ہے تالو سے

حباب آسا بہا دعمر ہے تہی سے مے گلگوں
قلقل آواز آتی ہے گلشن میں لب جو سے

...ہتا ہوں کشش دل کی یہ امداد ہے	کہ ہر طرح مرے دام میں صیاد ہے

[illegible]

انشا ہے مثل شیرۂ جان کو نبات و شہد — لبریز شام چاشنی تیرے ہو نٹھ کے قند سے

دیوانگان عشق کی کٹتی ہیں بیڑیاں — غل ہے اسیر ہوتے ہیں آزاد بند سے

اوج اعتبار نہ ہرگز بڑا سمجھ — اوندھی گری زمین پہ بھی مکان بلند سے

او شہسوار مرے کبھی چھوڑا نہ تیرا ساتھ — لپٹی ہے خاک دامن زین سمند سے

سونے کی بیڑیاں مرے پاؤں میں چاہییں — وابستہ دل ہوا ہے ترے دست بند سے

کیا کیا سکے ہیں شرم سے وہ نونہال باغ — جو بڑھ چلے تھے یار کے سرو بلند سے

ڈرتے ہیں حشر آج تیغ کے وہی لوگ ریشخند — داڑھی بڑھا کے بچ گئے جو ریشخند سے

دلسوز ہیں ترے اے صنم آتشیں عذار — سیکھے ہیں طرز نالۂ سوزاں سپند سے

نخوت ہمیشہ کرتے ہیں نخوت شعار سے — ملتے ہیں جب کسی سے ہم تو تواضع پسند سے

جلتے ہیں میکدے میں جو ہم مست پیتے ہیں — شیشے پکارتے ہیں صدائے بلند سے

وہ مبتلا ہیں زلف کے پیچ آوے تو کیا — چھوٹے نہ پھنس کے دل بھی اسکے کمند سے

او شہسوار لاکھ صبا نے اڑائی خاک — ذرہ نکل سکے نہ تمہارے سمند سے

سمجھے جو دیکھا آنکھوں نے آہو کے قریب نے لف — سینہ آہوؤں کو کرتے ہیں مشکین کمند سے

۱۸۸

کہدو یہ اطبا سے کہ تکلیف نہ فرمائیں	اچھا ہو دوا سے یہ وہ رنجور نہیں ہے
اے چشم جاناں کبھی آہو نہ کرے گا	نرگس کی طرح آنکھ سے مخمور نہیں ہے
دکھلائیں فروغ اپنا نہ ہم رشب دیجور	[illegible] ابھی وہ محبت پہ [illegible] نہیں ہے
جز شکوہ سنا کیا ہے کبھی شکر نہ جانے	غمخوار کوئی آپ کا مسرور نہیں ہے
سن سن کے مرا تذکرہ کیوں کاٹتے ہو بات	تم جس سے خفا ہو یہ وہ مذکور نہیں ہے
داد اپنی نہیں پاتے ستم دیدہ کہاں سے	اے بادشہ حسن یہ دستور نہیں ہے
پشتارہ حنا شوق کا اٹھے تو اٹھا لے	[illegible] کوئی مزدور نہیں ہے
قاصد سے مژہ بار عبث کرتی ہے کاوش	سولی پہ [illegible] یہ منصور نہیں ہے
ساقی کی توجہ ہے عبث خم پہ [illegible]	[illegible] ہے جس پہ وہ انگور نہیں ہے
کیوں طور کے مانند جلاتے ہو دل کو	[illegible] لگانا تمہیں منظور نہیں ہے
دل شیشے کو یوں شکوہ بیداد کی دلبر	ارباب محبت کا یہ دستور نہیں ہے
ملنا ہو تو ملنا ذرہ [illegible] نہ کریں [illegible]	یہ طرز ملاقات کا منظور نہیں ہے
یوسف سے حسیں مول لیا کرتا تھا [illegible]	[illegible] عشقی صاحب مقدور نہیں ہے

کسنے رند شکے سوا اسکو قبولا ساقی | دختر رز کی کہین سے نہ کبھی بات آئی
مسجدون مین جو نظر مجمع زہاد آیا | یاد کیا صحبت رندان خرابات آئی
کبھی بھیجا بھی تو بھیجا مجھے گلدستہ باغ | یار کے پاس سے آئی تو یہ سوغات آئی
درہم داغ تو بلبل کو دیے زر گل کو | فصل گل ملغین کرتی ہوئی خیرات آئی
تو بلیہا وہ گلگلون کی لنڈھاوے تو بھی | ساقیا ایکڑی دھوم سے برسات آئی

مطلب دل کوئی اپنا کبھی نکلا نہ قلق
ان بتون کی نہ کسی کام ملاقات آئی

دفتر جو گلہ کے وہ صنم کھول رہا ہے | اغیار تو کیا دل بھی ادھر بول رہا ہے
آثار رہائی ہین یہ دل بول رہا ہے | صیاد ستمگر مرے پر کھول رہا ہے
غیر شکوہ میرے واسطے جو بول رہا ہے | آب دروندا مین وہ سم گھول رہا ہے
کس کس کا نہین طائر دل دام مین اسکے | طوطی خط عارض کا تیرے بول رہا ہے
جانے سے ہوا جاتا ہے باہر جو ہر اک گل | کیا باغین وہ بند قبا کھول رہا ہے
کس طرح کی یہ شورشت جنون مین | دیوانو کا ہمراہ مرے غول رہا ہے

زلفین اٹھاکے شوخی سے کہنے لگا وہ شوخ
اللہ رے بوجھ دونون مرے شانے رہگئے

زندانسے اٹھ ہی لے گیے اور تور ہا
ہمسے جو تھے اسیر وہ دیوانے رہگئے

کی ہمسری جو گوہر دندان یار سے
محجوب ہوکے موتیونکے دانے رہگئے

ساقی کا حسن دیکھکے میکش ہوے یہ مست
ہاتھونمین سب لیے ہوے پیمانے رہگئے

اس شعلہ رونے چہرے سے الٹا جونہین نقاب
حیران شمع حسن کے پروانے رہگئے

اندر کا جنمین جمع اکھاڑا تھا کل سو آج
دیکھنے رہنے کو وہ پریخانے رہگئے

مسمار مسجدین ہوئین قسمت سے رندون کی
باقی خراب ہونیسے میخانے رہگئے

ہر دل عزیز وہ ہون ہوے سب ایک حال
اپنے تو کیا نہ وقت یہ بیگانے رہگئے

فرہاد و قیس تو نہ ہے لیکن ای قلق
الفت کے انکی خلق مین افسانے رہگئے

تصور رخ و زلف سیاہ کسکا ہے
خیال آپکو شام و پگاہ کسکا ہے

دل اسیر ستم داد خواہ کسکا ہے
یہ صید زخمی تیر نگاہ کسکا ہے

الٰہی کون سا دل سوختہ کراہا ہے
فلک پہ چھایا ہوا دود آہ کسکا ہے

عشق عشاق کو تعلیم وفا دیتا ہے
طرز بیداد حسینوں کو سکھا دیتا ہے

پہلی منزل ہے کڑی غافل رہنا ہشیار
یہ جرس قافلے والوں کو صدا دیتا ہے

کوئی آئین وفا اٹھ نہیں سکتا اس سے
کون دلکو ادب عشق سکھا دیتا ہے

قتل کر ڈالیگی آرائش قاتل اک روز
میرے خون کی وہ رنگ حنا دیتا ہے

خضر شوق ہمارے دل سودائی کو
راہ اسکے کوچہ گیسو کا بتا دیتا ہے

جب گھٹا اٹھتی ہے تو بادہ گلگوں سے ہمیں
گرم پیر خرابات جھکا دیتا ہے

گرم بازاری خونریزی سفاک رہے
تیر اجابت باختہ یہ عیسے دعا دیتا ہے

ورنہ تو رند سے چلتا نہیں بس واعظ کا
دختر رز کا مگر عیب لگا دیتا ہے

سچ ہے خورشید قیامت میں غضب کی ہے چمک
شاہدی یار کا نقش کف پا دیتا ہے

کار آب رگ سے لیتا ہے جو وہ چاہتا ہے
داغ سوختہ کو نشو ونما دیتا ہے

کسی نعمت میں نہیں پاتے ہیں ایسی لذت
بوسہ جو اُن لب شیریں کا مزا دیتا ہے

آسماں نے بھی سوا کوئی ستمگار نہیں
حسرتیں خاک میں سب وہ ملا دیتا ہے

داغ غم کو جو چھیڑو تو وہ کیا نالاں ہے
جام خالی کو بجاؤ تو صدا دیتا ہے

181

شاہ وگدا ہیں دونوں اسیر ہوا و حرص | اُمل کی فکر اسے ہے تو اُسکو ہے شال کی

آمد سُنی جو اُنکی تو کس ذوق سے **قلق**
طیاریاں کیں صبح سے شام وصال کی

ہمبر جو وہ کھینچے ہوئے تیغ دو دم آئے
تھا خوف کہ گھر گھر کہیں پڑ جائے نہ ماتم
امید کوئی فاتحے کی اس سے رکھے خاک
شاہوں کی طرح شہر میں صحرا لئے جنوں سے
سرگرم رہ دشت جنوں ہے کوئی ہما
محتاج تہ خاک ہیں اک سورہ قل کے
حجت سے نکیرین کی الجھا جو لحد میں
دکھلایا نیا شورش خلخال نے عالم
نرگس نہ اُن آنکھ دکھا آیا کہیں شبولا
اب شغل جو ہیں ہنگام عیادت

چلاکے اجل بولی کہ ہشیار ہم آئے
درگاہ تلک اُن کے بمشکل علم آئے
ہمراہ جنازہ بھی نہ جو دو قدم آئے
دیتے ہوئے ڈنکا سر بازار ہم آئے
کیونکر نہ قدم لیتے ہلتے ورم آئے
شاہوں کے نہ کچھ کام نشان و علم آئے
مولا کی صدا آئی نہ گھبراؤ ہم آئے
بے جان تو زندے ہوئے مردے نہیں دم آئے
سنبل میں نہ اُن گیسوؤں سے پیچ و خم آئے
ایسے بھی تو دم دینے کو وہ مرتے دم آئے

ادب کھو جو سوئے دشت جاتا ہے غبار اپنا
بگولا پیشوا اپنے کو بیتابانہ آتا ہے

تمہارے خال عارض کے جو عاشق ہیں سبب یہ ہے
ادب کرتے ہیں ہندو برہمن جو کوئی دانا آتا ہے

ہمیں بھاتی نہیں یہ چھیڑیں شیخ و برہمن کی
پسند طبع اپنے مذہب رندانہ آتا ہے

جو پامالی سے بچتا ہے تو پامال مارا جاتا ہے
مری قسمت کا حب نشو و نما پروانہ آتا ہے

تو وہ ہے شمع بزم گل رخان ای قاتل عالم
تری محفل میں سر پر کھیل کر پروانہ آتا ہے

دل صد پارہ فتنہ پر آتا چلا ہے کیا اس بت کا
مجھے کعبے کے استقبال کو بتخانہ آتا ہے

جلو میں لشکر طفلان تماشائی ہے کہ عالم
یہ کیا شوکت تیرا ہے یہ ری دیوانہ آتا ہے

اگر ندستگر مرا اسکی گلی میں چھاڑ کھا لیکو
رقیب و سیہ مثل سگ دیوانہ آتا ہے

وہان بستی بسا تے ہیں ترے دیوانے اے الفت
نظر جب دشت گردی میں کوئی ویرانہ آتا ہے

جلانے کو فقط ان واعظان خود نصیحت کے
قلق کعبے سے اٹھکر جانب بتخانہ آتا ہے

کس کس ادا سے نعش مری پائمال کی
انکی خرام ناز نے کیا مجھسے چال کی

کیا صفت بیان ہو اس نونہال کی
جو بتا ہے بہار ریاض جمال کی

نہیں کھلتا وہ کہتا ہو فلک نیرنگ کیون ہم کو
قلق جیسے تماشائی کی بازیگر نظر باندھے

کچھ عرض حال کی نہین حاجت کریم سے
واقف ہو خوب وہ مرے حال سقیم سے

آئی نہ مل سکے اس گل تر کی شمیم سے
اتنا گلا ہو باغ جہان مین نسیم سے

جلنے سے میرے یار ہو خوشنود اگر مرا
سمجھون فزون جحیم کو باغ نعیم سے

وہ ہون فقیر مست تکلف سے عار ہو
بدلون کبھی نہ شال مین اپنی گلیم سے

سیر دکھلائے رکھتے ہین آج تنا دسترس
چاہین تو چھین لین ید بیضا کلیم سے

ہوتے نہین مطیع حسینان روزگار
توڑینگے اس طلسم کو ہم لوح سیم سے

درکار ہو نجف مین جو جاروب روشنی
عیسیٰ سے لین نفس ید بیضا کلیم سے

پیاسا ہون آب تیغ سے سیراب جلد کر
جلاد منہ نہ موڑ ثواب عظیم سے

کیونکر نہ مجکو ہو در گوش صنم عزیز
الفت خدا بھی رکھتا ہو طفل یتیم سے

جلتا ہون مثل طور ہین من غبار سے ہنوز
کیا تجلیے مین باتین ہوئین تھین کلیم سے

ہو سیر باغ کیسے صنم مرگ کے تا نصیب
لی ہر کے غبار نے سالوش نسیم سے

بہار گل میں سودائی ہوا ہوں اُسکی زلفوں کا
بجا ہے عشق پیچاں سے مرے مشکیں اگر باندھے

میں وہ برگشتہ قسمت ہوں مجھے کب جائے تیر اُسکا
نشانہ طائر دلکا جو وہ ناوک نظر باندھے

بگولہ بنکے خاک قیس و فرہاد آئے تربت کو
ترا دیوانہ کوہ و دشت میں نالے اگر باندھے

غبار کہ جیسے کاکل ہوئی ہے بعد مرنے کے
ہوا اپنی میری خاک کیونکر سر پہ باندھے

رخ انجام کو آئینہ آغاز میں دیکھے
تصور ہم کا دل جیسے طوطی شیشہ باندھے

جہ بینی و رشتہ سی حسب عادت کہی تو فرمایا
نہیں ہے جو ہر کتاب کی نسان اگر باندھے

غم شادی صلت میں ہوا ملومن عجب کیا ہے
جو سہرا آنسوؤں کا وہ سر تابوت پر باندھے

ہزاروں سر کے بل جانا ہے تیرے پا اُڑ جائیں
سر پھر بنا تیغ جہازی پل اگر باندھے

دل عیتاب آزاد دنیا کے بکھیڑوں سے
جہاں میں طائر قبلہ نما کے کس نظر باندھے

پڑیگا سابقہ جس دن تو کھل جائیگا حال اُنکا
رقیب اپنے پتا ہمسے لیے ہیں تیغ و سپر باندھے

دیا خط دیکھے کیوں پیغام اس بےمہر پر اپنے
زبان پر تو چڑھائی جانب دست نا مہر باندھے

چمن میں چاندنی کے پھول پہ صد برگ کا شک ہے
قلق زردی رخ عاشق کی رنگ اپنا اگر باندھے

کس چمن سے گذرتی ہے نداست کی
سوتے ہین خشت خم کو سرہانے دھرے ہوے

حرف نخ الفسے سوکھ گئے خار کی طرح
جب موسم بہار مین کچھ ہم ہرے ہوے

وہ رند بادہ کش ہین کہ ہمنے بدا بدی
خالی کیے ہین خم کے خم اکثر بھرے ہوے

جتنے وہ بات بات پہ ہمسے بگڑتے ہین
کھوٹے لیے اتنے وہ نہ کسی ان کھرے ہوے

سینہ سپر وہ ہم ہین کہ قاتل نے بارہا
خالی کیے ہین ہمپہ تمنچے بھرے ہوے

سب بکف ہین فیصیے ہو کون سرخرو
قبضے پہ ہاتھ ہے وہ ستمگر دھرے ہوے

چشمان یار جو ہین مستی مین کسقدر
کیا یہ ہرن ہین سبزہ و مینا چرے ہوے

لایا نہ کچھ جواب پیام اور پیامبر
کیا گھنگنیان تھے منھ مین وہ اپنے بھرے ہوے

خالی ہے اپنے جلوے پر اٹھ اسنے بارہا
ہین چاندنی کا کھیت یہ آہو چرے ہوے

یحیائے چھیڑ کر سر بازار ہم انھین
وہ کھوٹیان سنا ہین وہ ایسے کھرے ہوے

بوسہ دیا کبھی تو جلانے کے واسطے
وہ چار گلیان ہو مین کچھ غرغرے ہوے

گرمی عشق دیکھ ہمے تر بغیر غسل
جام دل کے ایسے بلند ابھرے ہوے

خالی ہو کہین ان طفلان جدا ہی جنون
وہ ان کو مین تو ہین تھر بھرے ہوے

نا ملے پیر مغان تو ٹھے بسر و اعظ
باز گشت اُنکے سواد کہان تھی میری
جنت مین غیس شوریدہ سری گو ملتی
جان ہو منصور تبہ تو آ گئی دم گھٹ جاتا
کونسا خاک در میکدہ پر لطف نہ تھا

تو بہ ہم کی نہ کہاتے جو قسم کیا کرتے
تجھسے مجرم یہ نہ کرتے جو کرم کیا کرتے
معرکہ تھا جو بڑھاتے نہ قدم کیا کرتے
اور تم اس سینہ صد چاک مین دم کیا کرتے
ہم خرابات نشین مسند جم کیا کرتے

جان دی عشق مین اُس شوخ ستمگر کے قلق
یہ نہ کرتے تو بتا تجھین ہم کیا کرتے

دھیمے جاتے ہین دزدانگہ جو جیسے اُلٹے ہو
ہمارا کاٹ کے سر دو کمال ذم مین
عبیر و عنبر و مشک و بنفشہ و ریحان
تمہارے دہر میں دم لینے کا مقام نہین
ہماری خاک کی حسرت بھی نکلی اُسوقت
کہ کشتہ مژگان کوئی نہین بچتا

انھین کا تیر نگہ ہم مین لیے کھائے ہوے
کٹرے مین سینے مقتل مین جھلکائے ہوے
تمہارے سبزہ خط پر دہن ہم رکھائے ہوے
عدم کے قافلے والے قدم بڑھائے ہوے
چلے جو ناز سے وہ ہاتھ اُٹھائے ہوے
یہ تیر ظلم مین کس سر مین بانکے ہوے

ہمیں نہ جیتے جی وصل کیا غرضی ہیں لاس کی
یہ گر نہ اسکی محبت کو تو در کار اک بہانہ ہے

سیاہ سے تھے یہیں ہم تو باس جیتے جی تو کیا
ورد و لقمہ لیے یار کا وہ آستانہ ہے

ہنسا دل کی صدا کیا بوم کبھی ہے جس جگہ عنقا
فائق اس گلشن ویران میں اپنا آشیانہ ہے

قفس میں مجھ سے وصف نالہ و فریاد کیا کیجیے
پراگندہ دماغ نازک صیاد کیا کیجیے

قفس میں بھی سیر چمن کی یاد کیا کیجیے
دل ناشاد کو دم بھر کبھی خاطر شاد کیا کیجیے

ہزاروں قتل کر ڈالے ہمیں کیا عذر دیتا ہے
قضا اپنی نہو تو شکوۂ جلاد کیا کیجیے

غنیمت ہم نہ سمجھا مجھے اسیر نغمہ پرواز کا
کسی سے شکوۂ بیدردی صیاد کیا کیجیے

ستم کرنے کے عاشق پر جو بتا یہ مسلم کہا
گلے لگ جائیے بوسہ فقط امداد کیا کیجیے

ہمیشہ جنوں کی فصل میں آتا ہے سودا ہی
تغیر ہی علاج وحشت فصاد کیا کیجیے

دکھاتے تھے بہار اک دن بھی لیکر اگر جیتا
اگر بھولیں ادائی بیداد کیا کیجیے

ہم عرض حال کی سنکے وہ صیاد کہتا ہے
گرفتار آگئے جو خود ہوئے آزاد کیا کیجیے

فلانہ جوانی تھا عجب یک وقت اور پیری
زمانہ خود فراموشی کا اپنے یاد کیا کیجیے

ایک دن معشوق سے اپنے نہ خوش ہو کر ملے
خاک مین سارے گئے ارمان ای دلبر ملے

کیا وہ خوش قسمت ہین جنکو قدردان دلبر ملے
ہم کو تو سب بے مہر بدخو بیوفا اکثر ملے

اسقدر مشتاق قتل دلربائے عالم ہین ہم
عید قربان ہو گلے سے گر ترا خنجر ملے

حد سے بڑھکر عجز بھی انسانکو کرتا ہی خراب
کی اُسی نے سرکشی جس سے بہت جھک کر ملے

قامت موزون جانانکا جو مین دیوانہ تھا
خاک سے میرے بگولے سرو قد ہو کر ملے

لکھ چکا جب اُس سپہر حسن کو مین خط شوق
چاند اور سورج لفافے کیلیے دیکر ملے

پائی جنسیت جو صحرا گرد لاغر مین ترے
بید مجنون جب ملے مجھسے بہت جھککر ملے

کیا جو کسا فشانی ہم نے سیاہ یار پر
اس سپہر حسن کو کس نور کے زیور ملے

... تنا تو دکھایا جذبۂ دل نے اثر
آپ ہی روٹھے وہ مجھسے آپ ہی آکر ملے

ہم وہ منصف گلشن عالم مین ہین اور باغبان
دین کفن بلبل کو پھولونکی اگر چادر ملے

رند مشرب وہ ہین کوثر پر بھی یہ چلا ئینگے
کوئی ساغر ہمکو بھی یا ساقی کوثر ملے

وصف معراج شہ مرسل کا جب لازم ہوا
میرے مرغ فکر کو جبریل کے شہپر ملے

کھنچ سکے موئے میان یار کی اُس سے شبیہ
میرے بہزاد تصور سا جو صورتگر ملے

۱۷۴

یقین ہے کہ اک دن مجھے مضطر کی بھی پوچھیگا
تو اسلئے آکے آیا ہے تجھے جس نے پکارا ہے

سراسر ہو گیا ان [illegible] دئے لطف زمین پیدل
تجارت میں متاع عشق با نیکے خسارا ہے

وصال اک سمت محرم آخری ذرا پینے کیا
فراق یار نے کیا کیا ہمیں تڑپا کے مارا ہے

ملے کس [illegible] رندہ درگاہ کو عزت
جسے تو نے بگاڑا ہے اسے کس نے سنوارا ہے

دلا صبح شب وصلت نہ کر اتنا غم فرقت
ابھی تکتا تجھے پہلو میں ابھی تو وہ ستارا ہے

نہ قتل کیجئے کیا تو آپ کاٹینگے گلا اپنا
قلق قاتل سے اپنے آج ہی بس ڈرا نیارا ہے

وہ پری جان بھی لے لے تو گوارا کیجیے
تو تو دل بھی ہے کوئی جان جو پیارا کیجیے

سخت جانی کا بھی احسان گوارا کیجیے
آج جلاد کا جی بھر کے نظارا کیجیے

جان ہونٹھوں پہ ہے وقفہ نہ خدارا کیجیے
عیسی لب کو ذرا اپنے اشارا کیجیے

چشم زخم آپکی شمشیر نگہ سے ہے دوام
سر عاشق جو تصدق میں اتارا کیجیے

ہم ہیں عاشق جانباز ہمیں قدموں کی قسم
سر ابھی کاٹ کے رکھدیں جو اشارا کیجیے

چشم باطن اگر اعجاز تصور سے کھلے
بند آنکھیں رہیں اور انکا نظارا کیجیے

[illegible]

لپٹنے مین جلد اسکے تو عجلت کمال ہی
دینے مین انکو وصل کے برسون لگائین گے

گرم خرام ہونگے اگر صحن باغ مین
انگارہ پیر وہ کف پا چمن کو لٹائین گے

سینہ سپر ہین عاشق جانباز سیکڑون
تیغ نگاہ ناز وہ کب آزمائین گے

ابکی تو ہجر یار مین ہم گور تک آئے
جیتے ہین کبھی نہ پھر دل لگائین گے

اے شہسوار ناز یہ مٹتا ہی بار بار
تیرے سمند حسن کو ہم خود بنائین گے

ہم کیون اطاعت انکی کرین فائدہ قلق
کیا یہ بتان دہر خدا سے ملائین گے

چلدئے سے کہ اے خورشید لیکر ہم تم بہم نکلے
ہزارون شوق سے پہلو ہی کے لاکھون کے دم نکلے

تجھے آگاہ سمجھے ہوئے سے خانہ نشینی مین
نکالے پاؤن ہمنے گھر سے جب باہر قدم نکلے

محرم مین تمنا تھی زیارت ہوگی جی بھر کے
الم لاکھون اٹھائے ہمنے جب انکے علم نکلے

لپٹے ہم ضریح پاک سے جیتے جی جو نہین کبھی
نہ اپنے خانۂ زنجیر سے باہر قدم نکلے

کیا جب امتحان قاتل نے اپنے سرفروشونکا
رہا پا لاکھون کے ہاتھ جو ثابت قدم نکلے

مقابل ہوکے انسے جوہری سب تپ کے پچھتائے
گہر پیش دُر دندان بہت قیمت کے کم نکلے

[illegible]

جہان بیکار دہر آستانہ ہے
ہمارا خاتمہ بالخیر ہوگا

وہ قاتل تیرے کوچے کی زمین ہے
پیمبر اپنا ختم المرسلین ہے

جدا جس سے مرا جان جہان ہے
نہایت دل اشفق اندوہگین ہے

بوسہ لوں چشم مست کا قصد نگار ہے
ساغر چڑھاؤں نشہ کا اتار ہے

پیشان یار کا بھی قیامت ابھار ہے
گویا نہال قد شجر میوہ دار ہے

دل اپنا بلبل چمن روے یار ہے
یہ باغ وہ ہے جس مین ہمیشہ بہار ہے

سرسبز خط سے کیا چمن روے یار ہے
ہے طرفہ ماجرا کہ خزان مین بہار ہے

چلتے ہین بعد مرگ بھی ٹھوکر لگے قبر کو
ہم خاک مین ملا انھین تبک غبار ہے

آنکھوں مین ہو یہ تشنۂ دیدار ہون کمال
پیاسی ہے گو صدف مین گہر آبدار ہے

اے گریہ چشم تر کی حفاظت ضرور ہے
یہ کاسۂ گدائی دیدار یار ہے

نیرنگ عشق سے نہین حیرت زدہ نگوں
تصویر کے چمن مین ہمیشہ بہار ہے

ہم ذرہ سمجھ کے ہین آمادہ خلش
کانٹوں کو میرے آبلۂ پا سے خار ہے

وہی فرصت ہے آرائش زلف رخ سے
منتظر یار کے ہم صبح سے تا شام رہے

چمن دہر میں ہاتھ آیا کرے صید مرا نہ
دوش صیاد پہ گیسو انکا دام رہے

بعد مردن بھی فلک در پئے آزار رہا
ہم تہ خاک بھی اکدن نہ بآرام رہے

بیخودی حسن آرام ہوں ایسا ہی شوق
دلکو مجھسے نہ مجھے دل سے ذرا کام رہے

دلکو خواہش نہو کچھ اور بجز بادۂ شوق
نشۂ الفت ساقی گل اندام رہے

وحشت کہسار میں دھوم ہی مچا او وحشت
قیس و فرہاد کا باقی نہ ذرا نام رہے

قرض دے لینا ہمارا آقی ہے مفلس ہیں بہت
ہیضر و شوقیے پیدا دو رسید دام رہے

سو گئے گھر و پہ بسر کرتے رہے اے خشک
عیش میں مست سدا رند مے آشام رہے

باغ عالم میں تا حشر ہیں اے ساقی
تو بغل میں رہے کیفیت مے گلفام رہے

اپنی تربت سے اگا سنبل تر مر کر بھی
بستۂ سلسلۂ زلف سیہ فام رہے

فیض جاری رہے عالم میں ترا او ساقی
تو رہے اور زمانے میں ترا نام رہے

ایکدن کو ٹھے پہ آکر نہ جھلک دکھلائی
نگران دیر تلک ہم طرف بام رہے

مٹتے دم دیکھو اسلام ہے سبحان اللہ
زندگی بھر تو قلق بندۂ اصنام رہے

اپنے سایے پر عبث مغرور ہی تو اے ہما
صحبت سلطان نے دل اُسکا آئینہ کیا
ہمت و عدالت کی صفت کیا کیا کہوں
فی الحقیقہ ہی زیارت زندگانی کا سبب
طول گیسو رسائی ہو سکے کیونکر صفت
جانتے ہین شاہ کے جانباز جانبازی کو کھیل
جان کسکی ہی جو ٹھہرے رو برو ہنگام غیظ
مثل موسی غش کرین کیونکر نہ خوبان جہان

ای ہما سلطان عالم اپنا ظل اللہ ہے
سادہ رویوں مین تبرک بندۂ درگاہ ہے
عدل کسری جود حاتم حکم نادر شاہ ہے
دولت بیدار سلطان یان زر تنخواہ ہے
جسکے آگے رشتۂ عمر خضر کوتاہ ہے
جنگ کا میدان بھی گویا ایک بازیگاہ ہے
شیر گردون کو بھی عزم حیلۂ روباہ ہے
عشق منزل طور کے صورت تجلی گاہ ہے

دل سے ہوں میں جان نثار جان عالم [illegible]
نیت خالص سے بندے کی خدا آگاہ ہے

مبتلاے ستم و حسرت و آلام رہے
ساقیا ایک ہی ملتجی جام رہے
عمر بھر محو رخ و زلف سیہ فام رہے

شاد دو دن کبھی ہم اہل غم ایام رہے
مست ہین دور مین تیرے خاص سے تا عام رہے
کبھی کافر تو کبھی صاحب اسلام رہے

۱۶۸

کھو ہنگامہ کیوں برپا کیا ہے شور محشر نے
چھوڑی ہو گئی ہے قتل کر کے بچھڑا مجھکو
مجھے چشم سیہ کا اس پر پڑھکے جو سودا ہے
تجلی بخش ہے اس [illegible] کا نور حسن لیلیٰ
تماشائے شہادت میں ہجوم جان نثاران ہے
نہیں ہوتی تسلی اس دل بیتاب کو حاصل
ہمارے ساتھ کیا یہ بھی شب فرقت میں ونا ہے
ذرا او ساربان ناقے کو ٹھہرا آ ہوا بیکل
بڑھی تھی رن میں یہ سر کٹتے ہیں کب جانثار دیکھے
نکلے دل اس ظالم سے کوئی حکم حاکم ہے
حسینونکے نہیں بس میں ہم ہے لقاد اس سے
وہ کشتہ ہوں کہ تیغ ابروئے چشمان جوہر سے
پھڑک جاتا ہے غصہ وجب مجھے مجروح کرتا ہے

تھکے ماندے مسافر سوئے ہیں پہلی منزل کے
لہو لب لگ گیا ہے منھ کو تیغ ناز قاتل کے
برنگ چشم آہو بنگئے حلقے سلاسل کے
پتنگے بن گئے ہیں کس شمع شباب اسکی محفل کے
پیا ری لہو مقتل ہے ہم سے تیغ قاتل کے
مری کشتی کبھی لیتی نہیں احسان ساحل کے
ستارے ہیں کہ قطرے اشک چشم ماہ کامل کے
کہ خاک کس ناتوان کی تھی ہے تجھتے پیچھے محمل کے
سر مقتل اڑتے ہیں تصدق تیغ قاتل کے
ڈھونڈھتے پھر رہے ہیں شہر میں بیداد قاتل کے
ہمارے ناز اٹھاتا ہے دل ناشاد ہم دل کے
دم رخصت بہائے اشک خوں میرے گلے مل کے
لگے ہیں کیا مزے تیر میں یہ مرغ بسمل کے

چھپانیسے نہین چھپتا ہو حسن دلکش عالم
سکھا دیتا ہو اقبال آدمی کو نیک و بد آخر
توجہ منعمونکی نفع سے خالی نہین ہوتی

نہین ہو دیکھنے مین اچھی صورت آہی جاتی ہو
یہ دولت ہو وہ شوشان بلست آہی جاتی ہو
ہوا کے گوشۂ دامان دولت آہی جاتی ہو

ستم دیدہ جو ہین وہ ذکر آفت سے بھی ڈرتے ہین
فلق نام شب فرقت سے دہشت آہی جاتی ہو

حال پرسان کبھی بھولے سے بھی پیارے نہوے
بجائے انصاف ہو شکوہ نہین او نا انصاف
کب مین خسخانے مین سویا کہ نہ آیا تو یاد
غرق اشکونمین مرے کب نہوئی کشتی چرخ
کونسے دن نہ بھرا دامن گلچین نگاہ
تیری افشان پہ تصدق انجمن کرتا ہو ما
غرق گرداب بلا ہوتے ہزارون غواص
ای **فلق** تم رہو ثابت قدم راہ وفا

غیر پیارے ہوے تم حیف ہمارے نہوے
غیر پیارے ہوے اور ہم تمھین پیارے نہوے
کب رواں دیدۂ گریان کے ہزارے نہوے
ہمسراہ کب آہونکے شرارے نہوے
کب میسر گل عارض کے نظارے نہوے
آسمانکے مرے قابو مین ستارے نہوے
شکر صد شکر وہ دریا کے کنارے نہوے
خیر پاپوش سے وہ گرچہ تمھارے نہوے

طالب دیدار رخ ہو نہیں تو وہ زلفیں دکھائیں | گر کہوں تکلی میں اسکو وہ سمجھیں بات کی
پا میں سنا تھا ہے سارے نگر خون کی دل انھیں | تاب آتی تھی کبھی جنکو نہ آدھی رات کی
ای قمر آغاز نور حسن خط پہ کر نہ ناز | چاندنی رہتی ہے تھوڑی سی پہلی رات کی
ضبط آہ سرد و گریہ سے نہ کیوں ہم پہ ستم | سینہ ہے کیا تکلیف دیتی ہے امس برسات کی

بیٹھتے کیسے ہیں یاد میں کرتے مقام
ای قلق کیا مفت تمنے رائگان اوقات کی

او آسمان سمجھ کے ذرا کچھ ملال دے | ظالم ہماری حسرت دل تو نکال دے
آغاز کا نہ دھیان نہ فکر مآل دے | مومن کو دے خدا تو لب اتنا خیال دے
جتنی محبت اسنے ہے ہمکو اٹھئیں نہیں | کیونکر کسی کے دل میں کوئی دل کو ڈال دے
شاعر طبع یاں یہ دم فکر شعر ہے | شمع سخن کو نور کے سانچے میں ڈھال دے
اسکی جفا و لیسے ہیں وفا میں مری سوا | یا تو مقر ہو یا وہ جواب سوال دے
خلاق آسمان و زمین مہر اگر کرے | ماہ نو بدر ذرے کو اوج کمال دے
طاؤس کبک کہتے ہیں وہ دیکھ کر خرام | اللہ رے تو حسن بشر جیال ڈھال دے

ای صنم تیری نزاکت سے یہ اندیشہ ہے
نہ کہیں موے کمر سے ترے زنار الجھے

یوں گیا چھا مرے اس گھر میں تاکہ عدو
میرے دامن سے نہ خار سر دیوار الجھے

کبھی قابو میں طبیعت ہو کبھی بے قابو
ہر گھڑی مرد سپاہی سے نہ سردار الجھے

چشم میگوں سے تری ہوگئی ہے گردش میں کبھی
مست ہو چلنے میں جیسے مے رفتار الجھے

کچھ نہیں فکر نجات عمل بد انکی
کس قدر جال میں پھنسا کے ہیں نمودار الجھے

نہ ہم ہوا میں قیلو نے جو مجھسے مگر ٹلے
صاف دو چار طرح دیکے دو چار الجھے

دل مجھے دیکے بلا اور بھی اک سر پہ لی
دام کاکل میں ترے ہیں گرفتار الجھے

کبھی یکسو نہ ہوا گیسو و رخ کا جھگڑا
سالہا سال **قلق** کا فرو دیندار الجھے

بناکرینگے ہم اک انجمن زمین کے تلے
کہ مجتمع ہیں سب اہل سخن زمین کے تلے

گئے ہزاروں ہی یا غنچہ دہن زمین کے تلے
کھلائے چرخ نے کیا کیا چمن زمین کے تلے

عدم ہی کوچ کی جا اور رہ منزل گاہ
مسافرونکے ہیں بیت الوطن زمین کے تلے

گئے وہ دن کہ یہ آسمان چھوکر پھینکے
پڑا ہی خاک میں اب کوہکن زمین کے تلے

کر سکیگی مجھے میزان قیامت سبکسار
دل بلبل کیطرح پھونک دے صیاد کا گھر
سر محفل مری جانب سے شکایت نکرو
ہم تیرے پلک کے دم بھر بھی نہ ہونگے جانبر
پوچھتا پھرتا ہوں ایک ایک سے یہ مضطر ہوں
کب تلک پاس معشوقہ کا بڑی ہرجائی ہے
اپنے بسمل کا نہ تسمہ بھی لگا رکھے گا
جب تلینگے مرے اعمال تو تردامن ہوں
شام وصلت ہے تو دھڑکا ہے مجھے فرقت کا
آتشی گھر کر شکوہ میں مشقت نہ کروں
جسقدر چاہیں یہاں مجھپہ بیداد کریں
خشک گردامن تر مہر کرم سے ہوا
میں نہ جان بھی دیتا تجھے تو سمجھوں فریب

میرے پلے پر اگر آپکی حسرت ہوگی
آتشی بھی آتش گل میں نہ حرارت ہوگی
شرم آئیگی مجھے انکو ندامت ہوگی
رنج ہجر اسنے اٹھایا جنھیں عادت ہوگی
زندگی میں مری صبح شب فرقت ہوگی
وحشت ہاتھ سے مرے نکلے فضیحت ہوگی
میرے قاتل میں اگر کچھ بھی مروت ہوگی
سرو سب گرمی خورشید قیامت ہوگی
صبح ہوگی تو کہو کیا مری نسبت ہوگی
خواہش خلد میں مجھسے یا حضرت ہوگی
کیا مرے آنکے ہاں بھی نہ عدالت ہوگی
تجھسے شرمندگی اتنی نہ ندامت ہوگی
ان بتوں سے مجھیں امید محبت ہوگی

جھڑ لگی خیر ہوے اللہ اُس سنا کیا عالم کو
دیا وہ بہت اکو لپٹ لے یہ عقل و دین بھی سمجھو ا
بہت سمجھائے پر اُس سنگدل کے یکدل ایسا
بہت بیہودہ [illegible] اٹکے ہیں [illegible] اور سر
[illegible] اس شوخ نے اپنے [illegible] میں مصحف قدرا

[illegible] لگی لگی اُسنے سمجھائی آپ خنجر
[illegible] تھے لینے اُٹھے اور پھر دینا پڑا گھر
مثل مشہور ہی یہ لعل کو پیوند لگا ہی پتھر
چھپاؤں ختِ رز کو لیکے یہ چشم ساغر
جب یہ دیکھے [illegible] پھر [illegible] وہ دیدہ کو ترسے

دل میں سنتے ہی یہ الفاظ شب غم ہو گئی دہشت
ڈالتے تھے بہت [illegible] عذاب روز محشر سے

بچا ہے اشک آنکھوں سے لہو پیہم نکلتا ہے
دل ناشاد سے یوں نالۂ پُر غم نکلتا ہے
بہت اُس شوخ کا [illegible] اٹھایا داغ ہے
جگہ دیتا بہت [illegible] نوک مژگاں کو
یہ عیب حسن ہے جب مخاطب ہم سے ہوتا ہے
گذرتا ہے جہاں سے جب ہماری دید کا گشت

مرے سینے میں [illegible] جسم [illegible] دم نکلتا ہے
[illegible] جیسے صاحب ماتم نکلتا ہے
کوئی بادام بادام [illegible] نکلتا ہے
یہ وہ کانٹا ہے جو پہلے جگر سے کم نکلتا ہے
جو لب اُسکے حضور [illegible] زبان سے کم نکلتا ہے
تو اسکا آنکھوں سے رستے سے اکثر دم نکلتا ہے

١٦٢

[illegible]

آتی نالے سے بھی آہ ہو باریک تر جس کی	قیامت میں بآسانی گذر جاؤ نہیں اس پے
چمن سے اُسکے ڈر سے تک اُڑاتے جو رنگ گل اکثر	ہوا کو کیا عداوت تھی اڑا دی خاک بلبل سے

قلق کچھ اور پڑھو آئین یہ اہل بزم کہتے ہیں
نہیں ہم سننے پائے شعر سب تعریف کے غل سے

جب ہو گل ہمسری کرتا ہی تیری دام کاکل سے	عنادل کا عرق کنگھی کی بجھ پڑتی ہے سنبل سے
ہوا گے گلشن عالم رہ انصاف اگر چلتی	جلاتی آشیانہ بلبلوں کا آتش گل سے
تماشا ہو چلے ہیں گاہ وہ منت بڑھا نیکو	سواری آج تو نکلی ہی اُنکی کس تجمل سے
صریر خامہ رنگین رقم کیا لطف دیتی ہی	سُنے نغمے جو کوئی تو مرے گلشن کے بلبل سے
نکلتا ہو جو اُس کوچہ سے تو سیر کو گر سے	گلی کوچے مہک جاتے ہیں تیری کاکل کے گل سے
اگر فریاد رس کے کان تک پہنچے تو سن لینا	اڑی بچے لا شگوفہ باغ میں فریاد بلبل سے
خزاں ہو کر بہار حسن بن ٹھن پھر نہیں آتی	ترقی کی نہیں امید ہرگز اس تنزل سے
رہا کرتی ہو قزاقوں سے ایمن حسن کی دولت	زر گل کھسوٹ لیا کوئی کب دامن گل سے
وہ دیوانہ ہوں تیرا مرے پیچھے ہوں جو وحشت میں	گریزاں شیر صحرا ہوں مری زنجیر کے غل سے

جب منہ لگا اسکے ہمکو کرتے ہو سر سبز اپنی بات
آگے جو تم ایسے کبھی ہٹ دھرم نہ تھے

کیونکر مین اپنے دلمین نہ دیتا انھین جگہ
قابل جو انکے رہنے کے دیر و حرم نہ تھے

اورونکو تو شہید کیا تیغ ناز سے
کیا ہم کسی کے سر تسلیم خم نہ تھے

اسطرح شمع بزم نے طے کی عدم کی راہ
دیکھا تو راہ مین کہین نقش قدم نہ تھے

دلمین رہے جنون کی بدولت ہمیشہ داغ
اے عشق اس خزانے مین کچھ درم نہ تھے

اسطرح دلکو پھندے مین لانا نہ یاد تھا
آگے تمھارے زلف مین پیچ و خم نہ تھے

نالان تھے ہم جدا کسی سہی قد کی یاد مین
نالے ہمارے سرو گلستان سے کم نہ تھے

جب تمنے آزمایا ہمین پایا سر بکف
منہ موڑ جاتے وقت پہ ایسے تو ہم نہ تھے

کھلتا تھا حال سابقہ پڑنے سے مہربان
کچھ ہم مقابلے مین رقیبون سے کم نہ تھے

کچھ رحم بھی مزاج مبارک مین قبل تھا
ایسے تو آپ مائل جور و ستم نہ تھے

جانے جدا تمھاری جو صدمے گذر گئے
دن ہجر کے بھی روز قیامت سے کم نہ تھے

[illegible] صورت اورونکی کیونکر مین آپسے
کیا معتبر حضور کے قول و قسم نہ تھے

[illegible] دیا تمھین امتحان کیوقت
آخر تمھارے چاہنے والون مین ہم نہ تھے

[illegible]

١٥٩

اہل کمال ہوتے ہین بے فیض بھی بہت	دیکھو گل تمر مین نہ بو ہی نہ باس ہی

دعوی ہی اے قلق مجھے ارباب فہم سے
اُس سے گلا نہین جو سخن نا شناس ہی

ڈر وا گنہ سے کچھ نہین دلکو ہراس ہی	ہمکو بہت بڑی تری رحمت کی آس ہی
شاید مجھے رقیب سے وہ ہم بغل کہین	پہلو مین دل کچھ آج ہمارا اداس ہی
معشوق سے ہنسی بھی نہین خالی از مذاق	یہ بھی تو ایک طرح کا صاحب لباس ہی
رہتا ہی فصل گل مین بہت بے مزہ مزاج	تو یہ نہین شراب کی شیشے کو راس ہی
کرتا نثار اُس چمن آرا پہ یہ مگر	کیا اور وحشت لہر کے سوا گل کے پاس ہی
جب بہر سیر اُبھارتے ہین ہم تو کہتے ہین	جی حسرت ہی کمال طبیعت اداس ہی
ہمکو صاحب لحاظ ہی پر بزم غیر مین	پیر اگر سے وہ پاس بعید القیاس ہی
میکش یہ کہہ کے پیتے ہین در اخیر مین	ساقی سلامتی کا یہ تیری گلاس ہی
پاجی پہ شک کہ یف کا ظاہر سے ہوتا ہی	دنیا مین پردہ پوش بشر کا لباس ہی
فرقت مین بھی گذرتی ہی اپنی تو ٹھاٹھ سے	اندوہ ہمنشین ہی مصاحب ہراس ہی

[illegible]

شہید تیغ جفا کرکے مجھکو فرمایا
ہمارا خون بہا کر نہ رایگان کیجیے
علاج ہو نہ سکے اُسکے درد مند کا
تو وہ ہو جان تنہ الکت کہ تریب ہجر غم عشق

بہانہ ایک تو اک چاہیے قضا کے لیے
ہمیشہ لٹے گا بن ہاتھ اس جفا کے لیے
فلک سے اتر ہیں مسیحا بھی گرد اُسکے لیے
جو لا مین گھونٹ دنکے رخسار سنگ پا کے لیے

قلق ہے آجکل ایسا ادوار بیدردی
کہ درد ڈھونڈھے سے ملتا نہیں دوا کے لیے

کسطرح جنسے شب فرقت کا یہ دم گھٹتا ہے
گھن لگا دیتا ہے یہ دُگ بلائے بد ہے
ہیت ٹھہرتے ہی نہیں اہل ہوس کا دیکھا
پر تو رخ کے تصور میں ترے او خورشید
اُس بت شوخ کو اللہ رے شوق زینت
جب کوئی ہاتھ بڑھاتا ہے کسی کے آگے
تیز رنگت وہ ترے جلتی ہے ای غنچہ دہن

دیکھیں نہ بوجھتی ہے بیلے کہ جگر پھٹتا ہے
عشق گیسو میں بہت جلد بشر لٹتا ہے
یہ گڑھا وہ ہے جو پاٹے سے نہیں پٹتا ہے
دل مرا مثل گریبان سحر پھٹتا ہے
آئنہ ہو نہیں سامنے سے ہٹتا ہے
فرط غیرت سے مرا سیر خون لہو گھٹتا ہے
باغ میں رشک سے رنگ گل تر گھٹتا ہے

[illegible]

جو پہونچے تا فلک شہرہ تمھاری خود فروشی کا
عوض جو سینکے گا رلائی می کا چاہیے ساقی

خریدار یکو آئے مشتری بازار انجم سے
ہماری قبر اگر یکی ہو تو خشت سر خم سے

ہمیشہ خاک چھنوا دیگے مثل قیس صحرا کی
فاق کو یہ نہ تھی امید ای لیلی منش تم سے

تاثیر جذب مستوئی ہر ہر غزل میں ہے
دلمین جو اپنے یار ہے تو دل بغل میں ہے
کتنا غرور ہے تمھیں حسن و جمال پر
ہے یاد دلمین پنجۂ رنگین یار کی
بد تر خزانے ہے ہمیں اس باغ کی بہار
لیتے ہیں بوسے اُن لب گیسو کے رات دن
منعم یہ کارخانے ہیں دُنیا کے کر نہ فکر
جو بن گیا وہ پیچ مگر انکے ہیں وہی
پہلو میں مجھ حزین کے پھڑکتا ہے رات دن

اعجاز بڑھ میں ہے تو کرامت زحل میں ہے
پھر کیوں ہے زعم کہ صاحب خانہ محل میں ہے
گویا دیار حسن تمھارے عمل میں ہے
مہندی سے کیے چور کا گذر اپنے محل میں ہے
لیتے فاق پھول میں ہے ہر کھل میں ہے
ملک یمن سے تا ختن اپنے عمل میں ہے
کوئی ہے جھوپڑے میں تو کوئی محل میں ہے
رستی کا بل حضور کی نفوسکے بل میں ہے
ہمارے سینہ دل ہے یا کوئی پھوڑا بغل میں ہے

بعد مرنے کے بھی ہو کوچۂ جاناں کی تلاش
ہم لگے داغوں سے نہ کس طرح اُٹھے دود سیاہ
وہی کمرا ہو وہی بت جو تصور بندھ جائے
خط سے خس پوش ہوا چاہ ذقن قہر ہوا
سوجھی ہے لے کے رلانے کی یہ تدبیر اے دل
کچھ علاج ایسا بتا دو کہ یہ درد دل بھی
کچھ وہ انصاف پہ تھے شکوہ دوئی جھگڑا
یہ جوانی یہ دن اس دور میں انصاف تو کر
چشم خوباں نہیں تیرا حسن ہمیشہ کھٹکے
نالہ گرم سے بلبل کے نہ غنچے مرجھائیں
رشتۂ جاں نہ اُسے کہتے ہیں ٹوٹا یہ بیچ

ولے میرے ہوس باغ جناں دور رہے
غیر ممکن ہے چراغوں سے دھواں دور رہے
نہ مکیں دور رہے اور نہ مکاں دور رہے
یوسف دل سے الٰہی یہ کنواں دور رہے
چشم گردوں سے نہ آہوں کا دھواں دور رہے
اُسکی طرح مسیحائے زماں دور رہے
منفعل ہو کے کہا واقعی ہاں دور رہے
دخت رز پاس ہے اے پیر مغاں دور رہے
نظر بد سے تو اے آفت جاں دور رہے
حسن گل سے الٰہی یہ خزاں دور رہے
اب کیوں نظروں سے ہوئے میاں دور رہے

غم فرقت سے پہنچ جاتے ہیں مرنے کے قریب
اے **قلق** یار سے دو دن بھی جہاں دور رہے

۱۵۱

گل عارض کی گلگون ہے یہ کسب قوف سے زینت
چراغ لالۂ احمر کو کیا حاجت ہے روغن کی

پھڑک جاتا ہے او صیاد عالم مرغ نظارہ
قفس کی تیلیان کیلیان ہین تیری چلمن کی

دہن مسی لگانے سے بنا ہے غنچۂ سوسن
ہنسو گر کھلکھلا کر تو کلی کھلجائے سوسنکی

پھڑک نتھنونکی آفت ہے تیوری بھی قیامت ہے
ستم ابرو کی جنبش ہے غضب شوخی ہے چتون کی

لیا جراح کا احسان گر دیتیر ندا ہے قاتل
گلوبند اپنا پٹی بنگیا ہے زخم گردن کی

صنم خانیکے جلسے یاد دلوا کر رلاتی ہے
دکھا دیتی ہے دل فریاد ناقوس برہمن کی

کہان الیسی وہ گرماگرم توبہ گو کہ ناری ہین
قسم کھاتی ہین یان بھی تمھارے دشمنی تنکی

وہ منصف ہون جو وصل یار جانیکی مراد آئی
قلق پروانیکی تربت پہ پہلے شمع روشن کی

قد ترا دیکھکے طوبا کو بھی ہم بھول گئے
روبروے رخ کے گل باغ ارم بھول گئے

یاد دلوائیے انکو جو کبھی وعدۂ وصل
تو وہ کس ناز سے فرماتے ہین ہم بھول گئے

نہ رہا بعد مرے ناز اٹھانیوالا
خوبرو ناز و ادا جور و ستم بھول گئے

کبھی سرسبز مرا نخل تمنا ہوا
کشت امید مری ابر کرم بھول گئے

وحشت نے اپنی اُنکو بھی جگنو بنا دیا
اور اُڑ گئے چراغ ہمارے مزار

گلگشت باغ کو جو گیا وہ گُلِ فرنگ
غنچے سلام کرتے تھے ٹوپی اُ

تڑپا یہ سوز دل سے پس مرگ ای قلق
آنسو ٹپک پڑے مری شمع مزار پر

روش ہے صاف جیسے میں نسیم صبح گلشن کی
یقین ہوتا ہے کھلجائینگی کلیاں انکے دہن

صلائے نغمہ بلبل ہے صدا آواز کنگن کی
اُترتی ہے سلامی بلبلیں کرسی رشک گلشن

ستاری بجتی ہے یا کوئی بلبل چہکتی ہے
تری مضراب کیا منقار ہے مرغ نواز ن

تری وہ لے ہے ہم ای عشق لا ابالی ہتے ہیں
زر داغ جنون لپر جا اک اک اشرفی گھر

پہونچ سکتا نہیں پروانہ دل گرد پھرتا ہے
گلوبند آپکا فانوس ہے کیا شمع گردن

کہونگا ای ریاض حسن بھپتی عشق پیچے کی
تیرے بوٹا سا قامت پہ چڑھی ہے بیل جوبن

یہ بھڑکاتا ہے سودا آپکا موباف گیسو کا
کہ ہر اک جادہ مجکو کھلی ہے مار رہزن کی

نشانہ ہوگیا جیرہ اُسے جب سے میں تاکا
یہ اپنی اپنی قسمت ہے خطا کیا ناوک افگن کی

لب نازک پہ تبخالہ پڑا مسی کے ملنے سے
مجھے دھوکا ہوا گویا کلی پھولی ہے سوسن کی

آنکھونکی راہ و لمعین مرے آتے جاتے ہو — ای جان ہو اس آمد و شد کی خبر کیسے
افتادگان جال سے پہونچے کہان گزند — ٹوٹے رنج مار جادۂ راہ سفر کیسے
کہتے ہین وہ زبان دُرِ دندانپہ پھیر کر — جز لب سکے کیسے ماہی آب گھر کیسے
آخر زمین نے مری مٹی عزیز کی — لے آسمان پھر آئیگا اب در بدر کیسے
کیا خوب فرق عاشق و معشوق مین ہوا — طوق آہنی ملا ہے کسے طوق زر کسے
کسکو بجز شراب خوش آتا ہے آفتاب — بھاتی ہے غیر مینۂ مینا سحر کسے
دریا نی پانی ہو کے بنا صاف موتی جہل — درکار بہر غسل ہے آب گہر کیسے

مقتل مین ہم بھی سر بکف آئے ہین ای قلق
کرتا ہے قتل دیکھین وہ بیداد گر کسے

پیر دعا دے کے در یار سے ہم رات چلے — خانہ آباد کہ مشتاق ملاقات چلے
یا خدا آج تو غیر و نکی سی کچھ گھات چلے — لب کے ساتھ مرے زہ بیت بدرات چلے
لیگیا عشق بتان پھیر کے وعظ سو دیر — طرف کعبہ جو ای قبلۂ حاجات چلے
ساقیا تجکو مبارک رہے آزردہ نہو — تیرے میخانہ سے ہم رند خرابات چلے

۱۴۹

شہرت ہی میرے نالہ و چشم پر آب کی
پھیلتی ہر ایک کہتا ہی برق و سحاب کی

رحمت اٹھاؤں مہر و شو نے جمال ہی
سو تنگی ہی کسی نے گل آفتاب کی

تو نخل گل ہی یار کا ہیں ہی شاخ گل
لب گل گل ہین پشت ہین کلیان گلاب کی

او شہسوار زیب ہی پاپوش مین کسن
گلبین ضرور چاہیے چشم رکاب کی

غیرت سے میرے محفل ماتم ہی بزم مے
ساقی سیاہ پوش ہی بوتل شراب کی

سو یا نہ تمکو آپ نہ سینے دیا مجھے
کیا کیا بیان کہون اس بیحجاب کی

اشک کباب اشک ہین لخت جگر کباب
گلبین بنی ہین ہجر مین سیخین کباب کی

کیا کیا تڑپ تڑپ کے کٹی ہی شب فراق
ایسی ہی راحت قبر مین ہوگی عذاب کی

دلمین کبھی کبھی آنکھون مین رہتا ہی
شوخی تو دیکھنا مرے خانہ خراب کی

دریا پہ کس پری نے کیا عزم میکشی
ہی دست موج مین جو پیالی حباب کی

تبدیلی رنگ ہو گا نہ منہ جام مے مین دیکھ
مرجھاتی ہی گلو نکہ طپش آفتاب کی

کیا دخل کوئی دیکھے تماشا نے روئے یار
خورشید حشر بنگئی جالی نقاب کی

اس کمپ چہ سے اڑکے پھرتی ہی دربدر
کیا تو نے ای صبا مری مٹی خراب کی

رکھ کے عارض کو اگر شرم سے بیٹھے وہ پری	عکس جھکا جو ہر آئینہ نما ہو جائے
شمع روشن ہو تجلی رخ انور سے	بزم میں آپکے پروانہ بھی جگنو ہو جائے

میرے رونے پہ تعشق مردم آبی دین
موتی چشم صدف بحر میں آنسو ہو جائے

ذرا جو ہو لطف تو کچھ اور بھی خوشبو ہو جائے	شکل رخسار تمہارا اگر گل شبو ہو جائے
کھول دے گیسوئے شبرنگ جو وہ غیرت گل	تہ کرن پھول لگ تاک گل شبو ہو جائے
پھر بیاض رخ گر وہ لگائے غازہ	عارض یار چراغ شب گیسو ہو جائے
شہرہ محبوب جو مشاطہ چھوئے غیر تو کیا	کان کا پتا بھی شرما کے لجا تو ہو جائے
دست رنگین سے جو تو بال بنائے اے جان	انگلی انگلی تری شمع شب گیسو ہو جائے
حسن دلدار جو میزان نگہ میں تولوں	آنکھ کا ڈھیلا ہر اک سنگ ترازو ہو جائے
حال لکھ لکھ کے اگر بھیجے مرا اس بت کو	یا خدا مثل قلم غیر سیہ رو ہو جائے
یاد ساقی جو کروں میں قدح نوشی میں	جوش مستی سے لب جام لب جو ہو جائے
عاشقا چشم غزالین بھی وہ میں دھوکا کھا کر	دشت میں الم گزیدہ آہو ہو جائے

طائر رنگ حنا کا مرغ جان ہوتا جلیس
اب نگینے کے شجر پر آشیانا چاہیے

خط میں لکھی ہی حقیقت شرح گردیکی اگر
نامہ بر جنگلی کبوتر کو بنانا چاہیے

جوش وحشت کہہ رہا ہی نکہت گل کیطرح
آج تو دیوار گلشن پھاند جانا چاہیے

وصف دندان میں مضمون کی ہی ہمکو تلاش
بحر فکرت میں ذرا غوطہ لگانا چاہیے

چین گیسو سے دکھا دو خال عارض کی بہار
میرے مرغ روح کو یہ دام دانا چاہیے

اس تمنا پر ہوا ہون خاک میں اوجنگجو
میری مٹی کے تجھے پینڈھے اڑانا چاہیے

عارض تابان کے تل پر ہر دفع چشم بد
خال رخسار پر یکا کالا دانا چاہیے

صفحہ دل سے خیال غیر ای جان جہان
صورت حرف غلط تجکو اٹھانا چاہیے

پھنس گیا ہی دام کاکل میں تابان ہند کے
طائروں کو پھانسنے دام دانا چاہیے

پنجہ گلگشت کے آدگل ہم ہوے ہین عندلیب
پنجہ شاخ پر ہمارا آشیانا چاہیے

چل نہیں سکتا ہمارا توسن عمر روان
باڑھ کے قصور یکا قاتل تازیانا چاہیے

بعد مدت کے یہ تیت پہلو ہوا ہی وہ پری
آج تو ای دل تجھے بغلیں بجانا چاہیے

ہو نہیں ہی جراح زخمی تیغ ناز یار کا
تا نکے بھی گردن کے ڈورے لیے لگانا چاہیے

پھولوں سے اسکے جبکہ چمن میں ملائے ہونٹھ
بازی زیادہ برگ سمن سے بھی پائے ہونٹھ

سمجھا میں خضر چشمۂ آب حیات ہون
ہونٹھوں سے میرے اسنے جو اپنے ملائے ہونٹھ

مانگا جو بوسہ یار سے میں نے شب وصال
از خود رفتہ میں آکے مرے کاٹ کھائے ہونٹھ

کیا کیا خفت اٹھائے سوسن کی بھی ہنسی
لالہ مسی چمن میں جو اسنے دکھائے ہونٹھ

سرخی نے ان لبوں کی کیا شفق کا خون
لالی حنا کی چبا کی تو کیا رنگ لائے ہونٹھ

ہونٹھوں میں واکر جو گلوری ہی یار نے
کیا دہشت سے غنچہ نے کیا کیا چبائے ہونٹھ

پانی بھر آئے مصریوں کے منہ میں دفعتہً
شیرین کی لال بیکی جو دیکھ لیئے ہونٹھ

دم آگیا لبوں پہ یہ ڈہکایا یار نے
بسو دیار میں ہونٹھ کے لاکر ہٹائے ہونٹھ

شیرین لبی تو دیکھنا وہ نیشکر بنی
تلیا کی قد سے اسنے جو اپنے لگائے ہونٹھ

ردیف یای تحتانی

بوسے دہن کے اسکے نہیں مجھ سے لیتے قاق
کہتا ہوں ہائے ہائے کبھی گاہ ہائے ہونٹھ

ٹوٹے تم سے جو ہم نے تمہارے گال کے
مر گئے رقیب لہو ڈال ڈال کے

ہے یار دو دو لگا مرے آسمان بنا
ساقی پلا دے ماہ پیالہ اچھال کے

[illegible]

تب تک ہی بادہ کشو آہنی سلکی توبہ
پینے ہی موج مے ناب کی بیڑی توبہ

ہین وہ مسکیش کہ پھر ہی اٹھ سکی توبہ
نہ گئی بایا جاہت تلک اپنی توبہ

کسی ناشا کا دل تو نہین توڑا واعظ
کیا خطا ہین ہوئی مین نے جو توڑی توبہ

مین تو آمادہ ہون کیا کرون ای واعظ پیر
کرنے دیتے نہین ایام جوانی توبہ

توبہ بادہ کشی کی ہی بھلا مین نے تو
کی ہی کیا تو نے پلانے کی بھی ساقی توبہ

شرم آئیگی مجھے پیر مغان سے واعظ
مین نے ایام جوانی مین اگر کی توبہ

بادہ خواری کا کیا قہر مغان پر جلسہ
ہمنے مسان رٹی ہی معلوم سے توڑی توبہ

لب حسرت سے صدا آتی ہی آمین آمین
خوف عصیان سے جو کرتا ہی یہ عاصی توبہ

سنتا ہی جاتا ہون ان خود جو بہار آتی ہی
چار دن بھی نہین مجھ رند سے نبھتی توبہ

توڑ ڈالا ہی زمانے نے مجھے اے واعظ
ورنہ خرمستی سے ٹوٹی نہین میری توبہ

سیکشی مجھ سے تو دو دن بھی نہین چھٹ سکتی
ساقیا چل کے دکھلانے کو کرلی توبہ

دال توبہ شکنی پہ ہی شکستہ حالی
رند محتاج کی ثابت نہین رہتی توبہ

دیکھے تو جو کبھی دختر رز کا جوبن
واعظا توڑے بری طرح سے تو بھی توبہ

شاد ہیں ہوں کہ ہیں قاتل عالم نے خود آج | کر کے اوعاشق ناشاد پکارا مجکو

جان دی عشق ہیں ہس حسرت کے ہین بیچ جو قلق
قبر ہین آ کے قسمر شتون نے اُتارا مجکو

کہتے ہین حالت دید ایک نظر دیکھین تو
دل ہو جو سنگ ہمارا کہ جگر دیکھین تو
جا پر کھیلے ہوے بیٹھے ہین ہم بھی شب بھر
ہمتو اس سن مین بھی اُنکو جا ہر
بے گمان مگر اس بت کے سوا ہر کوئی
بند ہون ہم نہ کسی طرح وہ انداز و سے
دیکھنے کے سوا کوئی نہین بیان اور
دوست سب آ گئے منہ موڑ ہین آپ
دیکھی ہو ز سے ہین یار کے تیور بیڈول
دہر پر مرغ انور سے الشتا ہو لقا

ترچھی نظروں ہی سے دیکھین وہ ادھر دیکھین تو
کوئی جوہر ترا امرتیغ نظر دیکھین تو
آج کیتک نہین بجتا ہے گجر دیکھین تو
شہر مین کوئی طرحدار بشر دیکھین تو
چشم انصاف سے ارباب نظر دیکھین تو
دل مین اُس خانہ بر انداز کے گھر دیکھین تو
آپ بربادی ارباب ہنر دیکھین تو
کیسے لذت کے یہ ہوتے ہین ثمر دیکھین تو
کیا اُن آنکھوں کو ہے منظور نظر دیکھین تو
کسطرح ہوش مین رہتے ہین بشر دیکھین تو

پئے طلب آیا کرین غربان کن ہم گون قلق
ایسی پہچھو تا شہر اسم حضرت رزاق ہو

بہر نظارۂ تجلی طور کی مشتاق ہو
صفت بر ہو دزد ہو رہزن ہو یا قزاق ہو
حضرت شوق شہادت تم بھی کیا جلاق ہو
عاشق خاص سیہ کو خدمت اطلاق ہو
جدول شنجرف گر صفحۂ اوراق ہو
بزم فرشتہ مین سرود نالۂ عشاق ہو
گھر سے گو نکلے نہین پر شہرۂ آفاق ہو
آنکھ کا ڈورا ہی شیرازۂ اوراق ہو
جفت ہو تو وصل معشوقہ سے گر طاق ہو
آنکھ کی پتلی سویدائے دل مشتاق ہو
گھر دورین گن جنکے ہاتھ مین چماق ہو

عشق ہو عالم گر درخشان برق نو رباق ہو
نقد دل کے لوٹنے مین شہرۂ آفاق ہی
سر جو کٹ جائے تو مثل شمع پھر پیدا کرو
ہو گیسو سے سیاہی کا تعلق چاہیے
لکھنے وصف رخ رنگین مین اگر رنگے لگون
غم بیان مشرب جام بیدہ تر جلہ تنگ
آدمی تو کیا فرشتون نے بھی دلین گھر کیا
سینہ بسینہ رقم ہی حسرت بیدار یار
یہ قمار عشق مین بازی بدی ہی یار سے
بے بصر کو کر دے بینا حسرت دیدار یار
آنکھ کے تل سے لگادے گویان سنگام دید

کوئی کہدے یہ طبیبوں نے خطا کرتے ہو کیا
ہاں مرض اور ہو تم اور دوا کرتے ہو

اپنے اعمال سے تم کچھ بھی حیا کرتے ہو
مغفرت کیلیے کس منہ سے دعا کرتے ہو

دل جفا کار کو نکو دیتے ہو برا کرتے ہو
ایسے غمخوار کو پہلو سے جدا کرتے ہو

ہم چلے جب تو کیا آپنے قصد آنیکا
وعدہ پورا ہو تب عدو فنا کرتے ہو

رشک کسطرح سے مجکو ہو ای جان جہان
کوسے بیٹھتے رقیبونپہ جفا کرتے ہو

دلمیں جا دیتے ہو عشق صنم خود بین کو
بتکدہ پہلو مسجد مین بنا کرتے ہو

ہو مجھکو جلا دو مین ہو جاونگے بدنام ای جان
اپنے جانباز کو ممنون قضا کرتے ہو

دستیاب اسکو تو پا بوس ہی محروم ہین ہم
ٹہھکے پا نالو لیے تو قہر حنا کرتے ہو

کتنے صیاد جفا پیشہ ہو تم بھی ای جان
جان ہمی لیتے ہو میری نہ رہا کرتے ہو

حسن اعجاز تکلم جو دکھاتے ہو کبھی
مرغ تصویر کو بھی نغمہ سرا کرتے ہو

صبح ہوتے ہوے گھر آتے ہو ہم سنتے ہین
آجکل شب کو کہاں ذرہ رہا کرتے ہو

نکہت جسم سے ہو جاتے ہین پیراہن گل
ہوا جو گلزار مین تم بند قبا کرتے ہو

ہم بھلے کیلیے کہتے ہین تمھارے ای جان
ساتھ بند ضوونکے بکھرتے ہو برا کرتے ہو

اُتنا احسان کرے ضعف تو بن آئے مری
سو نہ الفت سے لپکی جاتی ہے ہڈی ہڈی
تخلیہ غیر نے جب دو دو پہر ہو ہر روز
یا ہمین کیسو ابرو کی جو سودا خبط پہر
کر دیا ایک تری آنکھ کے پھر جانے نے
سبقت ہے تری رحمت کو غضب پر تیرے

ین تو دیکھون تمھین دیکھو نہ مگر تم
نہ جلا اور تو اے برق تبسم مجھ
تمھین بتلاؤ نہ کیونکر ہو تو ہم مجھ
خواب مین آئے نظر افعی و کژدم مجھکو
ہے فت ناوک نظارہ مردم مجھکو
مجھسے ہر وقت ہے امید ترحم مجھکو

ڈھونڈھے سے اپنے کو پاتا نہین مین آپ قلق
کر دیا عشق کرنے نے یہ زخود گم مجھکو

آنکھ چھپ سے دیکھو جو ذرا تم مجھکو
لا کے نلے یا اسے مجھے بزم طرب مین دیکھا
آشنا جسکی مروت سے نہین آنکھ ملا
نشے مین عالم بالا کی بھی سیر کیجیو یون سیر
بھائی اللہ کو موسیٰ کی نہ پائی لکنت

آنکھ کا تارا سمجھے لیکن مردم مجھکو
سم ہوئی سنتے ہی آواز ترنم مجھکو
ایسے سینے دیدے اور چشم ترحم مجھکو
ساقیا آج تو دے دردِ تہ خم مجھکو
بھاتا ہے یار کا ہر کلا کے تکلم مجھکو

۱۳۹

بنجائے مثل بستر خار لینے واسطے — فرقت مین مخملی بھی اگر فرش خواب ہو

بیمار ہجر دختر رز سے ہون ای طبیب — نسخے مین مغز تخم کدو ہے شراب ہو

نالہ کرون تو کان ہون کر و بیونکے کر — ہل جائے عرش دل کو اگر اضطراب ہو

مولا مرے مدد کو مری جلد آئیو — مجھسے لحد مین جبکہ سوال و جواب ہو

دیکھے فروغ حسن جو ساقی کا آفتاب — مرغ نگاہ آتش رخ سے کباب ہو

لائی ہی تجھی اُڑا کے صبا کوے یار سے — ڈر ہی نہ میری خاک کی مٹی خراب ہو

کرلین حضور کے کف پا سے مقابلہ — اسمین کوئی ہو ماہ کوئی آفتاب ہو

اُس غیرت چمن کا اگر سونگھ لے عرق — بلبل تو اک طرف ہی ابھی غش گلاب ہو

سونے نہ دیگی یاد شب زلف یار کی — آنکھون مین میری آکے پریشان نہ خواب ہو

زیب بغل ہی یار زبان پر ہی یہ دعا — یارب زمانے کو نہ کرے انقلاب ہو

کھولے کلید شوق ابھی قفل در مراد — گو سد راہ وصل نہ اُنکا حجاب ہو

ٹوٹا بھی بوریا نہین رکھتے ہین ہم فقیر — اہل دول کو دغدغۂ انقلاب ہو

بیٹھو اُس سے دور ہی کہ زلیخا کی طرح سے — گر اے قلق بڑھاپے مین عود شباب ہو

۱۳۵

دیکھ او گردون ستانا اسقدر اچھا نہین
ایسی کیا خوبی ہی ہمین کیا شرف ہی ناستا ہون
سیر کی باغ جہانکی اسنے کیا جسنے نہ دیکھا
گل کو بخشا رنگ یہ پرتو ترے رخسار کے
کیا سفر نا ہر کے ... وہ شوخ سنگدل

ضبط کرتا ہون ابھی آہ دل ناشاد کو
کیون کہا دیتے ہین تشبیہ آدمزاد کو
چشم عبرت سے نہ دیکھا عالم ایجاد کو
ہے ابتی تعلیم کی قدرنے ترے شمشاد کو
کوئی ہنس سنتا نہین ناقوس کی فریاد کو

جب ہجوم یاس نے فرقت مین گھیرا ای قلق
لشکر طفلان اشک آیا مبارکباد کو

اپنی آنکھین ڈھونڈھتی ہین طالب دیدار کو
کیون جلایا کرتے ہین گل پیرہن اس ... کو
تشنگی اوقات عالم مجھانے آئی ہین
ای جنون یاد مژہ دلسے مرے جاتی نہین
او شکر لب کسقدر شیرین ہی تیرا آب تیغ
دیکھکر بیہوش ہوجاتا ہون موسی کیطرح

قدر دان کیواسطے گردش ہی چشم یار کو
آتش گل سے ضرر ہوتا نہین ہی خار کو
آبدار اپنا سمجھتے ہین تری تلوار کو
عمربھر اس آبلے مین ہمنے دیکھا خار کو
حاجت بخیہ نہین ہی زخم دامن دار کو
صاعقہ کہیے تمھارے پرتو رخسار کو

[illegible]

چشم بتان دہر کی آفت ہین شوخیان	سحر لئے حسن کے بھی ہرن دیکھتے چلو
کیا کر رہا ہی پیشۂ مشاطگی بہار	آرائش عروس چمن دیکھتے چلو
گرمی ہی راہ شوق مین کس کسکو پائمال	رفتار یار کے بھی چلن دیکھتے چلو

آئے ہو صیدگاہ جہان مین تو ای قلق
طرز شکار شیر فگن دیکھتے چلو

[illegible] ہجر سے ای کشتۂ بیداد ہو	کون حسرت وہ ایسا ہی کہ جو شاد ہو
جان دینے مین تو ای ہمنفسو باک نہین	پاس اتنا ہی کہ رسوائی صیاد نہو
حسرت آزادی پوچھے کوئی اسکے دلسے	جس گرفتار قفس کی کوئی میعاد نہو
ہم اسیران قفس مین نہ اگر زمزمہ سنج	اسقدر رونق کاشانۂ صیاد نہو
شوق کا تو یہ تقاضا ہی کہ کٹواؤ گلا	قول تہمت ہی کہ منت کش جلاد نہو
شکر کی جا ہی سزا اور جفا تو سمجھا	مرغ دل شاکی بیرحمی صیاد نہو
آنکھین بیکار ہین دیکھو نہین حسن [illegible]	دل وہ کس کام کا جو کشتۂ بیداد نہو
دشت وحشت مین عجب نشہ جنون سودا	کھولدین فصد مری خار جو فصاد نہو

۳۴

[illegible]

خال رخ خضر رہ کفر ہنوتا جو ترا
دام مین لا ہی چکے تھے یہ مسلمان مجکو

چشم خونخوار کا آغوش مژہ مین بچپن ول
تو سبب ہے کہ کیے اگر شہ نیستان مجکو

جیسن کچھ ہوتی ہی امید وصال محبوب
اپنی کھلتی نہین گردش دوران مجکو

یہ نہ معلوم تھا اس تنگ سے اسکی بہار
توبہ توڑنے کیا سخت پشیمان مجکو

عشق نے منصب عشاق جو تقسیم کیے
باغ بلبل کو دیا کوچہ جانان مجکو

سوزش دل کے لیے ہے یہ اسکی صورت تڑپا
دیکھکر رونے لگی شمع شبستان مجکو

مجھ گرانبار کے تخفیف ہین تمکین جبال
ہر شب کیجیو اے پلہ میزان مجکو

کون اندیشہ فردا کا ملال آج کرے
موسم گل مین نہین فکر زمستان مجکو

تیرے اعجاز سے غیرت خورشید ہون
کھوئے وہ ہون بھی سلے گرم کنعان مجکو

صف کشی اپنی دکھاتا ہے مجھے کیا عشق
یاد ہے اسکی صف آرائی مژگان مجکو

لب جانبخش صنم کا ہون جو مشتاق تو لوگ
جانتے ہین خضر چشمہ حیوان مجکو

ناتوان وہ ہون بجز کیا صفت پائے ملخ
مور لیجائے اگر پیش سلیمان مجکو

سیر ظلمت کدہ مین لا مین جو روشن کرنے
کرم شب آئے نظر شمع شبستان مجکو

[illegible]

سُنیے تو تھام لیجیے دل آئیگی نہ تاب	فقرے وہ بے ہوش ربا اس کے نکلے ہین
یہ اہل قبلہ ہی نہین کرتے رہے ہی ثنا	ناقوس کی زبان پہ بھی کلمے اذان کے نکلے ہین
مشہور جسکا صاعقہ و برق نام ہے	دو ایک شرر مرے سوز نہان کے نکلے ہین
ارباب فہم جو کہ ہین ساکن کہین کے ہون	وہ سب مقلد آج ہماری زبان کے نکلے ہین
کوثر پہ چلکے دیکھیے گا انکی آبرو	جو معترف کرامت پیر مغان کے نکلے ہین
پوچھو نہ کچھ خرابہ نشینوں کا حال زار	ہم خاک مین ملائے ہوئے آسمان کے نکلے ہین
ملک سخن کو تیغ زبان سے کیا ہے سر	سکے پڑے ہوئے مرے حسن بیان کے نکلے ہین
بعد فنا بھی رنج غم ہجر یار ہے	زیر زمین بھی جور وہی آسمان کے نکلے ہین

ردیف واو	اہل زبان کو ناز ہے میری زبان پر سب قائل اے قلق مرے حسن بیان کے نکلے ہین	کیسے نہ ہون

بہار عیش ہوتی ہے خزان پیری ہے آئی جسکو	جوانی روٹھی جاتی ہے کہین کس سے مناؤنگا
مری بے خانمانی کچھ نہ پوچھو مین وہ بلبل ہون	جگہ دل مین سنکے ڈھونڈھتا ہون آشیانے کو
... نگاہ ناز سے تا کا رقیبون کو	اکھی چوک جائیگا ناوک انداز اس نشانے کو

۱۳۱

[illegible]

بیٹھے کے ہیں جو ہم سے قتل کی تدبیر میں
بل نہیں ہے وجہ قاتل ابرو شمشیر میں

میں بھی مجنون اک لیلی کا ہوں ای صورتگرو
رنگ رو سے قیس بھرتا تھا مری تصویر میں

کیا اسیر گیسوے دلدار کوئی چل بسا
کس لیے ماتم پڑا ہے خانۂ زنجیر میں

دل ازل سے ہے ہمارا کشتۂ ابروے یار
پرورش پائی ہے ہم نے دامن شمشیر میں

زلف جاناں سے نظر آتی ہے یوں چشم سیاہ
جس طرح پھنستا ہے آہو دام آہوگیر میں

وہ زبان ہے کونسی تیری معرف جو نہیں
شرح اک قرآن کی لکھی ہے ہر تفسیر میں

دیکھ کے آئینے میں کہا جہان جاناں کی ہے شبیہ
جو کھنچا اربع عناصر کا ہے اس تصویر میں

کشتہ ہی آ کے گوشۂ ابروے قاتل میں رہا
نقد دل میرا بندھا ہے دامن شمشیر میں

کون سا معشوق ہے جو تابع فرمان نہیں
آج یہ بھی میری آل ہے کشور تسخیر میں

شوق کا کہنے لیے علاقہ عقل سے آمد دل
اور شہ خوبان و عجلہ ہے مری زنجیر میں

طائر دل نام سنتا ہے مگر دیکھا نہیں
کیا پر عنقا ہیں ای صیاد تیرے تیر میں

گر ہجوم شوق آزادی نہیں ہے شور کا
آیا کسی دن تو انکا پھر لگا خانۂ زنجیر میں

آب دندان نہیں ہے کس لب رنگین کا عکس
لال مچھلی تیرتی پھرتی ہے جوئے شیر میں

۱۳۰

کرتا دہان یار کی تنگی ہونکا وصف — تشبیہ ہو کہ غنچے کے منہ مین زبان نہین

کیا اعتبار ایسے تلوّن مزاج کا — جو مہربان کبھی ہو کبھی مہربان نہین

اس غیرت مسیح کی گبھی کیو اسطے — ملتا نہ ہو کچھ فلک پہ پتہ کہکشان نہین

جھوٹے بہانے غم کے ہین دعوت کرو نہین کیا — قابل سگ حبیب کے پہ استخوان نہین

وہ دل اسیر دام بلا ہو رہتا ہو دوام — جو گرہ گیسوئے عنبر فشان نہین

کون دیکھے نقد ہوش تک آپ جو میرے ہاتھ — ایسا تو زلف یار کا سودا گران نہین

قطرہ ومین غیر کے جو سبک ہون تو کیا عجب — شکر طبع یار پہ ہو مین گران نہین

جلوہ کو تیرے کسلیے ہو مجھسے دشمنی — ای ماہ رو یہ ہو دل عاشق کتان نہین

کیفیت آئینے میکدہ مین دیکھ جائے وہ — جو قائل کرامت پیر مغان نہین

محو نظارہ دل ہو وہ بیت ہو حجاب مین — حیران ہو کہ آئینہ رخ جانان عیان نہین

دسے بھلا دیا ہو گلون نے کیا مجھے — مشتاق کو کبھی یاد مرا آشیان نہین

وہ دل ہین اور مرتے ہین جو کوڑی کوڑی پر — اپنا رہا فرشتہ استخوان نہین

کس لالے کے دلمین نہین گھر مرا قلق — وہ کونسا چمن ہو جہان آشیان نہین

بیچ سے انکے حقیقت میں ہر اک پاشکل — میں تو کیا دم میں جو ابرونکے بلائیں آئیں
جانکر شیفتۂ زلف ہلاکت کو مری — دیس میں ہجر کی راتونکے بلائیں آئیں
منفعل اپنی جفاؤنسے ہوئے سمجھے وہ جب — عاقبت کام کے میری وفائیں آئیں
ہوتے ہی گیسوے دلدار کا سودا مجکو — گھر مرا پوچھتی گردونسے بلائیں آئیں
لٹکے میں نے جو دم سرد بھری ہنسکے کہا — پانی برسا کہیں کیا ٹھنڈی ہوائیں آئیں
بھیجے پیغام وصال انکے دم نزع مجھے — جب زبان بند ہوئی تب صدائیں آئیں
لگ گئی آنکھ تصور میں جو انکے لبونکے — خواب میں سبزۂ خط کی بلائیں آئیں
کیا شفا بخش ہیں سیب ذقن و پستہ لب — تیرے بیمار کو پیر اس دوائیں آئیں
تہمتیں کھاتے ہیں سب کھاتا ہوں میں غصہ و غم — میرے حصے میں ازل سے یہ غذائیں آئیں
بے حساب انسے کرم ہمپہ کیے روز شمار — جبکہ گنتی میں ہماری یہ خطائیں آئیں
دیکھکر بوتلونکو طاق پہ میخانے کے — نشے میں ہمنے یہ جانا کہ گھٹائیں آئیں
مغتنم عمر دو روزہ کو سمجھ کچھ کرلے — یہ مجھے گور غریبانسے صدائیں آئیں
کچھ ہوئیں حال کہ تو کچھ خود ہی سمک کے آئیں — دست وحشت سے یہ تنگ اپنی قبائیں آئیں

پری رو ان کی چاہت اپنی لوگو نیر چلتے ہین
نہین تابوت میرا اٹھنے دیتے لیٹے جاتے ہین

الٰہی جان میری پڑگئی ہی کس کشاکش مین
ادھر موت آزماتی ہی ادھر وہ آ کے ملتے ہین

انھین کو عاشق اپنے مصحف رخ کا سمجھتے ہین
خدا لیتمین لگے پڑھا کے جو قرآن اٹھاتے ہین

جو توڑے محتسب آکے ظرف مے تو یہ سمجھے
اشارہ ہی یون ہی ہم توڑنے تو بھی آتے ہین

یہ ڈر ہی بیٹھنے کی ہو نہ جائے ہر کہین عادت
ہم اسکو اسلیے پہلو مین اپنے کم بٹھاتے ہین

تمنا صبح وصلت کی شب فرقت جلاتی ہی
یہ سنتے ہین کہ بعد رنج راحت بھی اٹھاتے ہین

لحد مین کیا اتارا ہی کہ سر کا بوجھ اتارا ہی
اندھیری گور مین تنہا مجھے سب چھوڑے جاتے ہین

جتاتا ہون جنھین عشق و دہن تو ہنسکے کہتے ہین
ہمارے چاہنے والونکا یہ بھی منھ چڑھاتے ہین

ارادہ ہی کسی عامل سے جا کر پوچھیے اک دن
پریزاد آدمی کے کسطرح قابو مین آتے ہین

زیادہ جان سے درد محبت ہی عزیزان کو
اطبا کیا ترے بیمار عیسیٰ سے چھپاتے ہین

چلے ہین جانب رہ ہم لکھا کر شوق شہادت مین
نصیبو تیرے جو ملتا ہی تو قاتل ڈھونڈھ لاتے ہین

کہان وہ مسکراہٹ اور کہان انکی چمک توبہ
دہان یار رنگین لب کا غنچے منھ چڑھاتے ہین

خدا اس حسن نے سمجھے جنے جان آفت مین ڈالی ہی
نہ دم لیتا ہی ظالم نہ بت ہی دام مین آتے ہین

۱۲۶

مرد دیوانہ ہون وحشی جانور تک سننے آتے ہین
مری وحشت کی مضمون لی کہی ہر داستان برسون

رہین میرے حبیب کم سخن کا تنگ ایسا ہی
سہے ہین جستجو مین جسکا تھا جز غیب دان برسون

مراقبہ ہوا ہی سپرے لب اب کئی دن سے
رہا ہی عہد وحشت مین مثل بی مکان برسون

زبان حال سے ظاہر کی الفت سیر عالم پر
رہی از محبت کی خموشی ترجمان برسون

سبک روحی نے رکھا خانہ بردوش ایک مدت تک
سہے یہ اپنے بال و پر ہی مثل آشیان برسون

نہ مستی مین کیا کیا دختر رز سے اٹھائے ہین
جوانی مین رہی ہی صحبت پیر مغان برسون

گلاونکو مست نے دیکھے سبب کہتے نہین انکے
اٹھایا ہی ہمنا دل نے مرا طرز زبان برسون

مٹے پر بھی رہی ہی جستجو یہ اپنے یوسف کی
غبار اپنا رہا ہی سد راہ کاروان برسون

عزیز از جان **قلق** ہوگا غم عشق بتان دلکو
کریگا پاس اس مہمان کا یہ میزبان برسون

مشتاق دید ہین سب شہرہ ہی مرد و زن مین
خلوت کدہ سے لاؤ تشریف انجمن مین

عطر بہار ملکر جو آگئے وہ چمن مین
تو بوئے گل سمائی کیا اپنے پیرہن مین

گل شمع کا جو مہکے گلزار انجمن مین
بلبل ابھی جنم لے پروانے کے بدن مین

[illegible]

کسطرح تڑپون تہ تیغ دم قتل اے شوخ	ادب دامن جلاد کرون یا نہ کرون
اس ستمگر کی محبت مین ہی کچھ دلکا حال	ذکر قمری کا شمشاد کرون یا نہ کرون
صید بسمل ہے پر بالی سے قفس مین صیاد	لطف پرواز چمن یاد کرون یا نہ کرون
قصر ہستی کو کہین صبح نہ رون پھونک نہ دے	حذر از آہ دل ناشاد کرون یا نہ کرون
پھر کبھی ہے قفس بھولے سے کبھی آ نہ پھرا	شکوۂ غفلت صیاد کرون یا نہ کرون
کیون نہ تیشے سے سر کوہ رقابت کاٹا	رنج بے عقلئ فرہاد کرون یا نہ کرون
بیڑیان جھاڑ سی کہتا ہی بہار آئی ہی	پہلے سے خاطر حداد کرون یا نہ کرون
ہر گھڑی صفت حسن مین زبان گیری کر	بات بھی وہ ستم ایجاد کرون یا نہ کرون
جو بیا دلبر رنگین ہون جو حق اشنا نکلے	صرف حسن دل ناشاد کرون یا نہ کرون
دل دیوانہ کو الفت سے جدا ڈرتا ہی خوف	کوئی تسخیر پریزاد کرون یا نہ کرون

تہ خنجر بھی قلق فرصت نظارہ نہ دی
غم بے رحمی جلاد کرون یا نہ کرون

شہان واثان عالم کا کیا ہی امتحان پرسون	زبان غیر کیا آتی نہین اپنی زبان پرسون

[illegible]

خال سیہ سبزۂ خط سے ہمین عیان | دہقان نگبار کا مسکن ہر کشت مین

مین اک پری کا دیکھنے والا ہون اے قلق
حورونکو آنکھ اُٹھا کے نہ دیکھا بہشت مین

کونین سے کے مرے ہین گی سر نوشت مین | پریان اگر یہان ہین تو حورین بہشت مین
بیفائدہ جھگڑتے ہین یہ شیخ و برہمن | کعبے مین کیا ہے جو کہ نہین ہے کنشت مین
بعد فنا بھی یہ دل سوزان ہے اپنے ساتھ | دوزخ بغل مین لے کے چلے ہین بہشت مین
ہمسا کوئی جہان مین نہین ہے الم نصیب | آئی کبھی خوشی نہ دل غم سرشت مین
عریان وہ ہین جائینگے دیوانے آپکے | پلٹینگے چاک کرنیکو حلے بہشت مین
تاثیر دیکھو عشق بتان ملیح کی | لونی لگی مزار کی اک ایک خشت مین
طوبائے قد یار کی دھن مین ہین محو آہ | جھنڈا گڑا ہوا ہے ہمارا بہشت مین
دلمین کیا جو اُس لب جانبخش کا خیال | آب حیات ہمنے دیا اپنی کشت مین
زاہد تجھے کھٹکنے نہ دین گے گناہگار | سب بند و بست ہو گا ہمین کا بہشت مین
سوز دروں ہے خرمن لکا نگاہبان | پالا ہے ہمنے برق کو دامان کشت مین

وحشت سرا سے سیر سے ٹھڑی ہو کے بھاگتی
دو ہو تے اے پتنگ جو شمع لگن کے پاؤں

خاک چمن پہ پاؤں جو رکھیں بہار میں
قمری کی طرح سرخ ہو داغ و زغن کے پاؤں

قدرت خدا کی بے سروپائی ہو یہ ستم
نے ہاتھ میں نہ سر ہو نہ چرخ کہن کے پاؤں

دیکھا جو تیرا ہاتھ تو یہ مرتبہ ملا
بت بتکدہ میں چومتے ہیں برہمن کے پاؤں

ہاتھوں سے تیرے ہم ہی جگر میں رات دن
دست جنوں مرے ہیں پے چرخ کہن کے پاؤں

نقش قدم سے تیرے اگر پاؤں پہ دھریں
مانند کبک سرخ ہوں زاغ و زغن کے پاؤں

لیجائیں کیا گر اس سے ہاتھوں ہاتھ الٰہی
رہ مندیں ہماری خاک اس سیمتن کے پاؤں

بیٹھا یہ پاؤں توڑ کے نقش قدم کی طرح
اٹھے رہ طلب میں نہ مجھ خستہ تن کے پاؤں

آنکھوں پہ دیکھ کر وہ بھویں خوب سوجھی ہے
کھینچی کہوں کہ نکلے ہیں سر پر ہرن کے پاؤں

غیر دنکا ہاتھ ہاتھ میں پھر وقت سیر ہے
نکلے ہیں فتنہ قہر اس کم سخن کے پاؤں

رسی کسی عاشق زلف دراز ہوں
مشتاق بیڑیوں سے ہوا ہیں رسن کے پاؤں

قیمت ٹھہائی اور بھی مہندی کے رنگ نے
سو سینکے ہو گئے ہیں مرے سیمتن کے پاؤں

گلگشت گیا نسیم چمن کی اڑائی ہے
ہیں بے صدا خرام میں اس کم سخن کے پاؤں

اسکے بوسو نہین ہوا ملتا ہی کسکو جب قلق
لب شیرین نہین لذت مین شکر پارے ہین

اور بھی پیاری نظر آتی ہین پیارے آنکھین
گو کیا کرتے ہین غش جیسی کا دعوا آہو
کہکشان مانگ ہر شب لف ہی ہر ہلال
تیرے انوکھا تصور جو رہا پیش نظر
بھی نظر نے مجھے دیکھتے ہین وصل کی شب
کبھی جھکو کبھی غیر کو لگا دیتے ہین
دیکھو تو صاحب بینش نہین ہوتے خود بین
تو وہ خوش چشم ہے ہو دیدۂ نرگس بھی نثار
محض نادان ہین جو کرین ہمچشمی
پھوٹ جائین ہین غیر کی آنکھین
اے قلق یاد و نیند ماہ جو افشان چھڑکے

نشے مین جو ہین لوچ تو ہارے آنکھین
آنکھین کھلجائین جو دیکھین تری پیارے آنکھین
رخ جو ہی چاند کا ٹکڑا تو ستارے آنکھین
رات بھر ہجر مین گنتی ہین تارے آنکھین
اونچی کسکے نہین وہ شرم کے مارے آنکھین
جھوٹ نا آنکھین ہین لگا دے کے اشارے آنکھین
اپنے کر سکتی نہین آپ نظارے آنکھین
تیری آنکھو نے ہرن صفتے اُتارے آنکھین
چشم انصاف سے دیکھین تو جکارے آنکھین
نظر بد سے جو دیکھین تری پیارے آنکھین
دیکھنے کیلیے بنجائین ستارے آنکھین

١٢٢

سیکڑون اُسنے دیکھا ہی جو بازارون مین
مشتری ہوتے ہین یوسف کے خریدارون مین

چاہتے ہین کہ کوئی غیرتِ یوسف ہین جائے
کہ جہان کھوٹے کھرے بکتے ہین بازارون مین

دو قدم چلکے جو تو چال دکھادے اپنی
ٹھوکرین کھاتے پھرین کبک بھی کہسارون مین

خونِ عشاق سے لازم ہی یہ پرہیز کرین
کہ شمار آپکی آنکھون کا ہی بیمارون مین

شیخ کعبہ ہو دیا برہمن سمجھا نہ
ایک ہی در کے یہ دونون ہین پرستارون مین

دیکھیے کتنے خریدار ہین کیا اٹھا ہی
جنسِ دل بیچنے لے آئی ہی بازارون مین

فصلِ گل آئی خزان بھی ہی گلزار مگر
طائرِ دل ہی ہنوز انکے گرفتارون مین

سیر کیواسطے نکلا جو وہ شاہ یوسف
بند رستے ہوئے ٹھٹھ لگ گئے بازارون مین

یہ نیا یار کی سرکار مین دیکھا انصاف
بے گنہ بھی گنے جاتے ہین گنہگارون مین

کہین ڈھونڈھے سے بھی ملتے تھے ارباب کمال
جن دنون قدرشناسی تھی خریدارون مین

تیغِ قاتل کے گلے ملتے ہین خوش ہو ہو کر
ہین شہید قربان ہی محبت کے گنہگارون مین

کسی من سے نہ اٹھا ہو لی صحبت گل
ہو ضعیفی تن زار اپنا ہی ان خارون مین

قلق اثبات دہن منھ کے نہ کھلوائے کبھی
ہی بڑی بات اگر بات رہی یارون مین

۱۷

خاک اپنی بعد مردن بھی اوی طلب مین
ریگ روان کی صورت ہر وقت ہی سفر مین

اے دل یہ راہ گیسو ہی پر خطر نہایت
لٹ جاتے ہین مسافر اکثر اسی سفر مین

شب العنب کی فرقت دلکو نہین گوارا
ہوتی لگی ہوئی ہی آٹھون پہر کمر مین

برباد کر رہا ہی کیون میری خاک ظالم
کیا فائدہ فلک کا ہوگا مرے ضرر مین

سبکو ہی پاس مہمان تو دلکو لوٹتی ہی
ان کی لٹ یا الہ صبر یہ ہے ترے ہی گھر مین

غیروں سے اب اخفا بھی ہوتے نہین کبھی وہ
آگے تو آہ میری مشہور تھی اثر مین

اے ماہ مصر خوبی آگے تمھارے کچھ بھی
حسن جناب تجھ سے چھپتا نہین نظر مین

وہ برق حسن مسی ملنے مین منہ پر ہاہی
بجلی چمک رہی ہی دامان ابر تر مین

معشوق کی تو اپنے عاشق کو شمع کر دے
لب خشک ہین صدف کے گو آب ہے گہر مین

وہ آفتاب تابان آیا ہی کس چمک سے
ساقی مجھے صبوحی دے تو بھی جام زر مین

چھوٹا ہے یار پہلی منزل ہی مین سپیچ ہو
سب حال دوستی کا کھل جاتا ہی سفر مین

حال دل قلق کیا ہر بار پوچھتے ہو
جسکی نہین دوا کچھ وہ درد ہی جگر مین

۱۱۵

پرتو فگن ہے آئینے مین یون رخ حبیب | پڑتا ہے عکس ماہ کا جس طرح آب مین

پیری نے ہمسے سب کا عوض لے لیا قلق
جو جو مزے اٹھائے تھے عہد شباب مین

دل ہے ملول یار رخ بے نقاب مین	لکھتا ہے لعل خون جگر آفتاب مین
کیونکر نہ غصہ تیز ہو انکا شباب مین	ہوتی بہت ہے تیزی تلخی گلاب مین
دل ہے امید وصل سے کس پیچ و تاب مین	گو خضر اسیر ہو گئے دام سراب مین
بجھ سے چیستان نکلے ہیرہ وش	جلتا ہے جا بجا نگس کا قصر حباب مین
لاکھون بناو ہیں یار کے ہین انکے	ملتا ہے کیا ہی لطف صنم کے عتاب مین
کیا شوق دید نشتر مژگان بیان کرون	مانند نبض ہے رگ جان اضطراب مین
کب ان جلون کی عشق مین ہوتی ہے چشم تر	گریان ہے جو کہ ہے خامی کباب مین
ڈرتا نہین کسی سے مے عاشقی کا مست	مستی ہے فیل مست کی کیا اس شراب مین
خوش صبح سے ہو کشتہ رنگ صبیح کیا	پروانہ شاد ہو نہ شب ماہتاب مین
ہم رند مشرب ہیں ہمکو نہین خوف باز پرس	یکسان ہے اپنا حال خطا و صواب مین

محتسب کے ہاتھ سے تنگ آکے رندان اہل شوق
آئے ہین نالش کو سب میخوار قیصر باغ مین

پنہان بھی ہے وہ رخِ روشن نقاب مین
رعشہ گر پڑا ہے تنِ آفتاب مین

ہے جوش بحرِ اشک کا چشمِ پُر آب مین
دریا مین ہے حباب کہ دریا حباب مین

کب ہے ثبات بحرِ جہانِ خراب کو
دیکھا ہوا ابھری ہے دماغِ حباب مین

معشوق گھر مین ہے تو کیون نکلے اپنی جان
بیباکیون سے لطف سوا ہے حجاب مین

ہے عشق سے بچا نہین کونین مین کوئی
انسان تو کیا فرشتے پڑے ہین عذاب مین

بے اذن کوئی گھر مین ہمارے نہ آنے پائے
دربان کو یہ حکم دیا میرے باب مین

دریا پہ بہر غسل گیا جب وہ آفتاب
آنسو بھر آئے دیکھ کے چشمِ حباب مین

اُسکے رخِ صبیح سے دعوی ہے ہمسری
منھ دیکھیے صبح آئنہ آفتاب مین

تب قائل کرامت پیر مغان ہو شیخ
قاضی کو حال آئے جو بزم شراب مین

جام جہان نما سے نہین کم ہے نیند بھی
دنیا کی سیر کرتا ہے انسان خواب مین

مجروح ہو کے مست محبت سوا ہوا
تلوار کیا بجھائی تھی قاتل شراب مین

۱۱۳

تڑپ کے آ جائے ہو جلسے تہ و بالا زمین — ہین اگر ہم آسمان آمادہ فریاد ہون

کون تجھسے بڑھکے ہی مشکل کشائے دو جہان — تیری تیغ ابرو سے ہین طالب امداد ہون

وہ سلامت طفل شک کا دنیا ہین ہی — چاہتا ہین کہنے کو تو مین صاحب اولاد ہون

چاہتا ہون کری تربت کا نیا ہو برے جار — کشتۂ انداز خوبان ستم ایجاد ہون

کشتہ ہین کیا ہی حسینون ہی یہین میرا ذکر حسن — جشن یان جان دیتی ہین آدم زاد ہون

لاکھ پہ کھوٹے کرین مجھسے کو این انکی شکل — دم مین انکو مین پرکھ لیتا ہون نقاد ہون

جمال حسن کے خورشید نور جان عالم ہین — ضیا بخش شبستان مہر سپہر جان عالم ہین

خدا خود نا خدا کشتی اقبال عالی ہی — جہاز بندگان حق کے لنگر جان عالم ہین

ہر اک نقش قدم ہی آشیان مرغ سعادت ہی — ہما ئے اوج اقبال سکندر جان عالم ہین

منور بزم عالم شعلہ رخسے ہو کیونکر — کہ شمع محفل ہر ماہ پیکر جان عالم ہین

فروغ نام حاتم زود بر والیونکے ہوتا ہی — سپہر بخشش و ہمت کے اختر جان عالم ہین

ملاحت کی نمک پروردہ سرکار عالی ہی — صباحت مین سمن وہ سیمبر جان عالم ہین

اچھا نہیں ہی غیر و تمھارا جمع مکان مین
پینے ہماری آنکھ سے کرین نہ سیدھے
مانند برق کوندتی ہی ابر زلف مین
اس زلف کی دھیان مین ہتی تری زبان
لگاتا ہی جب بہار مرا غیرت چمن
قاتل ہمارا جیتے جی ہوتا نہ فیصلہ
میخوار بنکے ہجوم سے ہی سنگت فروش
لکھا جب اپنی آبلہ پائی کا ماجرا
گر مر گیا مین ابروے پر خم کو دیکھ کر
ایفائے وعدہ کرکے ہمین تو جلا لیا
خودبینی آج کل ہی یہ مد نظر انھین
جلتے ہین میرے شعلہ آواز سے رقیب
ای جان جان یہ شہپر پرواز حسن ہی

مطعون ہو بجاؤ کہین تم جہان
بھالا رزہ کی چاہیے تھی سائبان
ای جان صاعقہ ہی کہ بجلی ہی کا نیر
ہنگام نزع ہوگئی لکنت زبان مین
کیا منہ سے پھول جھڑتے ہین اک ایک تانیہ
پڑتی نہ تیری تیغ اگر درمیان مین
شیشو کو بھی جگہ نہین ملتی دکان مین
چھالے پڑے ہزار قلم کی زبان مین
کیا تیر کا ہی توڑ تمھاری کمان مین
ای جان تم جو آئے تو جان آئی جان مین
دیکھو کہ آئنہ ہی جو ا خاصا نہین
مانند شمع رکھتا ہون آتش زبان مین
اچھا لا نہین ہی مو تو تمھاری کمر سے کا نہین

۱۱۱

یون شب وصلت ہے ہر شب القدر ملتی نہین
جیسے صبح عید سے کوئی سحر ملتی نہین

نسبت قصر و باغ ہوا مین فلک منصف تو ہو
ہے مردے کو زمین بالشت بھر ملتی نہین

ہمسا عاشق قسمتو لیسے پا گیا ہو قدر کر
جنس ان کا ر مغت اے مفت بر ملتی نہین

خوب دیکھا خوب ڈھونڈھا سوائے لکھنؤ
کوئی بستی صورت آبادی نظر ملتی نہین

ہم بھی غیر و نسے جو نس لیتے لیکن کیا کرین
چار دانگو بھی حکومت اسقدر ملتی نہین

دم بدم اٹھتے ہین شعلے دل سے ہجر یار مین
اک نفس آسودگی مثل شرر ملتی نہین

جان عالم ہو مرا سلطان عالم اہ قلق
حسن کی دولت کسیکو اسقدر ملتی نہین

دیکھکر جو بن م کا گشت چشم مست کا
آنکھ نرگس کی بھی گھڑیون چھپیا کیے ملتی نہین

شام کو نسبت ہوئی ادزلف والا سے نہین
صبح نور روے اقدس سے سحر ملتی نہین

گوہر دندان عالی کی کرون کس منھ سے وصف
مجھکو کلی کے لیے آب گہر ملتی نہین

گو مشابہ چشم اقدس سے ہی کچھ آہو کی آنکھ
پر یہ چتون یہ لگاوٹ کی نظر ملتی نہین

نور گر درہ کے ہیں کے چاندنی بھی گر رہی
نقش پا سے بھی فی شکل قمر ملتی نہین

اسقدر رعب عدالت شہ کا ہی انسان تو کیا
شیر کی دوباہ سے بھی اب نظر ملتی نہین

اماں جابجا نہیں پاتے ہیں کشتۂ دیدار — تمہاری تیغ نگہ کی کہیں پناہ نہیں
عبث ہے غفلت لغزانہ چونکا اے غافل — یہ مہد دور جہاں بہر خوابگاہ نہیں
وہ خوش نصیب ہیں جو ہیں سبلہ رنگ حنا — بھیچیں و پاؤں ہیں اتنی بھی نگاہ نہیں
ہیں یوسف دل گم گشتہ کی تلاش میں ہم — نہ تھا لگا آیا جسے کوئی ایسا چاہ نہیں
وہ ایسا قاتل بیرحم ہے جسے مروت ہے — کہ اسکی تیغ کے قبضے میں بھی پناہ نہیں
تمہاری آنکھ سے کب ہو سکا الجھو نصیب — ہرن اگرچہ ہیں خوش چشم خوش نگاہ نہیں
طریق عشق میں ہے جا بجا نشیب و فراز — جو قطع تیز روے ہو یہ وہ راہ نہیں
فزون حصیر توکل ہے تخت شاہی سے — گدا و فقر کم از تاج بادشاہ نہیں
مرے کریم کی رحمت ہے جیسا سبا مرے شیخ — نہو جو عفو وہ ایسا کوئی گناہ نہیں
نہیں ہیں قابل تکلیف شرع دیوانے — زمین شور سے سلطان بھی باج خواہ نہیں
اس آرزو پہ ہوا خاک بھی گر اے بیکس — مرے غبار کو دامن سے اسکے راہ نہیں
کرونگا عرض میں ہم پرسش عمل اتنی — ترے کرم سے زیادہ مرے گناہ نہیں
ضرور چاہیے عاشق پہ شفقت معشوق — گدا نواز ہو جو وہ بادشاہ نہیں

صفائے حسن جاناں حیرت افزائے زمانہ ہے
جوانی کیا جلا کرتی ہے آئینہ ردین

اٹھونگا روز محشر سرخرو کشتہ ہوں قاتل کے
لحد مین چھوٹتی مہندی ہے انکی کھٹنا میرے پہلو مین

کریگا ہاتھ ہلکر اٹھا وہ جو چھپا دیتا اسکو
زر گل تہ کی لگی بلبل جو نظاروں کی ترازو مین

ہے شہرہ قاف سے تا قاف ہم جا بجا ہونگا
وہ انساں ہین جو لاتے ہین پریزادوں کو قابو مین

مرقع ہوں کہ اٹھا در دل تعظیم کی خاطر
جب آیا ناوک قاتل جگہ دی مین نے پہلو مین

بیاباں گرد ہوں ہمسایہ تو مجنوں کا ہونگا
مرا مرقد بنایا تربت مجنوں کے پہلو مین

وہ ہوں آزاد عشق قید لگا کر باغ مین بستر
قفس قمری کے لٹکانے لگے سرو لب جو مین

دل سودا زدہ پہ کیے اٹھا اسکی نہین بنتی
اثر داغ جنوں ملتا ہے نظروں کی ترازو مین

ہوا ہین پانچ نکلے ہے اثر باد بہاری کا
صدائے خندۂ گل ہے زری قی کے گھنگرو مین

مبارک دیر و کعبہ ہوں قلق شیخ و برہمن کو
بچھائین گے مصلا چل کے ہم محراب ابرو مین

کیا جب ضبط گریہ فرقت ساقی مین
نکل آئے برنگ شیشہ مے اشک آنکھون مین

ہوئے ہین انقلاب عشق سے سب اپنے بیگانے
مرے قابو مین دل تھا پہلے اب ہے انکے قابو مین

قدر اپنی نہ جہان مین ہوئی با وصف کمال | صحبت اے بو گل اس باغ مین برباد ہین ہم

شکوہ کرتا ہون شاہی کے تو فرماتے ہین | خانہ بربادی عشاق کی بنیاد ہین ہم

جان نثار دستے ہے تیغ نگہ یار کا قول | دم مین لاکھون کو کرین قتل جلاد ہین ہم

ہم شکایت نہین کرتے تمھین منصف ہو | واجب الرحم ہین یا قابل بیداد ہین ہم

ہم سمجھتے ہین پڑھائی ہوئی باتین گرد | طفل مکتب ہے تمہارے جہان اکثر استاد ہین ہم

گیسوئے یار کے سودے لیے کیا خانہ خراب | کیا ہوا خواہی صیاد مین برباد ہین ہم

ردیف نون

آج ہوتی ہی قلق قطع امید دیدار
ہجران اسلیے سے رخ جلا دہین ہم

کرینگے ہمسے وہ کیونکر نباہ دیکھتے ہین | ہم انکی یاد مین دونون اور چاہ دیکھتے ہین

گمان قاصد گم گشتہ کا ہوتا ہی | کبھی جو کوئی کبوتر تباہ دیکھتے ہین

تمہاری آنکھونکے کشتے ہی منتظر ہین | یہ غضب صالت تیغ نگاہ دیکھتے ہین

سزا اڑا تو ز ملنے کی سن نہ وہ ہتلا کی | کہین کریم بھی ہو دل گناہ دیکھتے ہین

یقین ہوتا ہی برگشتگی قسمت کا | پھر ہی پائی جو تمہاری نگاہ دیکھتے ہین

[illegible]

در یہ ہی پیغامبر کا سر ہو تن سے جدا
بھیجکر پچھتاے ہین وصل کا پیغام ہم

جب کوئی نایاب ہاتھ آتا ہی مضمون وہن
ای قلق بیشک سمجھتے ہین اُسے الہام ہم

ردیف میم ۱۰۷

صاف ہاتون سے ہو گیا معلوم
ہوتے ہو مطلب آشنا معلوم

کشتہ تیغ نگہ سے کیجیے گا
چشم و ابرو سے ہو گیا معلوم

ابتداے محبت دل کی
یہ نہ تھی ہم کو انتہا معلوم

کچھ دہن ہی نہین ہی وہ ناپید
کمر یار بھی ہی نا معلوم

در تک اُس کے مری رسائی ہو
تجھ سے ای بخت نارسا معلوم

جب کہا روکے تجھپہ مرتے ہین
ہنس کے بولا وہ بت خدا معلوم

مہربان آج کل ہی وہ نہ مہر
ایسین ہوتی ہی کچھ دغا معلوم

تم سخن ساز ہو بڑے ای جان
طرز تقریر سے ہوا معلوم

جب معمے مین ذکر وصل کیا
بولا مطلب نہ کچھ ہوا معلوم

بدگمان وحشت رند سے واعظ ہو
ہم کو ہوتی ہی پارسا معلوم

[illegible]

بدعہد اگر سمجھتے تو دیتے نہ دل کبھی — دم میں تمھارے آ گئے قول و قسم سے ہم
پاتے ہیں ذرے ذرے میں اس مہر کا فروغ — ادنیٰ کو بھی نہ دیکھیں کبھی چشم کم سے ہم
جادو بیان ہیں قہر غضب کے ہیں چاہیے — اس شوخ کو گھیر لیتے لگا لائے دم سے ہم
اقلیم عاشقی میں سلیمان وقت ہیں — تسخیر کرتے پریوں کو نقش قلم سے ہم
پامالوں کا ہر پایۂ افتادگی بلند — سیکھے یہ چال یار کے نقش قدم سے ہم
در در جھانسے ہوتی ہے چشم دفا کمال — راحت بہت اٹھاتے ہیں تیرے ستم سے ہم
بچپائے ہیں ترک ملاقات یار سے — خوش چھٹکے ایسے نہ چھوٹے قید غم سے ہم
دل کو ہمارے الفت مژگان یار ہے — رکھتے ہیں کام خنجر قاتل کے دم سے ہم
جب تک نہ دینگے بوسہ تریاق خال لب — جانبر نہ ہونگے افعی گیسو کے سم سے ہم
کرتے ہیں فیض بادہ سے سیر طلسم لشتہ — جام اپنا کم سمجھتے نہیں جام جم سے ہم
عشق میان یار نے مارا ہے بے گناہ — نالش کرینگے حاکم ملک عدم سے ہم

روز جزا کا خوف نہیں کچھ ہمیں قلق
پائیں گے خلد الفت شاہ امم سے ہم

مثل زمین ہو عالم بالا کو زلزلہ	پہونچے جو گوش عرش تلک نالہاے دل

اشعار میرے کیون نہون پر درد اسقدر
موزون کیے ہین مین نے قلق نالہاے دل

۱۰۵

نہ کل تک تھے وہ منہ لگانیکے قابل	ہوے آج باتین بنانے کے قابل
تری بندگی اور سیہ کار مجھسا	یہ سر اور ترے آستانے کے قابل
لب زخم دلبر یہ ہو شور قاتل	تری تیغ کا پھل ہے دکھانے کے قابل
نکالے صنم ہیٹ سے پانون تمنے	ہوے جب کہین آنے جانے کے قابل
دل بو الہوس لائق داغ الفت	یہ درہم نہ تھے اس خزانے کے قابل
ان آئینہ رویونکی الفت نے ای دل	نہ رکھا ہمین منہ دکھانے کے قابل
یہان تو ہین کھٹکے چلو اس چمن سے	نہین یہ جگہ آشیانے کے قابل
پتنگے ہین گستاخ ای شمع پیکر	نہین تیری محفل مین آنے کے قابل
کوئی اُس کے منہ دھلے سے یہ کہدے	مرا نقد دل ہی چرانے کے قابل
کبھی خون مین میرے بھی ہاتھ تر کر	یہ مہندی ہی ہے تیرے لگانے کے قابل

داغ پر داغ محبت کے سہے اُف بھی نہ کی
میری درمان سے ہی پرہیز جو اُس عیسیٰ کو
پاس کو کچھ نہیں جز درہم داغ سودا
سارے دنیا کے بکھیڑوں سے چھڑایا مجکو

ہو گئی شہرۂ آفاق وفاداری دل
موت کے پاس تو ہو چارۂ بیماری دل
سوز الفت ہی مگر گرم خریداری دل
لاکھ جانسے ہو نہیں ممنون گرفتاری دل

فائدہ ملتا ہو تریاق کا اس سم مین ہمین
رہت جان ہو قاتل درد گرفتاری دل

اللہ رے حسن جو شعبدہ فرمائے دل
ہو لطف وصل یار جو رونق فزائے دل
اوران جفا شعار حسینوں پہ آئے دل
بھائی ازل سے آنکھ یہ دلبر ستائے دل
دکھلائے جذب عشق مین کچھ کام آئے دل
شاید ہی کوچ قافلۂ عقل و ہوش کا
کہتے مین پیار کرنے یہ تو عشق ہین یہ مگر

وحشت مین بڑھ کے عرصہ سے ہی تنگنائے دل
عشرتکدہ سبھی ابھی ماتم سرائے دل
اپنے کیے کی آپ سزا کچھ تو پائے دل
کوئی مکان پسند نہیں ہو سوائے دل
اس وقت مین تو آنکھ نہ تجھسے چرائے دل
آتی ہی میرے کان مین بانگ درائے دل
انکی گرہ مین اور نہیں کچھ سوائے دل

لذتیں تیغ نے یہ پائی ہیں کہ سو بار ہوں قتل
زندہ کردے جو خدا دو دو بارا قاتل

تیری تلوار کو رومال میں بھاری دونگا
سبکی سے سر گردن سے اتارا قاتل

و جب القتل وہ ہیں سر ہیں خمیدہ جنکے
تیغ ابرو کا تری ہے اشارا قاتل

جیتے رہنے کی ندامت سے موا ہیں بیہوت
سخت جانی سے **قلق** جب ہی مارا قاتل

سامنے ابر مژہ کے جو ہیں آگئے بادل
عرق شرم میں غیرت سے نہائے بادل

پھر دلدار میں ہر سمت جو چھائے بادل
تو مری آہ کے جھونکوں نے اڑائے بادل

چشم تر سے نہ مری آنکھ ملائے کہہ دو
آبرو اپنی بڑھا کر نہ گھٹائے بادل

ابر مژہ سے بھی بد تر نظر آئے مجھکو
فرقت یار میں گھر گھر کے جو آئے بادل

در گلزار پہ برسا تیں مستو نکی ہیں ہر وک
سیر ہو باغ کی دیوار جو ڈھائے بادل

دوں جو تشبیہ تری ابرسی سے ہو گل
چمن دہر میں پھولے نہ سمائے بادل

سرخی پانکی مسی پر نظر آجائے بہار
شفق شام کا عالم بھی دکھائے بادل

ہے وہ برسات کہ دامن بھی ہوں اوپر کے
کیا عجب باغ جو تقوی کا اجڑائے بادل

گلزار مین ہر سمت گھٹا چھا گئی ساقی
شیشے مین گلابی ہین کھرا ہی شفق مین پھول

خار اسنے دیا مجکو تو یون پھول سے غیر
میخ زرم کا جسطرح سے جلا ہی بدن پھول

آیا پی گلگشت چمن جب وہ شہ حسن
بلبل نے تصدق مین لٹائے کئی من پھول

ہر گل جو ترے گوہر دندان کا ہے عکس
سمجھا مین ابھی موتیے کے در عدن پھول

تو آگئی جا چاہیے کچھ شغل گلستان
بلبل کے کرین جبکہ جوانان چمن پھول

مہر رخ انور سے جو الٹینگے نقاب آپ
بنجائینگے سورجمکھی ہر غنچہ دہن پھول

مجھ مست کو گلشن مین صبوحی ہو جو درکار
خورشید ہو ساقی شفق صبح چمن پھول

جب کرتے ہین سیر چمنستان مضامین
چن لاتے ہین گلچین کیطرح اہل سخن پھول

خوش چشمی کی پڑتی نہین آنکھین گل خیر
سنبل کے عوض حور لیے ہین ای گل ہرن پھول

لکھی جو قصیدے رنگ طلائی کی صفت خوب
سونے کے لٹاؤنگا دم فکر سخن پھول

چڑیا تری اگیا کی بھی بنجاتی ہی بلبل
محرم مین جو رکھتا ہی تو اک شاک چمن پھول

ہر گز نہ کبھی اس لب رنگین کے مقابل
جس رنگ سے چاہا ہی شفق شاہ مین پھول

ہیرے ہی اپنا چمکتا جو شب لف مین ہر گل
کیا صبح بنا گوش کا تارا ہی کرن پھول

لاکھا لبوں پہ دیکھکے مجکو یہ شک ہوا
لاکھی ہی سیر یار کے درج دہانکا رنگ

ہستی کی ہم عدم مین بہت دھوم سنتے تھے
دیکھا وہان سے آکے عجب کچھ یہانکا رنگ

نیل آنکھونکا ڈھلا ہی تمنائے دید مین
بیطور کچھ ہی کل سے ترے نیجانکا رنگ

صحرا سے عزم کوچہ قاتل ضرور ہی
اب چند روز دیکھیے چلکر وہانکا رنگ

وصف مسی و پان عجب انداز سے کیا
محفل مین جم گیا قلق خوش بیانکا رنگ

ہمتو ہون دلسے دور ہین پاس اور لوگ
سونگھین گل عذار کی بو باس اور لوگ

واعظ ہمین ڈراتے وفور گناہ سے
اسکے کرم سے ہوتے ہین بے آس اور لوگ

سودائے عشق یان تو ہی سر مین بھرا ہوا
نام جنون سے کرتے ہین وسواس اور لوگ

آزادگان عشق ہر اک حال مین ہین شاد
ہونگے اسیر رنج و غم و یاس اور لوگ

ہین سیر بو بیائے توکل کے فاقہ مست
ہوتے ہین مضطرب دم افلاس اور لوگ

یان ہی فقط ہوس قدم ونکے دید کی
کھلتے ہین اسکے انتو نپہ الماس اور لوگ

سنجوگ ایک اپنا تمھارا ازل سے ہی
پوچھین برہمنو سے بتو راس اور لوگ

تھا رے بلبل و گل منھ چڑھ چھینکے کیا — وہ لوگ کو کر چکا ہو نہین قائل الگ الگ

و نفاق عشق سے مدت تلک رہا — ہین دل سے اور مجھسے مرا دل الگ الگ

تا ہو تمیز لذت بادام و شہد مین — بوسو نکا چشم و لب کے ہون سایل الگ الگ

کسکو دو نہین سخت مصیبت مین جان بار — رخسار و زلف مانگتے ہین دل الگ الگ

مہر و ماہ کیا گل و شمشاد و آئینہ — سب ہو چکے ہین تیرے مقابل الگ الگ

تو وہ ہی مومن و کافر بہ ہوئے — وحدت کے تیرے سب ہین یہ قائل ا ا

یار نگاہ اہل نظر کے پڑے ہین شل — رخسار ناز مین یہ نہین تل الگ الگ

تو ساتھ رہتے تجھے ہم ہالہ سان رہا — رہتا ہی ہمسے وہ کامل الگ الگ

غمزہ و ناز و ... و شوخ و و — ہین ایک ہمسے و کے یہ قاتل الگ الگ

قبضہ پہ ہاتھ رکھکے قلق نے ہلائی آنکھ
ہر رقیب سے سر محفل الگ الگ

کہان سے لا یکی ایسا بیا نگار — بلبل ہزار آنہ لائے ہری و استانگار

تیر ہی جو دیکھے ز حرت بتا نگار — لے شرم سے شفق آسمان کا

۱۰۰

قدرت ایسی ہی ہر حق نے آپکو گر جاہیے — کھینچیے ارض و سما زیر و زبر یا غوث پاک

صورت روباہ بھاگے سامنے سے شیر نر — ہو سکے فورا آپکا گر حملہ ور یا غوث پاک

مائل پرواز اگر ہو آپکا باز جلال — منتظر کے بھی کا نہین بال و پر یا غوث پاک

جن انسان کیا میان مجلس وعظ حضور — کون تھا جسکا نہوتا تھا گذر یا غوث پاک

یہ توکل تھا سوائے فقر و فاقہ آپ نے — عمر بھر دیکھا نہ سوئے مال و زر یا غوث پاک

فاسق و فاجر تھا کیسا ہی ہوا کامل ولی — پڑ گئی جسپر توجہ کی نظر یا غوث پاک

جن انسان و ملائک سے بھی یہ ممکن نہین — جو ریاضت آپنے کی عمر بھر یا غوث پاک

اولیا مین آپسا حاجت روا آیا نہین — آنکھ اٹھا کر دیکھتا ہو نہین جلسہ بھر یا غوث پاک

بعد ائمہ کے خدا نے اپنے بندونکے لیے — ختم کی حاجت روائی آپ پر یا غوث پاک

آپکے خوان کرم سے کیا ملک کیا جن انس — کون تھا ہوتا نہ تھا جو بہرہ ور یا غوث پاک

فیض اسے کہتے ہین تھا جسنے دامن آپکا — آرزو بر آئی اسکی جلد تر یا غوث پاک

غیر ممکن ہے وہ بھٹکے منزل مقصد کی راہ — جن کسی کا ایسا ہو راہ بر یا غوث پاک

جو شرف اندوز درگاہ معلی ہوتے ہین — ہو نہ غبطہ کیونکر انکے بخت پر یا غوث پاک

۹۹

وہیں تک اسکے پہونچی ہے اڑ کر بس فنا
کس درجہ ہے **قلق** مری اقبالمند خاک

یارب الم کے ہوں متحمل کہاں تلک	بوجھ اسقدر اٹھائیے اٹھتے جہاں تلک
یوسف کا میرے ہوں ڈھونڈھیگا کہاں تلک	بنتے کو بھی عزیز نہیں نقد جان تلک
اُس عرش تک نگہ کی گردش چشم سیاہ نے	پہنچے ہے رنگ سرمہ کے استخوان تلک
لاغر وہ ہوں جو سایۂ بال ہما پڑے	سارے بدن کا چور ہوں میں ہڈیان تلک
کہتا کہ تجھ خال سے ... کھائی ہے	لاؤ اسی بہانے سے پہلو یہاں تلک
مانند شمع سوز نہاں کا ہوا یہ حال	داغ جگر سے اسکے ہماری زبان تلک
کیونکر ہمارے جا سکے اب کوئی کھوکے آہ	اغیار سے منہ پھیرے ہیں پلیبان تلک
بدمست ہیں میکدے ہی سے کیا ہیں شاد	محمود جائیے خبر ہے پیر مغان تلک
آتش تجھے نہ بلبل لاوے ایکدن	آئی نہ بوئے خندۂ گل آشیان تلک
ایسی لگی ہے برسبا کو ہو جیسے طرح	آتی نہیں قضا بھی اثر ہے تیجان تلک
چہرہ لگا کے چھپے ہے گا دل تو میری جان	تیغ ادا کے ناز اٹھاؤں کہاں تلک

خرامی چرخ تجھے ہونا ہے پامال زوال
دیکھیں رکھتا ہے بلندی یہی تو گردن کب تک

نشہ اٹھ جائیگا تو روح رہیگی باقی
کیا بتاؤں یہ سر کو چھین ہے مسکن کب تک

ڈنڈے سے عیاں ہوتی ہے نرگس سنال
جذب دل لائیگا اسکو سر مدفن کب تک

صحبت بلبل و گل سے ہے عبث تو در پے
باغبان سبز رہیگا ترا گلشن کب تک

آخر اس شعلہ مزاجی کی بھی کچھ حد ہے حضور
رہیگا غیر کے گھر تیسے بدظن کب تک

کیا نسے لیجیے سر تن سے جدا کیجیے مرا
تم رہے تیغ کے مانند یہ گردن کب تک

ہر سخن میں ہے کنایہ تو ہر اک بات میں رمز
سبزہ آغاز ہے صباحت لڑکپن کب تک

سبز سرگشت تمنا مری اے ابر وصال
آتش ہجر جلائے مرا خرمن کب تک

اک نظر دیر میں اک کعبہ میں دکھلا دے جمال
بحث کرتے رہیں یہ شیخ و برہمن کب تک

اسد اللہ مدد کے لیے کافی ہیں **فقط**
حیلے روبہ کیطرح ڈھونڈھینگے دشمن کب تک

ہیں خاکسار کو یہ ہوئی ہے پسند خاک
ہوتی نہیں زمین سے ہرگز بلند خاک

برباد اس صحرا میں بھی رو چند خاک
روندے کبھی تو آکے تمھارا سمند خاک

اپنا نشانہ تیرے ملنے کی پڑی اُسے ہو کوئی / آتا ہے تنگ سا لیتے ہوئے مجکو نام شوق
ہمتی ہے جو صیاد لو کی اُسے فکر ہر گھڑی / صیاد مرغ دل ہے گرفتار دام شوق
رکھتا ہے راہ عشق میں اے کبک گر قدم / بسمل سے پہلے سیکھ لے طرز خرام شوق
دشت جنون میں چلتے ہی دی پہلے یہ صدا / دیوانگان عشق کو پہونچے سلام شوق
پڑھتا ہے وہ ہی تو نہیں کلمہ مرا کہ حسین / تا منہ معجزہ ہے ہمارا کلام شوق
دیتا نہ جان البتہ چشمان یار پر / ہوتی جو اختیار میں میرے لگام شوق

باقی ہے عشق رفتہ کا پیری میں بھی نشان
داغ دل و جگر ہیں فلق نقش گام شوق

دیکھے جو اُسکے شمع گلو میں ضیائے طوق / پروانے کی طرح ہو نہ کیونکر فدائے طوق
وحشت ہوئی ہے دیکھ کے اُسکی ادائے طوق / حد سے سوا تہ بیڑیوں کے کیون نہ لائے طوق
جنبش کرون جگہ سے تو زنجیر کھڑکھڑائے / نالہ کرون جنون میں تو گردن دبائے طوق
داغ جنون پنجہ رنگین میں ہیں کمال / درکار اُس پہ کیا ہے چھلا برائے طوق
طفلی میں اے پری ترا دیوانہ ہوں ان مجھے / زیور کوئی پسند نہیں ہے سوائے طوق

٩٦

ول ہی مجہ مست کا دیوانۂ چشم ساقی — ہیں خرابات مین ہی جام پہ مینا عاشق

یادکا کل مین شب ہجر سحر ہو کیونکر — تیرہ روزی پہ مری ہی شب یلدا عاشق

جام سان دور رہا کرتی ہی مستی مین مدام — جام ساقی پہ ہی کیا نشۂ صہبا عاشق

حال موسی کا نہین آنکھ سے دیکھا شاید — کسکے دیدار کا کرتے ہین تقاضا عاشق

جان پا جاتا ہی دوبا تو مین ہر دل مردہ — اس تکلم پہ ہی اعجاز مسیحا عاشق

تیری انداز محبت کا نرالا ہی چلن — مول لیتے ہین ہیچ کے سودا عاشق

ہمسے مفلس کے لگے ہاتھ تو دکھلائین مزا — مالدار دنیہ عبث ہین زن دنیا عاشق

طوطی گلشن اعجاز ہی تیرا خط لب — ہیتو کیا دیکھین تو ہوین خضر و مسیحا عاشق

وہ ملے غیر سے تم اور حسین سے نہ ملو — جور معشوق کا لیتے نہین بدلا عاشق

چلنے والو نیہ نیرنگ جہان ناز کرے — ہین نہ معشوق کسیکا نہ کسی کا عاشق

دل تو پروانۂ شمع رخ دلبر ہی مرا — سوز حسرت ہی مرے داغ جگر کا عاشق

فکر ملبوس ہی کیا آگے عریانون کو — کبھی ہوتے نہین آلودۂ دنیا عاشق

ہمنے تو سیکڑون کو دلسے قلق پیار کیا — کوئی معشوق مگر اپنا نہ پایا عاشق

[illegible]

مصر مین ایک ہی یوسف تھے بہانئی نہ کہو
پچھ نئی ہمیہ نہیں کرتا ہر پیدا وہ شوخ
یون تو محبوب جفا کیش بہت ہین لیکن
عشق بازی پہ مری طعن نہ کر ای واعظ
زہر و تریاق کی ہو آنکھ مین جسکی تاثیر

لکھنو شہرہ ہر جسمین ہین گھر گھر معشوق
ستم و جور کے سب سیکھے ہین خوگر معشوق
کوئی مرضی کے موافق ہو مگر معشوق
میرے اللہ کا ہر میرا پیمبر معشوق
ابتک ایسا نہ چڑھا کوئی نظر پر معشوق

اک پریزاد کو تسخیر کیا ہر جبسے
اپنے مشتاق قلق رہتے ہین اکثر معشوق

دلمین ہر اُنکے غم حال تباہ عاشق
وہی ہر اللہ نے جن شوخ نگاہو کو کچھ آنکھ
ول معشوق تو کیا تم ابھی ناواقف ہو
قدردان جتنے ہین خوش چشم یہ حال اُنکا ہی
انکو آنا ہی عیادت کو دم نزع تو آئین
دور بین از روز تصور کی لگی رہتی ہی

پوشش کعبہ بنا بخت سیاہ عاشق
آڑ لیتے ہین دو لاکھوں مین نگاہ عاشق
عرش اعظم کو ہلا دیتی ہر آہِ عاشق
دیکھتے رہتے ہین ہر وقت نگاہِ عاشق
کھوٹی کیون وقت سفر کرتے ہین راہِ عاشق
حال معشوق کا ہر پیش نگاہ عاشق

[illegible]

پتنگا یک اُٹھے تب غم کی کسطرح ایذا
کبھی ہوئے ہین نہ شعلی نجار سے واقف

خیال خط نہین آتا ہی دلمین بھولے سے کبھی
نہ ہوئے نہین مرے دیار سے واقف

ہنوز عارض دلبر ہی گرد خط سے پاک
یہ آئنہ نہین ابتک غبار سے واقف

وہ ایک رات تو مجھسے الگ نہ سوئیگا
ہوا جو لذت بوس و کنار سے واقف

چڑھے گا جسکے پہ جن جان لیکے اُتریگا
نہین ہی نشۂ الفت اُتار سے واقف

وہ مست خواب ہی بلبل چمن مین شور نکر
نہین تو نازکی خوے یار سے واقف

وہ ناتوان ہون مرے تم سے لاغری ہی زیست
اجل نہین ہی مرے جسم زار سے واقف

ہم ابتدا ہی سے دل کا کہا نہ کرتے قلق
جو ہوتے عشق کے انجام کار سے واقف

بولے گا کون عاشق نادار کی طرف
سارا زمانہ آج تو ہی یار کی طرف

جن آنکھ سے لیا تھا دل اُسپہ رہی آنکھ
حیرت سے دیکھتا ہون رخ یار کی طرف

دربان کبھی جو روکے وہ نازک مزاج ہین
منھ کرکے سوئین ہم نہ دیوار کی طرف

ہاں سے مجھے ہو جو سو لکھا کر لو ابھی حساب
فاضل ہی کچھ ہمارا ہی سرکار کی طرف

اب تپش ہوا اپنی فراموش الٰہی اسے
خورشید حشر اپنا اگر دیکھ پائے داغ

نہیں کہاں یہ سوز سینہ اور یہ تپاک
لالہ نہ میرے داغوں سے اپنے ملائے داغ

زاہد کو ہے جو صحبت خدا کی ہوس
توبہ کا اپنے دامن دل سے چھڑائے داغ

دم بھر یہاں بسر نہ ہوئی اپنی عیش سے
دست حنائی چرخ سے داغوں پہ کھائے داغ

سینے کو میرے تختۂ لالہ بنا دیا
اگلی بہار میں تو نیا رنگ لائے داغ

سوزش ... کی ہے سینے میں دل کو
رہتا نہیں دل میں کوئی سوائے داغ

بھڑکا رہا ہے آتش فرقت کو سینے میں
ڈر ہے کہیں نہ آگ کوئی اور لگائے داغ

ہو جلوہ گر خیال رخ آتشیں اگر
مشعل ہمارے خانۂ دل میں دکھائے داغ

ردیف	دل میرا اور بلبل و لالہ کا ہے قلق پیدا ہوا ہے باغ جہاں میں برائے داغ	ف

یہ مانگتا ہوں دعا ہاتھ اٹھا کے سوئے نجف
مرا غبار الٰہی ہو خاک کوئے نجف

چلا ہوں لیکے میں دنیا سے آرزوئے نجف
رہیگی مجکو جناں میں بھی جستجوئے نجف

نگیں دل میں تصور ہے زلف حیدر کا
ہمارا در نجف ہو گیا ہے موئے نجف

۹۱

شعلے کے اضطراب سے روشن تھا بزم پر — تیغ فروغ حسن سے بسمل ہوا چراغ

کرتا ہے پیش شمع رخ یار گرمیاں — پروانوں کو جلانیکے قابل ہوا چراغ

لالہ اگا چمن میں تو مجکو یقین ہوا — روشن سر مزار عنادل ہوا چراغ

آہوں سے داغ دلکو ہوتا تھا کچھ فروغ — روشن ہوئے ہیں گھر کا بہ مشکل ہوا چراغ

انگشت شعلہ پھر شہادت بلند کی — شب اُسکے نور حسن کا قائل ہوا چراغ

فانوس تاک سے پڑے کیسے تجکو دیکھکر — دیوانہ ایسا اے مہ کامل ہوا چراغ

اُس مہوش کے پرتو نو عذار سے — چندے میں دوکش مہ کامل ہوا چراغ

سمجھا میں نور خال ذقن اسکا دیکھکر — روشن کوئی سر چہ بابل ہوا چراغ

بھڑکا یہ شعلہ حسن سراپاے یار کا — ہر رونگٹا فتیلہ ہر اک تل ہوا چراغ

لالہ شرر فشاں وہ کیا انسکے جیسے لوگ — روشن میاں کوچہ قاتل ہوا چراغ

بھلسایا تھوڑا ہجر کی شب میں لحد لائے — یاں بھی جلانیکے لیے نازل ہوا چراغ

اُس شمع رو کا گرم نظارہ ہوا جو میں — جلکر حسد سے بیچ میں حائل ہوا چراغ

توسے کو آفتاب سے سمجھے لئے حسرے — اُسکے مقابلے کے بھی قابل ہوا چراغ

جو دیکھے تجکو تو ایسا ہو شمع مسار چراغ — چھپے قبر میں تینگو نکے بار بار چراغ

کرا پنے داغ محبت سے دل ہمارا روشن — خدا کے گھر میں جلاتے ہیں ای نگار چراغ

حضور زلف صنم سوز داغ دل ہے کیا — جلے نہ سامنے کالے کے زینہار چراغ

وہ دل بجھا ہوں کہ روشن کبھی نہو ای گل — جلائیں گر سر تربت ہزار بار چراغ

سموم آہ نے گل کر دیا اسے بھی ہائے — شب فراق میں تھا اک جو غمگسار چراغ

ہے یہ داغ شب عشق زلف میں یوں شاق — ہو جیسے گرمیکی رتو میں ناگوار چراغ

تمہاری زلف کا سودا ہوا ہے گل ایسا اسے — حریر شعلہ کو کر ڈالے تار تار چراغ

یقین ہے آئے جو چاندنی اسے بھی میری طرح — جو بے نقاب تجھے دیکھے ای نگار چراغ

بہار بھی مری نظروں میں ہے خزان شب ہجر — جھڑے جو پھول ہیں سمجھا ہے شکبار چراغ

فروغ شمع خوبی نہ کیونکر اسکا ہو — دیار حسن دل افروز کا ہے یار چراغ

نشان دولت الفت ہے داغ سر پر — جلاتے ہیں سر پا ماہے مالدار چراغ

شب فراق بھروں میں جو آہ گرم کوئی — ہوا میں اڑتے پھریں صورت شرار چراغ

وہ نور حسن ہے تیرا کہ مثل پروانہ — فدا ہو شمع ترے چہرے پہ نثار چراغ

یوں راہی عدم ہوئی با صد علو زلنگ
محسوس آج تک نہ ہوئے نقش پائے شمع

جلنے سے سوز عشق میں پروانے کے حصول
اس سے تو کاش اتنی اودھر کو دکھائے شمع

اس شعلہ رو کی دیکھے جو عاشق نوازیاں
پروانوں کو نہ اپنے کبھی یوں جلائے شمع

میں جل رہا ہوں اس رخ روشن کی یاد میں
مجھ دل جلے کے سامنے کیونکر نہ آئے شمع

جل جل کے ایک رات میں طے کی عدم کی راہ
سیکھی فراق یار میں یہ فن نا رہائے شمع

اک شاخ گل کے بزم میں پھرتا ہوں آہ گرم
باد سموم چلتی ہے گل طرح بجھائے شمع

اس درجہ ہے ہیبت جو آئے تو خوف سے
ظلمت کدے سے میرے وہیں بھاگ جائے شمع

شعلہ کی طرح عاشق آتش زبان ہوں میں
ایسے جو منہ چڑھے تو بہت منہ کی کھائے شمع

پروانوں سے یہ کرتی ہے ہر بار گرمیاں
محفل میں یار کے نہ کوئی گل کھلائے شمع

ایسا فروغ آتش حسن صنم کا ہے
چاہے ہے تو اپنے شعلہ رخ سے جلائے شمع

کرتی وہ سوز غم سے قلق کیا برابری
عاشق کی طرح سے دل روشن تو لائے شمع

ہاتھ سے اپنے اگر روشن کرے وہ حور شمع
روشنی پیدا کرے مثل چراغ طور شمع

حرمت بڑی ہی اُس کی کہ ہجو اسقدر
نکلی نہ خم سے بزم جوانان مست مین
پھر مجھسے اسطرح کی نہ کیجئے گا دل لگی
بیخود شراب شوق نے شب کو یہ کردیا
قربان اس حجاب کے اس شرم کے نثار

اتنا تو ہے دختِ رز کا تکلّف و عظمت
پیر مغان کا بنت عنب نے کیا لحاظ
نبض اس گھڑی تو آپ کا مین کر گیا لحاظ
اُن کو رہا حجاب نہ مجھکو رہا لحاظ
آتا نہ عاشقون سے کرا کے سر اٹھا لحاظ

ردیف	محجوب ہے مزاج شوق اپنا اس قدر کرتے ہین اپنے خرد کا بھی ہم بڑا لحاظ	عین مہملہ

دل کو نہین ہی اور اب اے سیمبر طمع
دولت بڑھتی جاتی ہی ویسے کے ساتھ حرص
ہو گا بغیر ذلت و خواری نہ کچھ حصول
چھاتی کے نیچے رکھتی ہے گنجینہ لے زر
مستغنی المزاج ہون ایسا کہ اہل زر
شوق جواب نامہ مین حاضر ہی نقد لیک

ہی تیرے نقد وصل کی اے دلربا طمع
اللہ آدمی کو بھی ہے اس قدر طمع
تقدیر سے سوا جو کرے گا بشر طمع
او آسمان زمین کو بھی ہی کس قدر طمع
رکھتے ہین مجھ فقیر کی مانند زر طمع
لے لے اگر تجھے ہو کچھ اے نامہ بر طمع

لب و دندان تیرے یاد آتے ہین صاف	جو کرتے ہین ہم شیر و شکر ربط
ضرر پہونچے مقرر اک نہ اک دن	کرے ناجنس سے انسان اگر ربط
دماغ اتنا کہان ہے سے جو احسان	نہ صندل سے کریگا دردِ سر ربط
بہت موزون ہے تیری بیت ابرو	ہم رکھتے ہین یہ مصراع تر ربط
جلاوے گی جگر کو آہِ سوزان	کرے گا مینے سے کیونکر شرر ربط

ردیف	**قلق** کا اُن سے تھا جو رنگِ صحبت گل و بلبل مین کب ہے اس قدر ربط	طائے معجمہ

ہم تو آکر نہوے یان کبھی دمبھر محظوظ	لوگ اس غمکدے مین ہوتے ہین کیونکر محظوظ
جیسے زندان سے رہا ہوکے ہوے یوسف شاد	روح یون قید بدن سے ہوئی چھٹکر محظوظ
صبح عیش اپنی شب غم ہین دکھلائیگی	رنج کے بعد ہوا کرتے ہین اکثر محظوظ
شادی قتل سے ہی دلمین ہر اک شادی مرگ	تیرے جانباز ہین کیتنے تہ خنجر محظوظ
آتش عشق سے میرے دل سوزان کو ہے چین	آگ مین رہنے سے ہوتا ہے سمندر محظوظ
دل مرا نفس کشی کرکے ہوا یون بشاش	قتل دارا سے ہوا جیسے سکندر محظوظ

۸۷ بحر عشق

اس قدر عاشق شید اسے ہوا ہے روپوش — خواب مین بھی نہین آتا ہے خیالِ عارض

ہو مقابل جو تری گرمی بازار ہو سرد — ہے یہ خورشید درخشان سے سوالِ عارض

بوسے لینے مین جو کاٹا تو نشانِ دانتون کا — بن گیا حسن نزاکت سے ہلالِ عارض

سبزۂ کرخیہ ہے پروانہ شعاعِ خورشید — ماہ کی آنکھ کا تارا ہے وہ خالِ عارض

چشمِ یار آئینۂ رخ مین ہے کب عکس فگن — کہتے ہین اہلِ نظر اس کو غزالِ عارض

تیرت تارِ شعاعی ہے ترا سبزۂ خط — رو کشِ شمعِ تجلی ہے جمالِ عارض

جوہر آئینہ سے دیجیے اسے کیا تشبیہ — سبزۂ خط ہے ترا گرد ملالِ عارض

فلکِ حسن و لطافت پہ زحل تابان ہے — یا سویدا سے دلِ حور ہے خالِ عارض

مثل آئینہ ہے وہ چاند سا چہرہ شفاف — پرتو ابروے پُرخم سے ہلالِ عارض

مہر و مہ پر نہین موقوف کچھ لٹتے جو نقاب — شمعِ طور آج ہے مشتاقِ جمالِ عارض

خانۂ دل مین لگا دیتے ہین ہم آئینہ — فکر تزئین مین جو کرتے ہین خیالِ عارض

جان ہے جان ہے خط سبز پہ قربان کرے — نقدِ دل عاشقِ رخ کا تو ہے مالِ عارض

خط کی آمد مین تو باقی نہ رہی وہ رونق — اے قلق دیکھیے کیسا ہو مآلِ عارض

کیا جانیں کون روگ ہے عشق بتاں سے	سایہ ہے کوئی یا کہ چھپتا ہے یا مرض
عیسی کے پاس بھی کوئی ایسی دوا نہیں	کہتے ہیں جسکو عشق وہ ہے موت کا مرض
وعدہ وصال کا نہ کوئی سچ کیا کبھی	تمکو بھی جھوٹ بولنے کا ہو گیا مرض
آئینہ رو جہاں کوئی دیکھا تپ سل ہوا	آگے ہمارے دل کو تو ایسا نہ تھا مرض
بقراط کیا مسیح بھی دیکھیں تو دیں جواب	تیرے مریض عشق کا ہے لا دوا مرض
دانتوں پہ شگفتہ بھی ہوئے اب لب	کھا رو گیا ایک تو یہ ہوا دوسرا مرض
آرام درد عشق سے دل کو کہاں ہے	صحت سے بھی عزیز مجھے ہے سوا مرض
واقف ہیں ہم نتیجۂ آزار عشق سے	ہے گور کے جھنکار تو یہ جا چکا مرض
الفت کے عارضی کی دوا ہے جس کے پاس	جاتے ہوئے کبھی نہیں ایسا سنا مرض
کیا کیا ترس ترس کے نکلتی ہے جان زار	اس عشق کا ہے سب سے نرالا سوا مرض

دل کو ہمارے الفت عارض سے ہے عارضی
کیا اسے قلق رہا ہے کسی کا سدا مرض

اے قمر خط سے رہیگا نہ جمال عارض	مثل خورشید ہے اک روز زوال عارض

کہدی مُرے کوئی جیبے پروا اُٹھے نہین
ہم مبتلا ءِ رنج ہین کرتا ہی یار عیش

ساقی کا لطف دیکھکے کہتے ہین سب جلکے غیر
کرتا ہی آجکل **قلق** بادہ خوار عیش

ردیف صاد مہملہ

لیتا ہی میرا اُس ستم ایجاد سے قصاص
بلبل کا کون لیتا ہی صیاد سے قصاص

شیرین کو چاہیے تھا تیشے سے پوچھتی
کس جرم کا لیا سرِ فرہاد سے قصاص

کرتا ہی یہ جو قد سے تمھارے برابری
لیتا ہی ارہ اسلیے شمشاد سے قصاص

برہون ملال دیتا ہی دم بھر کی عیش کا
لیتا ہی آسمان دلِ ناشاد سے قصاص

لب پر دہانِ زخمِ جگر کے یہ شور ہی
کوئی نہ لے مرا مرے جلاد سے قصاص

فصلِ بہار آتے ہی پہنائین بیڑیان
لیتا ہی یہ جنون مجھے حداد سے قصاص

اے گل ہی سے چمن اکھڑوا کے پھینکدے
لے فاختہ کے خون کا شمشاد سے قصاص

انصاف کو نہ ہاتھ سے دے باغبان اگر
لے خون عندلیب کا صیاد سے قصاص

بدلے جفا کے کرتا ہون مہر و وفا **قلق**
کیا لون مین اپنے بانیِ بیداد سے قصاص

یون تو بہت ہین لاکھون ہین بازار حسن مین — ہر اپنے جنس کے لیے خریدار کی تلاش
اس بت کے واسطے ہین اے شیخ برہمن — ہے کس کی جستجو ہے نہ زنار کی تلاش

فرقت مین ڈھونڈھتے ہین اے گم شدہ قلق
پہلو مین اپنے کرتے ہین غمخوار کی تلاش

مثل فلک ہے منزلت شان میفروش — ہے آفتاب شمسہ ایوان میفروش
جمشید اسے کہین تو ہے شایان میفروش — جام جہان نما ہے دکان میفروش
ظاہر اگر ہو رتبہ عرفان میفروش — واعظ ہون منبر پہ ثناخوان میفروش
رنگین گلابیون سے ہے دکان میفروش — پھولا پھلا ہے یہ گلستان میفروش
جان خمار ہجر سے لب پہ ہے اب بلا — ہمت عذاب تجھے قسم جان میفروش
واعظ ہو ہمین جو حسب کیفیت ایک ایک — کیا پوچھتا ہے حال مریدان میفروش
ہین دور چشم مست پڑھین لوگ خط جام — ہر مدرسے مین چاہیے دکان میفروش
کیا لا سکے آگے عقل فلاطون خم نشین — دیکھا تھا ایک طفل دبستان میفروش
صحبت نصیب ہو تو وہ کیفیتین اٹھائین — قاضی و محتسب ہین ثناخوان میفروش

سوتی ہو بزم کا فروغ دیندار بے ترسے
زاہد حرم میں دیر میں جینا برہمن اداس

خوش ہون بیگناہ سے ہوتا نہیں کوئی
ہے مجھکو قتل کرکے مرا تیغ زن اداس

شاید مرے نصیب میں وصل صنم نہیں
ہے وجہ کب ہوا ہے ترا برہمن اداس

سوتی ہے سیج پھولوں کی بے ہم بستر عیش
گر اترا ہے بے تیرے یہ گلبدن اداس

صیاد بعد اپنے وہ رونق نہ پھر رہی
سنسان ہے جو کنج قفس تو چمن اداس

کیا کوئی دل لگا کے کہے شعر اے قلق
ناقدری سخن سے ہیں اہل سخن اداس

لیگئے یوں مجھے مقتل میں بیداد کے پاس
جیسے لیجائیں گنہگار کو جلاد کے پاس

حسرت قتل کا مجھے نہ تقاضا اٹھا
خود ہی سر بھیجدیا کاٹ کے جلاد کے پاس

داد الفت کی سیر کا یہ تھا شوق مجھے
گھر کرلے کو لیا خانۂ صیاد کے پاس

وقت اظہار غم وصدمہ دوری قاصد
رحم دل کوئی نہ تھا حسن ستم ایجاد کے پاس

قصد لوٹا یہ شمیم لے کے بخوبی کھوئے
مژدہ بار سا نشتر جو ہو فصاد کے پاس

کیسی تصویر کبھی ہاتھ سے اٹھا نہ قلم
جاکے بیٹھ آئے کبھی گر وہ بہزاد کے پاس

کیا اڑا لائی صبا تیرے بدن کی بو باس — کہ لباس گل میں ہے دولھن کی بو باس

بوسے لیتے ہیں ہم بادہ کشی کے بدلے — مست کرتی ہے ساقی کے دہن کی بو باس

بے پئے مست ہوئے جاتے ہیں ہم بادہ پرست — ساقیا دختر رز میں ہے دولھن کی بو باس

صحبت گیسوئے مشکین کا تری ہے یہ اثر — نافۂ خال میں ہے مشک ختن کی بو باس

پھول کی سیج میں خوشبو یہ کہاں تھی توبہ — بس گئی اے گل تر تیرے بدن کی بو باس

منھ پہ منھ رکھکے ترے مر گئے یوسف کی طرح — جان دی سونگھتے ہی سیب ذقن کی بو باس

اے نسیم نفس سرد دکھلا دے ان کو — ہر گلی میں ہے مرے غنچہ دہن کی بو باس

گلشن کوچۂ صنم میں تو کبھی لا صیاد — بلبلو کو ہے دنا خوش چمن کی بو باس

ہمکنار ہیں میں اس گل کے جو ہوں شاہ سحر — آئے آغوش ملے سے بھی دولھن کی بو باس

عرق جسم سے کیا نخل چمن سینچے ہیں — رخت گل میں ہے ترے جامۂ تن کی بو باس

کر بحدے نہیں گلزار تجھے فرقت میں — گل نسرین میں ہے کافور کفن کی بو باس

کیس گل تر کا تصور ہے کہ اے بلبل زار — بس گئی بلبل میں عجب سان چمن کی بو باس

ہے قلق لفت گیسو کو چھپاتے ہو عبث — کبھی چھپنے کی نہیں مشک ختن کی بو باس

وہ عاشق جانباز ہون کہ جان پہ کھیلون | پانون پہ گرے یار کی شمشیر سرانداز
پھندے وہ فریبے تری الفت کے دل نکلے تو کیونکر | ہی مفسدہ پرداز ادا فتنہ گر انداز

ہر رنگ کی صحبت مین قلق بیٹھے شب و روز
بدلا نہ طبیعت کا مگر غم سے بھرا انداز

کی ہے اطاعت دل دیوانہ چند روز | سمجھا گیا یگانہ کو بیگانہ چند روز
ہنسے بتو ہمکو ملین جگہ دی تو کیا ہوا | کعبہ بھی تو رہا ہی صنمخانہ چند روز
للہ ابھی دوانہ کرو آتی ہی بہار | ہنسے دو مجکو اور بھی دیوانہ چند روز
پھر داستان لیلی و مجنون کبھی نہ بھائے | سنیے اگر ہمارا ابھی افسانہ چند روز
منھ لگ گئی تھی دختر رز کتنی ساقیا | چھوٹا نہ میرے ہاتھ سے پیمانہ چند روز
ہم بزم ہمکو یار سے ہنسنے نہ دیگا چرخ | مہمان ہی یہ رونق کاشانہ چند روز
بے یار زندگی مری کم موت سے نہ تھی | بدتر رہا لحد سے بھی کاشانہ چند روز
جلسے پری جمال کے ہوتے تھے رات دن | اپنا بھی گھر رہا ہی پریخانہ چند روز
حالہ ہی تا صفائی گل روے یار غیر | ہی کباب شمع ماہ کا پروانہ چند روز

۶۹

گو صاف اُنھین کیا یہ کدورت نہین گئی / میری طرف سے دل مین ہین وہ بدگمان ہنوز

مرکر بھی عشق زلف کا چھوٹا نہ سلسلہ / ہوتے ہین صرفِ شانہ مرے استخوان ہنوز

گلشن مین مجھ اسیر قفس کے ہین یادگار / باقی جو کچھ ہین خار و خس آشیان ہنوز

چکھا ہے جب سے اُس لبِ شیرین کا ذائقہ / ہونٹھون سے چاٹتے ہین ہم اپنی زبان ہنوز

پیوندِ خاک ہوا ہون مین نالہ کش / اک شور ہے زمین سے تا آسمان ہنوز

یہ نیلگون لباس اُترتا نہین کبھی / کس غمزدہ کے سوگ مین ہے آسمان ہنوز

اُسکی گلی مین قبر شہیدانِ ناز کے / باقی برائے نام ہین کچھ کچھ نشان ہنوز

گو بند کرچکا ہون مین سو بار اُنھین مگر / آمادہ بحث پہ ہین مرے ہمزبان ہنوز

تیغ نگاہِ ناز سے قصہ تمام کر / قاتل تڑپ رہے ہین ترے نیمجان ہنوز

باغِ جہان مین ہمسا نہین خانمان خراب / پائی جگہ کہین نہ پئے آشیان ہنوز

ہون مشید ستشاہ جنون مثل پیشکش / مجنون کی روح بھیجتی ہے ارمغان ہنوز

سو بار انقلابِ زمانہ ہوا مگر / نامہربان مرا نہ ہوا مہربان ہنوز

بلبل سے مجھسے نالونکی جب سے ہوئی ہے بحث / گلچین ہے چپ سکوت مین ہے باغبان ہنوز

مہمان چند روزہ ہی فصل بہار باغ
گلچین کرے نہ بلبل گلزار سے بگاڑ

ہے صحبت غیر کی کیا ہر بہی جگہ
بعد فنا تو ہمکو نہ زیر مزار چھیڑ

ہو مل جلا ہون بعد فنا بہی جلونگا مین
پروانو نسے کریگی جو شمع مزار چھیڑ

ابر سیاہ چھایا ہو ساقی شراب دے
بارش نے تار باندھا ہے مطرب ستار چھیڑ

شاید کسی رقیب کا پھر جوڑ پڑ گیا
کرتا ہے بات بات مین پھر وہ نگار چھیڑ

پہلو مین میرے بیٹھ کے ذکر وفائے غیر
مجھسے نئی یہ تونے نکالی ہے یار چھیڑ

ممکن نہین جو عشق گل تر سے باز آئے
گلشن مین عندلیب کو گلچین ہزار چھیڑ

جی خوش ہو آدمی کا تو ہے دل لگی کا لطف
ہم اپنے غم مین ہین نہین اے نگار چھیڑ

دکھلا کے نقش پا اُسے ہو کا گلو نکا دے
بلبل کو چل کے باغ مین اے گلعذار چھیڑ

آزردہ ہو نہ جائے کہین پہلی شب ہے آج
اُس بدمزاج کو نہ **قلق** بار بار چھیڑ

ہو دل اپنی جنس دلکا نہ کچھ اس سے بگاڑ
سودا اپنا ہوا نہ خریدار سے بگاڑ

سیدو ار رہتے تھے قلب کے وقت کے
غیروں کی بن پڑی جو ہوا یار سے بگاڑ

ایسے بھی اپنے ہے صفائی نہ تھی ہی
جیسے ہوا ہے آئینہ رخسار سے بگاڑ

اے جنون مجکو یقین ہو گیا آئی بہار
کچھ تراوت سی گل داغ جگر مین دیکھکر

وصل کی شب طالع خفتہ جاگ اُٹھے مرے
سو گیا وہ ماہ جب صبح گجر مین دیکھکر

غنچۂ گل نازکی پاندھین مشاعر کسطرح
شاخ گل کی سی لچک تیری کمر مین دیکھکر

جی مین تھا دیوار پھاندون نکہت گل کی طرح
بدگمان کیا کیا ہوا قفل اُسکے در مین دیکھکر

تھا جو شوق قتل سمجھا عید قربان کا ہلال
چاند اُس خورشید عالم کی سپر مین دیکھکر

ہمت کیا ہر بے ہنر کو صبر آیا اے قلق
بھیک کا کاسہ کف اہل ہنر مین دیکھ کر

ہٹ گئے جب اُسکے آگے طائر دل چھوڑ کر
آپڑا ناز نگاہ یار کنڈے سے جوڑ کر

سخت جانی نے کیا یہ مرتے دم اچھا سلوک
تیغ قاتل پنجا ہمسے چلی منھ موڑ کر

کہدو آئے اب تصور اُس بت بیباک کا
پردہ آنکھون نے کیا مژگان کی چلمن چھوڑ کر

پیاس ابھی ہے قاتل اور اک قطرہ آب تیغ کا
ناگہا پھر خود دہان زخم تن منھ پھوڑ کر

جسکو اُس صیاد نے تاکا نہ کی ہر گز خطا
ناوک مژگان کو ابرو کی کمانین جوڑ کر

ہو گیا غیرون سے آخر بزم خوبان مین بگاڑ
لیگئے تشریف تمتو ایک شوشا چھوڑ کر

بیڑیاں زلف کی دیوانوں کا پہنا دیجے
بال مرنے کے جو رکھوائے ہیں جانان سر پر

بال بچتے ہیں مرے تار گریبان نہ سمجھ
دشت وحشت کہیں ہوتا ہے گریبان سر پر

تم نے غیروں کو دیے مصحف رخ کے بوسے
جھوٹ بولو گے تو رکھ دونگا میں قرآن سر پر

چاند سورج تو ہیں پہ چاہیے تارے ای ماہ
ٹیکے ماتھے کے چھڑک لیجیے افشان سر پر

سر قدم پہ ہے اُس شاکر کی کے اپنا
نہیں درکار جنون چتر سلیمان سر پر

موت آئے کہیں ای گلبدن آئے نہ میں
چمکا آئی ہو گئے شب ہجران سر پر

پہنچو سکے بل نہ چلو خوب نہیں ہے یہ چلن
ٹیڑھی ٹوپی نہ رکھو ای مہ تابان سر پر

تیرا شیدا ہے جو مجنون لوائے رنگین
داغ جانے گل دستار ہے جانان سر پر

بجلی چمکا دے ابر ای نالۂ وحشت تو بھی
بارش سنگ ہے اور شورش طفلان سر پر

سچ ہے ل قول وقسم پر نہ کسی کے کوئی دے
جتنے جھوٹے ہیں لیے پھرتے ہیں قرآن سر پر

میں ہوں دنیا میں شہ کشور ترک دنیا
عوض چتر ہے ظل شہ مردان سر پر

اب تلک گرم غزل کہنے کی کچھ فکر نہ کی
اور آ پہونچی قلق فصل زمستان سر پر

ناز ہر کھوتے ہین سفاک جو تلوارون پر
کیا چڑھائی ہی محبت نے گنہگارون پر

جوش پھر لالہ و گل کا ہوا کہسارون پر
آنکھ پھر آبلون کی پڑنے لگی خارون پر

ابر مینا ہی گھٹا دور ہی گلگون ہی
کرم پیر خرابات ہی میخوارون پر

آدمی کرتا ہی کیون نہ رہے محبت اتنی
نقش حب سکے کی جا ہوتا ہی دینارون پر

دیکھکر ابر مسی کو ترے سمجھین وہ گھٹا
رقص طاؤس کرین باغ کی دیوارون پر

خرمن ماہ پہ اک روز گریگی بجلی
گر یہی نور رہیگا ترے رخسارون پر

چوک مین جب کبھی یوسف کی سواری نکلی
چڑھ گئے لاکھون بشر کوٹھون پہ دیوارون پر

کہنہ گل جا کے کاندھے پہ تعین مینا ہو سوار
چڑھے پھرتے ہین جو لوگ آج ہوادارون پر

آپکو مد نظر ہو اگر آرائش قصر
میری آنکھون کی سفیدی کھچے دیوارون پر

ابروی یار کا سر تیغ نے کھنچنے سودا کون
کسکا قبضہ ہوا ان برہنہ تلوارون پر

نہ نیاز ایسے وہ اس شوخ بھی ادھر کیے نہین
ناز ہر وقت کیا کرتے تھے جن یارون پر

جلوہ گر ہوتا ہی وہ مہر شب ماہ مین جب
چاندنی دھوپ نظر آتی ہی دیوارون پر

آنکھ لڑتے ہی لگے مینڈھے لڑانے ہی جان
نقد دل کے ہو طلبگار حسین کسدارون پر

شکل لڑاتے وقت وہ ہمکو اڑاتے ہین — ڈر ہی پڑے نہ پیچ رگ جان کی ڈور پر

ای ضعف گوشہ گیر ہین مین ہر اک طرح — آتی نہین بلا کوئی روزن مین مور پر

شکل جو لکھکے ڈھاتے ہین ان پاتے ہین جواب — یان بدلے تار کے خبر آتی ہی ڈور پر

رفتار ناز دیکھ کے اُس رشک ماہ کی — چھائی ہی مثل آئینہ حیرت چکور پر

لب پہ ہی اُس ملیح کے کہتے ہجوم خط — میلا لگا ہی ساحل دریائے شور پر

اُس گل کے وصل کی جو مراد آئے ای قلق
چادر چڑھاؤن پھولون کی بلبل کی گور پر

بعد فنا ہی سوز دل اس زور شور پر — جل جاتی ہی جو آگتی ہی گھانس اپنی گور پر

رکھے گلون نے کان نہ بلبل کے شور پر — دیکھا نہ مہربان قمر کو چکور پر

دی جان اک ملیح کے آغاز عشق مین — ڈوبا جہاز ساحل دریائے شور پر

اک بوسے کا جتاؤ نہ احسان کسطرح — لات آج تمنے ماری ہی حاتم کی گور پر

روشن ہو نام سیّت ظاہر ہی سب عیب — جلتا نہین چراغ بھی حاتم کی گور پر

ای چرخ پیر اپنی نہ قوت دکھا ہمین — کیا اعتبار عہد ضعیفی کے زور پر

جون برسائے پتھر آسمان نے مزرعۂ جان پر — بھائے پر سبقت لیگئی بیداد طفلان پر

لگایا عطر جب ہمنے لب رنگین جانان پر — لو گویا تیل پھر کا آتش لعل بدخشان پر

نہین یہ معجزہ موقوف کچھ موسی عمران پر — پیالے ہین ید بیضا کف پیر دبستان پر

کبھی چلتی نہین باد بہاری اُس گلشن مین — وہ بلبل ہون کہ وارفتہ ہون گلہائے حرمان پر

بیاض کیے جانان بلبل شیراز گر دیکھے — صفت اس بوستان کی لکھے اوراق گلستان پر

کیا قتل اُسنے مجکو مین نے کی قاتل کی آرائش — جمایا خون کا لاکھا لب شمشیر بران پر

پس مردن اثر ہوگے کہان تک شوق کہتا ہے — کمند آہ سے پہونچا ہوا بام قصر جانان پر

تصور بندھ گیا وحشت مین کسکے روے روشن کا — کہ عالم وادی ایمن کا ہے اپنے بیابان پر

ہمیشہ سبز رہتا ہے گلستان جود و بخشش کا — کبھی باد خزان چلتے نہ دیکھی باغ احسان پر

ہوے طالب سے باہر کسقدر شوق شہادت ہے — پڑی ہے جسدم نظر قاتل تری شمشیر عریان پر

یہ کس مہر سپہر حسن نے رکھے قدم اپنے — گمان مہر ہے ہر ذرۂ خاک شہیدان پر

تمہارا مسکرانا جانتا ہون جان کھوئیگا — گرگئی ایکدن برق تبسم خرمن جان پر

زہے بس آجکل سلطان اقلیم شہادت مین — ہے اپنے نام کا سکہ زر گنج شہیدان پر

دوڑون تا سگ حبیب کی اے ضعف کیا کرون
باقی نہین ہی پوست تلک استخوان پر

فرقت کا غم ملامت ناصح ملال غیر
سو طرح کے عذاب ہین اس ایک جان پر

دنیا مین اور خانۂ امید کون ہی
جاؤن یہ در مین چھوڑکے کس آستان پر

پائے ثبات کو مرے اللہ دے قرار
مین سر بکف ہون طمع صنم امتحان پر

نقش قدم حضور کا جسپر ہی جلوہ گر
اس سرزمین کا اب ہی دماغ آسمان پر

دیتی ہی صبح شام شفق آج شاہدی
ثابت ہی بیگناہونکا خون آسمان پر

بازار حسن مین جو وفا کی تلاش کی
دیکھی نہ ایسی جنس کسی کی دکان پر

آجائے دم کبھی جو تو نے گرائی مسند وصل
لاؤن کبھی نہ حرف تمنا زبان پر

دانتون پہ اسکے دیتا ہی جان اپنی مرغ دل
گرتا ہی مثل سگ یہ ہما استخوان پر

حسن بیان دلیل شرافت جہان مین ہی
موقوف ہی بشر کی لیاقت بیان پر

لذت جفا نے یار سے پائی ہی اسقدر
آتی ہی شکر بنکے شکایت زبان پر

دلکو کمال داغ محبت عزیز ہی
شفقت ہی میزبان کی بس میہمان پر

قدرت خدا کی دیکھیے انسان اور غرور
اک مشت خاک کا ہو دماغ آسمان پر

ردیف	دردِ دل کو قلق آرام ہوا دیکھتے ہی نامہ لایا نہین قاصد کوئی لایا تعویذ	رای مہملہ

الائے خدا ہی اُس بُتِ ظالم کو راہ پر — چھائی ہوئی ہی بے اثری درد کی آہ پر

جائیگی جان سُرمۂ چشمِ سیاہ پر — رکھتی ہی باڑھ یار نے تیغِ نگاہ پر

ہی زاہدونکو مژدۂ عبادت کی چشمِ داشت — میری نظر ہی اُسکے کرم کی نگاہ پر

کچھ اسکا اعتبار نہین بیوفا ہی یہ — نازان نہو جیو زنِ دُنیا کی چاہ پر

ہنگام دید سامنے اُس شاہ کے — یوسف کبھی چڑھے نہ کسی کی نگاہ پر

پھر پیروی پہ اُسکی قدم مارنے لگے — طاؤس کبک آئے ہین کچھ کچھ تو راہ پر

خواہان نعمد ہوش مین وقتِ عرضحال — جُرمانہ اُلٹے ہوتا ہی یہان دادخواہ پر

کب دھوپ مین ہی خیمۂ رنگین کی خیمہ آڑ — سُورج کبھی لگی ہی دلی ہی رشک ماہ پر

جیسا اُنگلی مین ایک ہی تو دو ہی چشم پر — صدقے ہی مرغِ دل ترے تیرِ نگاہ پر

دیکھا جو پھر کے یار نے آنکھین جھپک گئین — بجلی کا شُبہ ہوا مجھے اُسکی نگاہ پر

اس تیر کو خطا کبھی کرتے سُنا نہین — عاشق اثر ہی وِردِ رسیدہ کی آہ پر

سخت جانی مری بل اسکا نکالیگی ضرور
عشق گل یہ ہی تجھے ناز بہار آنے دے
خط نکلنے پہ یہ اہتی ہی صفا دیکھتے ہیں
بیٹھو یا نہیں کیا مری یہہ چاہیے ہی اسکو گریز
ای بتو کبر و تکبر ہی خدا کو زیبا
زر و ہر زر تجھے نہیں پھر ہوگا وہ پیر الکھو تو
کان کھلکر کبھی واعظ کی نہیں سنتے ہیں

مجھسے کیا کرتی ہی قاتل تری تلوار گھمنڈ
دیکھہ لینگے ترا ای بلبل گلزار گھمنڈ
اور وہ دن ہی یہہ آئینہ رخسار گھمنڈ
مجھسے کرتا ہی ترا سایہ دیوار گھمنڈ
کب ہی تم غالب کے نہ نکو سزاوار گھمنڈ
تجکو کس بات پہ ہوا ہی دل نادار گھمنڈ
تیری رحمت پہ یہہ کرتے ہیں گنہگار گھمنڈ

ردیف	ای فلک اپنی اطاعت پہ ہمیں بھی ہی غرور حسن پہ اپنے جو کرتے ہیں طرحدار گھمنڈ	ذال معجمہ

شہد و شکر نہیں کبھی اس سے سوا لذیذ
داغ ابتدای عشق کا کیونکر نہو عزیز
پوچھے زبان زخم جگر سے مزہ کوئی
چوسی زبان یار جو میں نے شب وصال

معجون بوسہ لب شیرین ہی کیا لذیذ
ہوتا بہت ہی پہلے پہل پھل نیا لذیذ
قاتل ہی کیا ہی پھل تری تلوار کا لذیذ
شیرین سے لب تو نہ پایا سوا لذیذ

محیط عالم فانی مین فائدہ منعم
سر غرور رہا گر حباب وار بلند

شب فراق یہ ڈر تھا جلے نہ خرمن ماہ
ہوے جو نالہ سوزان کے کچھ شرار بلند

سر غرور ہوے سرکشون کے پست قلق
جو رزم مین ہوئی حیدر کی ذوالفقار بلند

اسیر کرکے تو لازم نہین جفا صیاد
قفس چمن سے نہ کرنا مرا جدا صیاد

پھنسے نہین کسی نا آشنا کے پھندے مین
ہزار شکر کہ ہے صورت آشنا صیاد

رسا ہے مین نصیب اسکے باغ عالم مین
ہوا جو صید ترے دام زلف کا صیاد

دیا ہے دام نے زلفون کے مرغ دلکو مرے
فریب دانۂ خال عذار کا صیاد

نہین ہے رنج اسیری تو کچھ مجھے لیکن
یہ خوف ہے کہ ہے کمسن بہت مرا صیاد

نہ دلسے کرتا مین قطع امید آزادی
اسیر کرکے اگر پر نہ کاٹتا صیاد

دکھایا پھر چمن نے جو اسکو ہم نے منہ
خود اپنے دام محبت مین پھنس گیا صیاد

ہنر دکھایا شکار افگنی کا اپنی خوب
کہ ہم کو زندہ گرفتار کر لیا صیاد

کسی کا موسم گل مین نہ آشیانہ اجاڑ
خدا سے ڈر نہین گھر بار کیا ترا صیاد

۶۷

[illegible]

ہو آشیانے انھین شعلے آتش گل کے	مرا نہال تمنا ہو بارور صیاد

قلق نصیب ہو گیا سیر باغ بے کھٹکے
عدوے جان ہر ادھر باغبان ادھر صیاد

دیکھکر رخسار تاباں جو شرماتا ہی چاند
جستجو مین تیری چکر اسقدر کھاتا ہی چاند
تیرے تلوے سے جو کمتر آپکو پاتا ہی چاند
دیکھکر تیری سپر کے چاند کا قاتل فروغ
نام کیا انکھین کسی پر اپنی اپنی ہی پسند
جب اٹھتا ہے وہ برق حسن چہرے سے نقاب
دیکھکر شبکو خرام ناز اس خورشید کا
جستجو سے شرط کیا ہم لکھنو ہی مصر سے
روشنی بدر عارض دیکھکر اس ماہ کی
ہجر کی شب یاد عارض لکو تڑپاتی ہی جب

اے مہ برج شرف بدلی مین چھپ جاتا ہی چاند
آسمان پر شعلۂ جوالہ بنجاتا ہی چاند
دو ہی ہفتے مین قمر غمسے گھٹ جاتا ہی چاند
کر کہ شب تاب گھٹکر غمسے بنجاتا ہی چاند
ہمکو وہ رخسار تاباں کب کو بھاتا ہی چاند
تاب نظارہ کہاں ہی جیب ندھیا جاتا ہی چاند
چاندنی کے پردے مین آپہی نچھا جاتا ہی چاند
آک نہ اک مثل مہ کنعان نظر آتا ہی چاند
کبک کے مانند از خود وجد مین آتا ہی چاند
تیری تصویر اپنے آئینے مین دکھلاتا ہی چاند

[illegible]

تمھارے کوچے مین جاکر یہ اب مچلتے ہین حجاب وصل کو توڑا ہی چاہے کرٹا اگر کے	کبھی ہوے نہین ایسے مرے قدم گستاخ بہت تو نمین ہوے ایسے آج ہم گستاخ

ردیف	لحاظ ہی مین شب وصل ہو گئی آخر نہو نے پائے **قلق** اس سے کوئی دم گستاخ	دال مهمله

ہوئی بلند جو اپنی شررفشان فریاد	کرے گا صوت اسپند آسمان فریاد
وہ دل جلا ہون اگر پہونچے تا زبان فریاد	جلائے نوک زبان میری شمع سان فریاد
وہ عندلیب ہون آئے جو تا زبان فریاد	فغان کرے ابھی صیاد و باغبان فریاد
اگر یہی رہے بعد فنا بھی جور بتان	کرینگے صوت ناقوس استخوان فریاد
نہ نیند آتی ہے مجکو نہ موت آتی ہے	خیال لطف مین ہے کیا جلائے جان فریاد
تمھارے اس دل بیرحم کو دکھا دیگی	ابھی سنی نہین عاشق کی مہربان فریاد
تری گلی مین جو عاشق کمان افسر ہے	زیادہ رو نہ کا نالہ ہے پاسبان فریاد
چمن کی سیر مبارک ہو ہمصفیرو تمکو	یہان قفس مین ہے ورد زبان فغان فریاد
جلائیو نہ اسے اے فروغ آتش گل	کرینگے مرغ چمن بہر آشیان فریاد

ضعیف ہو کے سمجھتا نہیں تعجب ہے
کرون شباب مین تجھ کیا لغت بیان ناصح

کرم کیا ہے غم عشق نے مرے دلمین
مین کسطرح نکرون پاس میہمان ناصح

ہم آپ بند کیا کرتے ہین ہزار دہنکو
ہمارے سامنے کھولیگا کیا زبان ناصح

سبو نکا کلمہ پڑھے تو ابھی ہماریطرح
کمال عشق اگر تجہ پہ ہو عیان ناصح

مین وہ ہون عاشق دیوانہ گر مجھے کی بند
بر رنگ جیب اڑا دونگا دھجیان ناصح

کہین ہماریطرح یہ بھی پھنس گیا شاید
کچھ آجکل ہے بہت ہمپہ مہربان ناصح

قلق نہ حرف نصیحت زبان پہ لائے وہ پھر
جو سن لے میری محبت کی داستان ناصح

ردیف خاے معجمہ

ان شعلہ رخونکا ہے ہر اک عضو بدن شوخ
آنکھین تو ہی آفت کی ہین ہے غنچہ دہن شوخ

دیکھو نکر نہ یہ بجلی کیطرح ہون ہمہ تن شوخ
کچھ ڈھکے نہین ایسے غزالان ختن شوخ

شیشے سے عیان دختر رز کی ہے شرارت
گھونگھٹ ہی مین ہوجاتی ہے معلوم دلہن شوخ

دو فقرو مین دیتے ہین ال لاکھو مکے سچین
ان شوخ بیانونکا ہے انداز سخن شوخ

دو پٹے کا تو بہت ہاتھ نہین لگتی ہے لیکن
پیرہن جوانونکی طرح سے ہے یہ زن شوخ

جنون ہوا جب مجھے تیرے صبح عارض کا
ہمیشہ چاک گریبان ہا سحر کی طرح

صفائے دل سے تجھے حاصل ہے اسدم اے غافل
سنان غمسے چھدے جب جگر گہر کیطرح

ہماری فکر حسین اس سے کرتے ہین کہ ہمین
کمال عشق یہ ہے نازدی ہنر کی طرح

وہ آفتاب بدن ہے جو جوہری دیکھے
تیرے پسینونکے قطر و نکو لے گہر کیطرح

بہانہ کر کے نہ آیا اندھیری راتون کا
وہ ماہ پردۂ شب مین چھپا سحر کیطرح

کلیجا سنگ کا بھی آب ہو کے بہ جلئے
اگر اُٹھالے وہ صدمے مرے جگر کی طرح

خیال رنگ طلائی کو یار جانی کے
جگہ دی دل مین قلق مین نے زر کی طرح

چہرہ ترا ہے ای مہ خوبی جواب صبح
مہتاب شب ہے گال جبین آفتاب صبح

پیش نظر جو وصل مین تھا انقلاب صبح
پوچھو نہ حال شب کا نہ کچھ اضطراب صبح

تار شعاع مہر ہے فرقت مین تار اشک
گریان ہے مرے حال پہ چشم پر آب صبح

منزل ہماری غفلت پیری نے کھوئی کی
وقت سحر گران ہے مسافر یہ خواب صبح

آنچل دوپٹے کا رخ پُر نور پر نہین
تار شعاع مہر سے ہین نقاب صبح

٦٢

۹۲

حیرت کا ہی مقام طلسم زمانہ دیکھ
فکر مآل کار تو کچھ زیست بھر نہ کی
کشتے کی تیرے خاک ہی تو وہ شوق سے
وعدہ کیا تھا ہم سے کسی بات کا کبھی
شاید کسی رقیب نے پھر بھر دیے ہین کان
نے اس گلی کے پیچھے لگے گی نہ قبر سے
پہلا اسیر زلف جو ہی اُسکی قدر کر
دی جان جسپہ فاتحہ کو بھی نہ آیا وہ
دلکو عبث مقابلہ عشق کی ہو فکر
دل ہاتھ سے گیا
ہو گی کبھی نہ دام سے صیاد کے نجات
کر عرض حال کھیل گئے جان ہی پہ جب
دل لیتے وقت سمجھے نہ انجام عشق کی

غفلت مین زیست ہین کہتے ہین چار سوچ
زاد سفر کا اب ہی دم احتضار سوچ
کرتا ہی اتنا کسلیے ای شہسوار سوچ
پچھتاؤ گے ہین اپنے سبب غفلت شعار سوچ
خالی نہین ہی آپکا یہ بار بار سوچ
مدفن کی جا مری نہ کہین اور یار سوچ
اول بہا ہی مشک بہا ہی ہین یار سوچ
بعد فنا ہی یہ ہین نہ یہ خزار سوچ
کرتے نہین ہین
اپنے بچاؤ کے خود تو کچھ ای ستمگار سوچ
ای عندلیب وقت گل مین ہزار سوچ
کس بات کا ہی پھر تجھے
بیجا ہی اب یہ ای قلق دل فگار سوچ

وہ خفتہ بخت ہیں کہ نہ جاگے کبھی نصیب	دیکھا نہ خواب عیش کبھی ہمنے سوائے رنج

فرقت میں ایک قاتل بیرحم کی قلق
جو رنگ دل کو کرتی ہے تیغ جفائے رنج

بیمار عشق اور تو سب کر چکا علاج	باقی فقط ہے اک ملک الموت کا علاج
جز وصل یار اور ہے بیفائدہ علاج	درد غم فراق طبیبو ہے لا علاج
آئے تھے کرنے کو ترے دیوانے کا علاج	اپنا ہر اک طبیب کو کرنا پڑا علاج
کیا کیجیے معالجہ شرم چشم یار	کرتا ہے کون نرگس بیمار کا علاج
بہر عیادت آئے تو ہمراہ غیر کے	اپنے مریض عشق کا اچھا کیا علاج
کیونکر کہوں امید شفا تو نہیں مجھے	عیسی کرینگے عشق کے آزار کا علاج
اک دن ہماری جان ہی لیکر یہ جائیگا	درد جگر ہمارا طبیبو ہے لا علاج
احباب میرے ہوش کی اپنے دوا کریں	ہوگا طبیب سے دل بیمار کا علاج
خود سر کمال ہے دل دیوانہ ناصحا	ایسے جنون زدہ کا کرے کوئی کیا علاج
جانبر مریض عشق کو ہوتے نہیں سنا	کوئی کریگا کیا مرض الموت کا علاج

بے سبب نہیں ہنر گوشی ارباب فساد
عشق صادق کا مرے فاش ہوا راز کچھ آج

امتحان کا اسے پھر شوق ہوا ہے شاید
مجھ سے کہتے ہیں ور جلا دینہ جانباز کچھ آج

لیے پھرتا ہے کبھی بدلتا ہون ہے شیشے سے عزیز
کیا یہ معشوق اٹھاتے ہیں مرے ناز کچھ آج

بس ہر حرف ہے نمک جو وہ شوخ کم گو
بات بھی کر نہیں سکتے ہیں سخن ساز کچھ آج

دم رفتار قیامت ہوئی برپا ہر گام
حشر سے کم نہیں خلخال کی آواز کچھ آج

رخ دکھلانے نگہ ناز بھری ہے بیوجہ
بیرخی کرتا ہے تیر قدر انداز کچھ آج

ٹالتے ہیں مجھے پھر وہ یہ کہکر دم وصل
کل سے افزون ہے طبیعت کی ناساز کچھ آج

جذب الفت ہے یہ کس تیر فگن کا دلکش
اور ہی ہے سوا طاقت پرواز کچھ آج

میری غیبت میں سخن یار نے چھیڑا کا شاید
دم بخود وہ ہے سنتے بیٹھے ہیں جو غماز کچھ آج

تھوڑی ذلت ہی سہی جائینگے واں لاکھ بولائیں
کل کچھ اعزاز ہوا ہونگے سرافراز کچھ آج

چٹکیاں لیتے ہیں اغیار سنبھل بیٹھو قلق
صحبت یار کا بے طور ہے انداز کچھ آج

پیدا ہوا ہون کیا مین الٰہی برائے رنج
رحمت کے نام سے نہیں واقف سوائے رنج

دیکھیں گر چشم تصور سے کریں کچھ وہ حجاب
پردۂ دلمیں ہا کرتے ہیں مستور عبث

تن بدن سوزش الفت سے پھکا جاتا ہے
اسلیے ڈھونڈھتے ادھر ہم کافور عبث

اے قلق ہو گئے انگشت نمائے عالم
چاہنے والوں ان کے ہوئے مشہور عبث

ردیف جیم

دلکو ہے داغ الفت دلبر کی احتیاج
ہے بادشاہ جسم کو افسر کی احتیاج

ہر دم تلاش گوہر مضموں ہے طبع کو
ہے نو عروس فکر کو زیور کی احتیاج

دم بھر کو یاد کاوش مژگان کرم کرے
اپنے رگ جنوں کو ہے نشتر کی احتیاج

تیرے ہی در پہ خاک نشینوں کو چین ہے
انکو نہیں ہے بالش بستر کی احتیاج

داغ جنوں ہے تاج دریا ہے سر پہ
حاجت نہ تخت کی ہے نہ افسر کی احتیاج

مائل ہو تو تو زیست ہی میں گلہ و بست
انسانکو بعد مرگ بھی ہے گھر کی احتیاج

خواہان بوسۂ لب شیریں ہے زار زار
اس مور ناتوان کو ہے شکر کی احتیاج

اے رشک گل ہزار دل شیدا ہیں غمزدہ
خط بھیجنے کو ہے جو کبوتر کی احتیاج

یاد گلو و دیدۂ میگوں سے مست ہیں
ہمکو نہیں ہے شیشہ و ساغر کی احتیاج

وہ خفتہ بخت ہین سویا جو ساتھ بھی یار
تو مثل طالع برگشتہ پھیر لی کروٹ

کہا جو وصل مین سو رہ لپٹ کے پیٹھ پھیر
تو ضد سے بولا کہ ہم سوئینگے اسی کروٹ

مسافران عدم سطح عدم سو گئے
کہ پھر کسی نے ادھر مڑ کے بھی نہ لی کروٹ

لپٹ کے سینے پہ منہ رکھکے سوئے ضد پھو
تمام رات نہ مجکو بدلنے دی کروٹ

سوال وصل پہ کس ناز سے جفا کے حجاب
مری طرف سے خفا ہو کے پھیر لی کروٹ

لپٹ کے سوتے تھے اس گل کی ساتھ جس پہلو
لحد مین بھی ہمین چین آئیگا اسی کروٹ

ابھی کمان ہی اٹھ ہو وہ بت کمسن
لپٹ کے سوینگی عادت ہی ایک ہی کروٹ

ردیف

یہ آرزو ہے فلق گر نصیب ہو شب وصل
لپٹ کے سوئیے تا صبح ایک ہی کروٹ

ثائے مثلثہ

کر دیا دل سے ہمین مورد الزام عبث
وہ ہوئے نہ ہوئے ہم ہوئے بدنام عبث

خوب دیا ان جفا کار سے الفت کر کے
بے زبانونکو دیا کرتے ہو دشنام عبث

چپکے ہم سنتے ہین جو چاہتے ہو کہتے ہو
بے زبانونکو دیا کرتے ہو دشنام عبث

بندے اللہ کے پامال ہوئے جاتے ہین
ابھی تو فتنہ بپا کرتے ہو ہر گام عبث

۵۸

اُس شعلہ رو کے دلکو جو اک لو لگی رہی	مانند شمع کاٹی ہے رو رو کر تمام رات
فرقت مین مجکو نیند نہ آئی ترے بغیر	لوٹا کیا مین فرش پہ دن بھر تمام رات
یہ انتظار یار مین تھا حال صبح تک	باہر کبھی تھا مین کبھی اندر تمام رات
اللہ ری نازکی کہ نہ مرجھایا ایک پھول	پھولونکا پہنے سوئے جو زیور تمام رات
وہ خفتہ بخت ہون کبھی بات صبح تک	بچیا یا اُس صنم کو جگا کر تمام رات
ہین تمنے گرمیان جو شب وصل کی قمر	کیا کیا جلا ہے چرخ ستمگر تمام رات
تم تو تمام روز بسر عیش مین کرو	تڑپا کرے یہ عاشق مضطر تمام رات
سر رکھکے سو گئے تھے کل اے جان جس پہ تم	تکیہ دھرا رہا وہی دل پر تمام رات
اُن ابرؤن کے دھیان مین سویا نہ صبح تک	تیغین کھنچی رہین مرے سر پر تمام رات
بیدار بخت ہمسے سوا ہے جہان مین کون	سوئے بغل مین یار کو لے کر تمام رات

ابکی نکالین دل کے سب ارمان اے قلق
صحبت جو یار سے ہو میسر تمام رات

یہ بولے جو اُن کو کہا بے مروت	ہین کیا تمسے بھی ہون سوا بے مروت

۵۷

عشاق کب آرائش دنیا کے ہین پابند	آزاد تعلق ہین گرفتار محبت
مر کر غم گیسو مین ہوا ہمیہ پہ روشن	تاریکی مرقد ہے شب تار محبت
لیتے ہین اسیر تو مول کسی زلف کا سودا	ہین داغ جگر سکۂ بازار محبت
گل داغ ہین سیاہ باغ کے بلبل کا ہے سینا	ہر چاک جگر ہے در گلزار محبت
اک دل ہین کس امید پہ جان اپنی لڑاؤن	مشہور ہے بیداری سرکار محبت
وہ عیسی دوران بھی غیرت سے اٹھ جائے	جم جائے جو رنگ رخ بیمار محبت
بے پردہ وہ یوسف ہو تو حیران ہون خریدار	رخسار ہون آئینہ بازار محبت
یہ خاک کا پتلا نہ اگر حوصلہ کرتا	کوہ کن سے اٹھتا نہ کبھی بار محبت
بے بیچ کے یہ مول لیا کرتے ہین سودا	ہوتے ہین عجب جنس خریدار محبت
اس یوسف خوش کام کی فیصل تو ہو قیمت	بیعانہ نہین دل دینگے خریدار محبت

چھٹنے کی نہین اے تعلق ان اسیرون سے
یہ طالب زر ہین طلبگار محبت

چھٹے صیاد سے یہ کہکے محبوس کہن رخصت	ہوئے ہم پرندی قفس کی سیر چمن رخصت

[illegible]

دربار وہ کا ہی کون بجز اسکے دستگیر	اپنے ایا ہجو نکو وہ لینگے بلا آپ
مجبور دسیہ کی ہو یہ عادت اے پری	رکھینگے اپنے لطف وکرم پر نگاہ آپ
الفت کا کیا ہی ہے نتیجہ جہان مین	عاشق کو قتل کرتے ہین یا خونبہا کے آپ
دل لیکے پھر فکر مین ہو غوطہ زن عبث	در پئے عشق کی نہین پاتے ہین تھاہ آپ

ردیف	عزم سفر تو ملک عدم کا ہوا ہی قلق کچھ اپنے ساتھ لے بھی چلے زاد راہ آپ	تاے فوقانی

دشمن جان ہین مرے شوخ پریزاد بہت	تشنہ خون گنہگار ہین جلاد بہت
کہین شیرین سا حسین تو نظر آئے کوئی	اب بھی سر دینے کو موجود ہین فرہاد بہت
بیگناہی نے بس قتل اثر دکھلایا	ذبح کر کے مجھے رویا مرا جلاد بہت
دل جو دینا تو حسینوں کو سمجھ کر دینا	عشقبازی کی بری ہوتی ہی افتاد بہت
ابھی کچھ قدر شباب آپکو اے جان نہین	تھوڑے دن وہ نہین دن کیجیے گا یاد بہت
شجر ظلم نہین پھولتے پھلتے دیکھا	جور تجھپر نکرا ہی بانی بیداد بہت
جن نہین تنہا ہے معشوق بہت ہین کم	آدمیت نہین جنہمین وہ پریزاد بہت

۵۵

[illegible]

مٹی نہ ہو یہ عاشق خانہ خراب کی	مٹی کے عطر سے نہ کرو پیرہن خراب
کہنے حیہ ہجر یار مین اب موت دیر کی	لکھے ہی لکھے ہو گیا میرا کفن خراب
بنوائیگا جو خط وہ مرا اشک آتا سب	سورج کی ایک روز یہ ہوگی کرن خراب
زلفین چھٹین جو انکی کہیں پیچ و تاب سے	دو ہاتھ تیرے واسطے ہوگی رسن خراب
ظالم نے عیش باغ کو غمخانہ کر دیا	یارب اسیطرح سے ہو چرخ کہن خراب
گل مین ہی نہ باغبان ہین نہ بلبل کے پیچھے	کیسے لٹے ہوئے ہین چمن کے چمن خراب

ردیف — تھوڑی جگہ تو مرے کو اسکی گلی مین دو
مٹی کرو قلق کی نہ اے جان من خراب — بائے فارسی

تمہارا بھی گیسو جھکا کے کالا سانپ	بنایا کس لیے افشا نے کو ڑیالا سانپ
خیال زلف مین ہانہر تیرے ڈسلے کیسے	ہر ایک روزن دیوار سے نکالا سانپ
رقیب جھوتا ہی زلف سیاہ جانانکو	خدا کرے کہین ڈسجائے اسکو کالا سانپ
ہوا ہون خاک کسی گل کی یاد کا گل مین	کلال تو مری مٹی کا بھی بنا لا سانپ
نہ اسکے کاٹے ہوئے جیتے ہین نہ مرتے ہین	تمہارے گیسو شکلین بھی ہی نرالا سانپ

خضاب بالوں پہ ہوتا نہیں ہے پیری میں
عزیز کیوں نہ پیری میں مجکو موئے سیاہ

سیاہ بخت پہنتے ہیں سوگوار شباب
کہ اب تو ہیں یہی دو چار یادگار شباب

کمال ضعف سے یہ ورد لب ہے آٹھ پہر
قلق فدا لئے جوانی قلق نثار شباب

عاشق گیسو قد تیرے گنہگار ہیں سب
مستحق دار کے پھانسی کے سزاوار ہیں سب

پاس اٹھا کر ہوا لیو سچ ستارہ ہیں سب
تیرے بیمار محبت کے بد آثار ہیں سب

دام ہی کی بھی نہیں طرہ تیرے وقف اصلا
یہ حسینان جہاں نام کو دلدار ہیں سب

ابتدا صحبت ہے محبت میں بھاری ہے جان
اپنے بیگانے مری شکل سے بیزار ہیں سب

ظلم صیاد سہا جائے یکایک کیونکر
ہم اسیرانِ قفس تازہ گرفتار ہیں سب

حسن یکتا نے دو عالم ہے ترا ہی ہو دوست
تیری حدت کے مقر کافر و دیندار ہیں سب

ایک بھی بات شعر دل لیکے بنا ہیں گے خضوع
یہ زبانی ہی فقط آپ کے اقرار ہیں سب

بے زبانی سے ہیں محبوب نہیں حسن لیتے
قائل ہر آبلہ پائی کے مرے خار ہیں سب

نہ پڑے فکر دہان و کمر یار میں تم
کوئی واقف نہیں یہ غیب کے اسرار ہیں سب

… لائے ہیں سب احکام قرآن … — … حق بتائے نبی ہیں عین بتائے بوتراب

… اس رہنما کی کر کہ تا پہنچے شہ … — … یقین ہے نقش پائے بوتراب

… بستان مرتضی پہ نار دوزخ ہے حرام — قلقل جنت ہے ولائے بوتراب

… جاری اسکا جن انس ہے کیو — وقت کا اپنے سلیمان ہے گدائے بوتراب

… سکی ہے تصویر کا آئینہ خورشید — … کس سے زمین تا بہ سمائے بوتراب

… بعد پنجگانہ اب وظائف کچھ ہو — بعد نعت محمد اور ثنائے بوتراب

مانگتا ہے یہ دعا اللہ سے ہر دم فلق — بخش دینا بہر پیغمبر برائے بوتراب

ردیف با موحدہ

ہمکو ازل سے آج تلک غم رہا … — … نام سے بھی نہیں آشنا …

… جو ہمکو ہجر بتان کا ملا — دشمن کو بھی یہ رنج ہوا ہے خدا نصیب

… بھی فلک کی ہمیشہ چلی گئی — … روز بھی ہمارا نہ سیدھا ہوا نصیب

… اس نگار سے ہے سب انداز دلبری — … کو کب میں پایا …

… آپ نے اور کرونگا سوال وصل — … نہیں کچھ کہ بگڑ جائے …

رضوان ہمین جو روکیگا چلائینگے ملک
جانے دو ان کو ہین یہ غلامان مصطفا

کیا آفتاب حشر کی گرمی ستائے گی
ہم ہونگے زیر سایۂ دامان مصطفا

باد خزان ظلم سے سب غنچے ہاے
تاراج کردیا چمنستان مصطفا

ہوتے نہ آپ خلق تو ہوتا نہ کچھ بھی خلق
دونون جہان ہین بندۂ احسان مصطفا

خوف انکو باز پرس قیامت کا کچھ نہین
جو اُمتی ہین تابع فرمان مصطفا

دنیا کے ذائقون پہ کسی سے نظر نہ کی
سب نعمتون سے سیر تھے مہمان مصطفا

خورشید آسمان نبوت حضور ہین
برج شرف ہے گوشۂ ایوان مصطفا

کس سے مثال دیجیے ایسا وہ کون ہے
برتر ہے سب سے بعد خدا شان مصطفا

عصیان سے کیون ہو سر بگریبان حشر مین
ہوگا ہمارے ہاتھ مین دامان مصطفا

ہونگے رسا نصیب ہمارے بھی ای قلق
دیکھین گے ہم بھی مرقد ذیشان مصطفا

۵۱

سودا ہوا ہے جب سے اُس زلف پرشکن کا
تار سیہ بنا ہے سنبل مرے چمن کا

بازار گرم کیونکر ہر دم نہ ہو سخن کا
آتش زبان ہے ہر اک بلبل مرے چمن کا

۵۰

تیغ ابرو کی لگا کے جگر و دل پہ وار
تیرے قاتل نے ذرا مجھکو سنبھلنے نہ دیا

سخت جانی نے شہادت ہی سے رکھا محروم
حلق پر خنجر سفاک کو چلنے نہ دیا

بدگمان اتنا ہوا غیروں کے بھڑکانے سے
یار نے عطر بھی پوشاک میں ملنے نہ دیا

وحشت عشق نے تا زیست بنا ہی مجھے
پاؤں باہر در زندان سے نکلنے نہ دیا

یاد ہیں پیچ تری زلف کو کیا کیا ای جان
دام میں لا کے محبت کے نکلنے نہ دیا

پاس مہمان اسے کہتے ہیں کہ تا زیست قلق
خار غم آبلۂ دل نے نکلنے نہ دیا

جو ساقیا تو نے پی کے ہاتھ دیا ہی جام شراب آدھا
تو اپنے ہاتھوں سے کاٹ کر دے ہمارے منہ میں کباب آدھا

وہ پرگنہ ہوں کہ رہ گئے سب ابھی میں دیکھا کیا وہ
ہنوز محشر کے محکمے میں ہوا ہی تھا میرا حساب آدھا

کہا نکل کے اب دہن ترا نی نہ ... کی لا کے ہاتھ شوق
ہنوز کھولا تھا پھر ہی یار اسنے بند نقاب آدھا

... کامل جو چاہتا ہی تو فوج کر ڈال جلد قاتل
پچھوڑتا مجکو نیم بسمل کہ پائیگا تو ثواب آدھا

دماغ دیکھو صنم کا کا کا جو کرتا ہوں میں ستم کا
تو دیتے ہیں سب یہی بگاڑ کے مجھے بدقت جواب آدھا

سفید و سرخ ایسی ہی چہرہ رنگت جب بنا ہو گا تجھ کا پتلا
ملایا ہوگا ... نے ... شہاب آدھا

فروغ دودمان ہاشمی آگے نہ ایسا تھا	کیا ہے نام روشن آپنے اپنے اب و جد کا
کہنا جاؤں تمسے دیوانگان عشق گیسو مین	ملے آزاد نامہ جب مری روح مقید کا

قلق کوئی نہین اب دلمین در ارمان بجز اسکے
خدا دکھلائے جلدی مرقد انور محمد کا

ہم بغل جسوقت ہمسے وہ گل تر ہو گیا	پیرہن کیا جامۂ تن تک معطر ہو گیا
جب مقابل یار کے دانتوں سے گوہر ہو گیا	آب خجلت سے تمام اسکا بدن تر ہو گیا
جسکو وصل اس آئینہ رو کا میسر ہو گیا	بخت اسکا غیرت بخت سکندر ہو گیا
اسنے دکھلایا اثر اپنے طلائی رنگ کا	نقرئی پہنا تو سب سونے کا زیور ہو گیا
پرتو رخسار سے اک آسمان حسن کے	ذرہ ذرہ رشک خورشید محشر ہو گیا
چاہتا ہے سکا مین کلمہ چھون آیا ہے کئے	نامے کے لانے کیا قاصد پیمبر ہو گیا
اسقدر کی خستہ اندازی خدنگ آہ نے	رفتہ رفتہ یار کی دیوار مین در ہو گیا
لاکھ دریا تو نکو بھر کا مین در انداز ابتو کیا	دلمین اپنے خانمان برباد کے گھر ہو گیا
ہمنے لکھا تھا جو خط مین اپنی بربادی کا حال	راستہ ہی مین تباہ اپنا کبوتر ہو گیا

وہ سخت جان ہون کرتا مجھے وہ قاتل قتل
تو تیغ کا بھی مرے ساتھ دم نکل جاتا

یہی چلن تھا جو بازار عشقبازی مین
ہمارا سکۂ داغ جنون بھی چل جاتا

بھلا ہوا نہ سنی ہمنے بدزبانی یار
ہمارے منھ سے بھی اُسوقت کچھ نکل جاتا

اثر اگر کشش شوق قتل دکھلاتی
تو نخچیر کمر یار کا اُگل جاتا

صفا پر اُسکی مہ و مہر گر نظر کرتے
تمھارے چہرے پہ پائے نگہ پھسل جاتا

جو پاؤن توڑ کے اک جا نہ بیٹھ رہتا مین
تو کوئی جور رقیبونکا مجھپہ چل جاتا

شرابخانے مین ہوتا گذر جو واعظ کا
جمال دختر رز دیکھکر پھسل جاتا

تمھین بتاؤ مین ناصح کی کسطرح سُنتا
سنبھالنے سے دل غمزدہ سنبھل جاتا

نہ سہنے پڑتے اگر روز صدمۂ شب غم
تو اتنا جلد مین کیون شمع کی طرح ڈھل جاتا

فروغ دیکھ کے اُس شمع بزم کا شعلہ
تڑپ کے پردۂ فانوس سے نکل جاتا

مرے چلن پہ نکرتا نظر اگر وہ کریم
کھرون کے ساتھ یہ کھوٹا درم بھی چل جاتا

ہمارے روز سیہ دیکھتی تو ہیبت سے
شب فراق کا بھی رنگ رخ بدل جاتا

قلق رہا ہے مجھے پاس وضع عشق مین بھی
مزاج یار نہ تھا مین کہ جو بدل جاتا

ارادہ ہے تو قتل کا لینگے بوسہ اس سنگدل کے ... پر لکھینگے ہم بھی اکدن عیب نخدا انکا

مری مٹی مین بھی خاصیت اکسیر پیدا ہے ... کہ مین کشتہ ہون اک پارہ کے ہلا مین ونہ انکا

پہونچتا ہے کب اپنا ہاتھ اس گل کے گریبان تک ... ہوا ہے کی خاطر حال ان جیب و دامانکا

کیا ہے قتل مجکو یار کے دست حنائی نے ... ہے یہ چاہیے تربت مین میری شاخ مرجانکا

بیابان جنون مین کیون نہ رکھو مین عزیز انکو ... نمکدان تھا مغیلا ہے تیرے موے مژگان کا

وہ ترکا جنگجو مجھسے اگر آنکھین لڑا یگا ... کے کی تیغ ابرو کی چلیگا تیر مژگانکا

گل داغ جنون کثرت سے سینے پر شگفتہ ہیت ... مرا چاک گریبان بھی ہے دروازہ گلستانکا

ہے بہکا نیکو راہ طلب مین خضر اکثر ... بیابا ماند چشم غول ہر ذرہ بیابانکا

عنایت گر دہر انکا قلق ہمکو کیا خلعت
جنون نے رکھ لیا پردہ ہمارے جسم عریان کا

اگر کرتا وہ نظارہ لعب جانبخش جانانکا ... سکندر ایکدن خواہان ہوتا آب حیوانکا

رقم کرتا ہون کچھ وصف ترے دندان جانانکا ... کرتا ہون ہر اپنے کلک گوہر افشانکا

جو اسکا سینہ پر نور دیکھا تو یہی سمجھا ... ہوا خورشید طالع مشرق چاک گریبانکا

غیر دیکھو ساتھ اُسکے کیا خوب ہیکو شاد
پوچھو نہ آفرینش احمد کا تم سبب
شب بھر دکھا کے راہ نمنے آئی جو صبح تک
اٹھتے ہی اُسکے عارض پُر نور سے نقاب

کیون جی یہی علاج دلِ ناصبور تھا
منظور اپنی ذات کا اُسکو ظہور تھا
وہ ایسا کون تھا جھین کا رِ ضرور تھا
کافور شمع بزم کے چہرے کا نور تھا

کچھ آج عاشقی کا نہین شوق ای قلق
مدت سے اس شراب کا دل کو سرور تھا

ہر دل عزیز میرا بتِ رشکِ حور تھا
مین کیا کہون جو وہ صنمِ رشکِ حور تھا
وہ کیا ہوا جو آپکے چہرے پہ نور تھا
بیدرد مجھسا کوئی نہ ای رشکِ حور تھا
کیا کیا لیے ہین جذبِ محبت نے ہی کام
پیدا کیا تھا ہمنے تقرب جو یار سے
بیداد نے تری اسے سب کچھ دکھا دیا

یعقوب کیا وہ دیدۂ یوسف کا نور تھا
آرام جان سرو دل آنکھونکا نور تھا
اس حسن چند روزہ پہ اتنا غرور تھا
جو دل تھا تیرے عہد مین وہ ناصبور تھا
جبتک بہار بس مین دلِ ناصبور تھا
مشہور اس دیار مین کیا دور دور تھا
آگے ستمگری کا فلک کو شعور تھا

دل اپنا کوئے اس صنم میں ٹھٹک گیا — لو اور سنیے خضر بھی رستہ بھٹک گیا

اغلو نہیں میری تیر نگہ وہ کھٹک گیا — سینہ جو توڑ کر جگر و دل اٹک گیا

تڑپایا اس قدر ہمیں درد فراق نے — بستر جگہ جگہ سے ہمارا مسک گیا

جلوے سے نور عارض روشن کے اے قمر — زخمی تمہاری تیغ نگہ کا چاٹ گیا

آتش بجھی جو مارے پر خم ہے یار کے — طالع کا ماہ نو کے ستارہ چمک گیا

قاصد سے لیکے خط ادا شوخی تو دیکھنا — مضمون تمہارا سب کا پڑھ کر بھڑک گیا

آب دم میں تمہا سے مرا دل نہ آئیگا — ای جان سیر غزال رمیدہ بھڑک گیا

جب بے جھکے بولتا تھا میں رحمت کے نام پر — اعمال نامہ دیکھ کے تیرے بہک گیا

گرمی آتش رخ دلدار دیکھنا — مثل سپند خال کا دانہ چٹک گیا

بھرو سیہ کی بجلی سیہ تاریکی عمل — جگنو سا آفتاب قیامت چمک گیا

میں نے نہ پائی نام پہ شیشے جو نہ مرا — تاثیر دیکھو جام ہی از خود چھلک گیا

وحشت میں جب وہ خار مژہ یاد آگیا — کانٹا سا میرے پائے جگر میں کھٹک گیا

وادی عشق میں مجھے یوسف جمال کے — میں کیا تمام قافلہ رستہ بھٹک گیا

حسد سے کیا جانے وہ کیا کرتا مری مٹی خراب
گر زمین چھوٹ پڑی فلک سے بہر تربت مانگتا

باغ عالم میں ہر اک گل کے اگر ہوتی زبان
تیر سی ہر باس اور تیری سی نکہت مانگتا

ماہ کنعان کو وہ بیچنے میں دیتے بے دریغ
اپنے یوسف کی زلیخا سے جو قیمت مانگتا

غیر کا احسان یہ چڑھ رہی ہوتی گویائی اگر
شیر دایہ سے نہ میں بعد ولادت مانگتا

پیر میکش کی جو ہو جاتی کرامت آشکار
ساقیا دست سبو شیخ سے بیعت مانگتا

سوکھے ٹکڑوں کی قناعت کا مزا ملتا اگر
پھر نہ بھولے سے بھی منعم نان نعمت مانگتا

نقد ہوش دو جہان دیتا میں وہ مے خوار ہون
ایک ساغر کی مگر ساقی جو قیمت مانگتا

صاحب عقل و علم کو بھی نہ دیکھا چین سے
کیا میں اس غم خانے میں اسباب راحت مانگتا

موسم گل میں نہ تکلیف ورد دیتا واعظا
توبہ مجھ توڑنے کی پر اجازت مانگتا

وہ چراغ رہ نہیں جو خوف باد دہر سے
سایۂ دست احبا کی حمایت مانگتا

شیطنت کرتا ہے یہ ممکن اگر ہوتا تو میں
بہر غیر و سیہ بھی طوق لعنت مانگتا

تشنۂ دیدار ساقی ہون کیا عجب ہے وقت نزع
شربت دیدار ہی میں جائے شربت مانگتا

شوق ولادت عیسی میں گنہ ران دیتا دو گواہ
خون کی میرے اگر حاکم شہادت مانگتا

بیتابی الفت نے کیا ہے سبک ایسا
خاطر پہ گران یار کی نظرونمین ہون ہلکا

وہ سوختہ جان ہون جو اٹھے دود دل اپنا
دنکو صفت شام ہو نظرونمین دھوندلکا

پھلنی کیا اس غم نے پتھر کا کلیجا
پوچھو جگر کدہ سے توڑ اپنی زحل کا

جو بن پہ شب ہجر ہو اجلتی ہے ٹھنڈی
ساقی کوئی ساغر می گلرنگ کا چھلکا

لکھی ہے لبس کا وش خال لب شیرین
خامہ بھی مرا نیش ہے زنبور عسل کا

اب یہ بنی ہے کشتۂ دیدار کی حالت
آنکھونمین دم اٹکا ہے بھروسا نہین پلکا

پیغام زبانی بھی کوئی کہنے نہ پایا
خط پڑھتے ہی لکھوا لیا قاصد سے مچلکا

کس چین کی نیند آتی ہے کیا امن ہے حسرت
پوچھون جو معبر ہو کوئی خواب اجل کا

ہر وقت محبت مین مرے درپے جان ہے
پہلو مین قلق دل نہین دشمن ہے بغل کا

دل خستہ ہو تو لطف اٹھے کچھ اپنی غزل کا
مطلب کوئی کیا سمجھیگا مستونکی زٹل کا

عالم تھا خرمن جان برق اجل کا
جب پیچھے کا مونہ باڑ دوپٹے سے وہ جھلکا

اب یہ خط جام بھی دشوار ہے ساقی
قاضی سے لیا دختر رز کا بھی مچلکا

گٹ گیا دلمین خیال ہے ترا دیکھکے قد	سرو گلشن کو بڑا ناز تھا رعنائی کا
دھوم سنکر تری خوش چشمی کی اے رشک چمن	چشم نرگس کو بھی ارمان ہی بینائی کا
چشم مشکین سے ترے تیر نظر کی لڑی آنکھ	ہو گیا نشا ہرن آہوے صحرائی کا
غم عاشق مین کیا ترک نکھرنا اُسنے	گل چراغ آج ہوا ملک خود آرائی کا
جیسے من نور کے تجلے نے مجھے چمکایا ہی	چشم روزن مین گمان ہوتا ہی بینائی کا
سب گھمنڈ اسنے رقیبونکے مٹا دیتا مین	پاس ہوتا نہ اگر یار کی رسوائی کا
مے جو دی غیر کو ساقی نے کراہت دیکھو	شیشۂ مے کو مرض ہوگیا ابکائی کا

ظلم خوبان جہان ہم سے قلق اُٹھ نہ سکا
ہم بدنام کیا صبر و شکیبائی کا

شہرہ ہی بوجہ نہین زینت و زیبائی کا	قطع جامہ ہی مرے یار پہ رعنائی کا
سیر دیکھو لب جانبخش صنم کے بوسے	خضر خط کو بھی دعوی ہی مسیحائی کا
طول سا طول ہی مرتا ہون نہ ہوتی ہی سحر	روز محشر ہی لقب اُس شب تنہائی کا
مجھسے اُن آنکھونکو وحشت ہی مگر مجکو ہی عشق	کھیلا کرتا ہون شکار آہوے صحرائی کا

کسکو الفت ناوک مژگان جانا ہی نہین / کونسا دل ہی نشانہ جو نہین اس تیر کا

اُسکے قابو مین دل عالم ہی مین حیران ہون / یہ خط عارض بھی ہی کوئی عمل تسخیر کا

خانۂ دل غیر کی صنعت ہی مگر اسکو خراب / نام ہی تعمیر سے ہر صاحب تعمیر کا

کشتۂ اُس رنگ طلائی کا ہوس جانکر / کام لیتے ہین ہماری خاک سے اکسیر کا

اہل محفل کی زبانگیری کا ہی انجام بد / دیکھو دنیا ہی مین منھ کالا ہوا گلگیر کا

ای قلق کس درجہ راد عقدۂ الفت ہی سخت / پانون یان سجتے نہ دیکھا ناخن تدبیر کا

لکھا مضمون جو اُس شکل حسین کے روی روشن کا / ہوا دیوان ہے اپنے شان بیاض صبح گلشن کا

دل صدچاک حافظ ہی خط رخسار روشن کا / کیا انکو کسنے دیکھا ہی ہمارے تم کے خرمن کا

سوا میرے گلا کون اُسکے تیغ تیز پر رکھتا / حقیقت مین مسیّ ہی گھونٹ گرد آب آہن کا

وہ نازک دل ہون رنج غیر ہی سوہان جان مجکو / کبھی لینا نہ توڑ دل ہست تو کیا اپنے دشمن کا

گلے مین دیکھکر طوق طلائی شکل مہ اُسکو / کہ ہالہ نو ہی پروانہ تمھاری شمع گردن کا

گھٹا چھائی نہین ہی روی اوس باغ پر ہی گل / اُڑا ہی رنگ سی کھالے وے سوسن کا

[illegible]

عمر بھر شست بلا مین افعی و خمی کی طرح
گیسوئے خمدار کے سودے مین سر پٹکا کیا

صدمہ باد خزان غم سے دل نالان رہا
یہ وہ غنچہ ہے کہ بے موسم سدا چٹکا کیا

جب سنایا درد عشق دختر رز نے ساقیا
لیپ لیر بادہ گلگون کی گھٹ کا کیا

شاہ اختر کا یہ مصرع نقش ہو دل پر قلق
تاک کا تنکا ہماری آنکھ مین کھٹکا کیا

صاف لکھ بھیجا جواب اُسنے مری تحریر کا
لو لفافہ کھل گیا سارا بخط تقدیر کا

ای منجم وصل ہوگا کسدن اُس مہ پارہ سے
آئیگا روز شرف کب کوکب تقدیر کا

جسکو دیکھو در بکف گلزار مین آتا ہے وہ
گل کے ہاتھ آیا ہے کیا نسخہ کوئی اکسیر کا

کٹ گئی عمر اُس کمر کی عشق ابرو مین تمام
برج عقرب مین ہے کیا کوکب ہی تقدیر کا

زیب ہو کیسے دم رنگین کلام یار اگر
آشیان کنج دہن ہے طائر تقدیر کا

پانو لیسے مجھ وحشی لاغر کے یہ کستی نہین
مورچہ کھاتا ہے خرمن دانۂ زنجیر کا

بے لیاقت مدعی پہونچا سکیگا کب ضرر
کارگر کیا نیش ہوگا عقرب تصویر کا

میری رسوائی اگر میدان محشر مین ہوئی
فائدہ کیا اسمین ہوگا کاتب تقدیر کا

[illegible]

بڑھکے دانتوں نے ترے ابر گل تر کیا ہوگا
موتیا باغ میں ہمرنگ گہر کیا ہوگا

مئے عرفاں سے نہ لبریز ہو ممکن ہی نہیں
کف نرگس میں تہی ساغر زر کیا ہوگا

صورت افعی گنجینہ نہ بن حافظ مال
اپنے ہی کام نہ آیا تو وہ زر کیا ہوگا

مست ہے الفت ساقی میں جو دل خوف نہیں
کشتی مے کو یم غم سے خطر کیا ہوگا

حاصل زیست یہی ہے کہ تری الفت ہو
دل بے حسرت بے داغ جگر کیا ہوگا

الفت نانگ طلائی نے کیا مستغنی
محو دیدار ترا طامع زر کیا ہوگا

تا نہ دو ہوگا تری تیغ نگہ سے دل صاف
قائل معجزۂ شق قمر کیا ہوگا

پیرو نفس نہ ہو تو ہی اگر سالک شوق
راہزن خضر رہ دشت سفر کیا ہوگا

عاشقانہ جو ہوں اشعار تو دل پر لگے چوٹ
درد نالوں میں نہ ہوگا تو اثر کیا ہوگا

افعی زلف کا ہوگا دل پر داغ میں دھیان
بے نگہبان در گنجینۂ زر کیا ہوگا

تیغ غم تشنۂ صہبا سے کوئی رکتی ہے
ساغر بادۂ گلرنگ سپر کیا ہوگا

سینہ دہ آہیں ہیں جگر دوز کہ ان کے آگے
نالۂ بلبل شیدا میں اثر کیا ہوگا

اور اک وزد کفن کا لیا کھٹکا ہمراہ
منزل گور میں بے حسرت سفر کیا ہوگا

۳۹

[illegible]

کفر و اسلام کے جھگڑونسے چھڑایا صد شکر
قید مذہب سے جنون نے مجھے آزاد کیا

محفل غیر مین بلوا کے جلایا ہم کو
تمنے خلوت مین کسی دن نہ ہمین یاد کیا

جسمین مضمون رقم تھا تری خوشخطی کا
تو اسی شعر پہ استاد نے بھی صاد کیا

کوہ غم ہمنے بھی از غیرت شیرین کاٹا
جوش الفت مین ترے پیشۂ فرہاد کیا

ایک دن بھی نہ ہمارا کوئی کہنا مانا
ہم بجا لائے جو کچھ آپ نے ارشاد کیا

تیرے دیوانے کا کس دشت مین مسکن ہوا
کون سا ہے وہ خرابہ جو نہ آباد کیا

حسن قاتل ہی نے جان لی اپنی صد شکر
موت نے ہمکو نہ شرمندۂ جلاد کیا

دیکھو اس عشق فسونساز کے نیرنگ آخر
جان لی قیس کی ٹکڑے سر فرہاد کیا

لاکھ چاہا مگر اک شوخ ہمارا نہ ہوا
کیا جوانی کو قلق مفت مین برباد کیا

ہجر مین رونے سے جو دیدۂ تر کیا ہوگا
ایسے چھینٹوں سے فرو سوز جگر کیا ہوگا

یار اغیار جو وہان ہو گذر کیا ہوگا
ولیکن اس خانہ برانداز کے گھر کیا ہوگا

خرمن ہستی عاشق کو نہ کر خاک سیاہ
اسمین حاصل تجھے اے برق نظر کیا ہوگا

[illegible]

شبہ یوسف اپنے ہاتھ میں وہ شوخ سیمتن ہوگا ۔ منجم کہتے ہیں اس چاند میں سورج گہن ہوگا

پے صید افگنی عازم جو وہ ناوک فگن ہوگا ۔ تو آہوئے سپہر و نکا بھی نشانہ ہرن ہوگا

اگر وہ شعلہ رو رونق فزائے انجمن ہوگا ۔ ترا پروانہ پھر کوئی نہ اے شمع لگن ہوگا

لب شیریں ہم مشتاق نے کیا تو مجھ چھپاتا ہے ۔ نہ اک بوسے سے بوسیدہ ترا سیب ذقن ہوگا

نکل جاؤنگا گر سودائے گیسو میں سوئے صحرا ۔ تو ہر اک جادۂ رہ مثل افعی اہرمن ہوگا

تری الفت میں ہم نے کیسے کیسے کوہ غم کاٹے ۔ کوئی شیریں نہ تجھ سی اور نہ ہم سا کوہکن ہوگا

وہ لاغر عشق میں ہوں امتحاں ہمنا کر لیجے ۔ کہ مور ناتواں پر چھپات میرا پیرہن ہوگا

شباب اپنا ہو تو ہنسے کسیکی بے ثباتی پر ۔ چمن میں گریۂ شبنم پہ گل کیا خندہ زن ہوگا

پڑیگا عکس نور رخ جو تیرا اپنے بازو پر ۔ ہر اک سبعہ سیارہ تابان نورتن ہوگا

نسیم آسا ہو لے دامن شمشیر قاتل ہے ۔ شگفتہ صورت گل اپنا ہر زخم بدن ہوگا

بہار حسن چھا جائیگی نظارہ سے عاشق کے ۔ سواد چشم بلبل خال رخسار چمن ہوگا

تاسف کی نظر سے جب وہ بعد قتل دیکھے گا ۔ تو اپنا دامن نظارۂ قاتل کا کفن ہوگا

پئے گلگشت جائیگا اگر وہ غیرت گلشن ۔ غبار پائے رنگیں غازۂ روئے چمن ہوگا

گلچین نہال آرزوے عندلیب ہین
دست نگاہ شوق کو یار اوب رہا
چلتی ہے تیر مثل جو عشاق ہین ...

دیدہ نگہ چاہیے دیدا گلاب کا
پردہ کیا ہے عاشق تمہاری نقاب کا
دم ... جلیے یار کی تیغ خوش آب کا

اب ای فلک وہ جوش وہ مستیان کہان
پیری اتار دیتی ہے نشہ شباب کا

گلا سیر صاف ہو کا ہو گیا ... تنور کا
برابر ایک ہے مدعی نظر آتے ہین ابرو کے
... شہر آکر ... جائیگی
ہوا ہے ہمکو ... پیری کی ... کا
... گالیان ... آنے دو
اگر تم بوسہ سیب ذقن سے ہٹ گئے قاتل
کوئی شیدا ہے عارض ہے کوئی زانو کا دیوانہ
کہین اچھی صورت دیکھ لون دیدہ نظر ...

اگر گل ہین ... نرگیا کی ... ریکا
تو ... ہے ... مضمون چوریکا
ضرر رکھتا ہے ای دلبر ... سیر غوری کا
ہمارا ... اک ... شوریکا
ہین ... لوگ ... ہین مجھے ... چوریکا
لگے ... چاقو میوہ ... ریکا
کسی کو عشق کالی کا کوئی عاشق ہے گوری کا
... طرح ... چوریکا

ای قلق مین ہون وہ نازک دل کہ نور ماہ سے
جب کتان پرزے اڑے ٹکڑے جگر ہونے لگا

قسمت سے مل گیا مجھے ساغر شراب کا
چھپتا ہی نجم بخت نے برج آفتاب کا

اُس مس کے ہاتھ مین نہین ساغر شراب کا
مہتاب سے مقابلہ ہی آفتاب کا

ہر سال عید پیر مغان پر چڑھاتے ہین
شیشہ شراب ناب کا دونا کباب کا

انصاف پوچھئے آپ سے مُردون کا باغبان
ٹوٹے قبر عندلیب مین تختہ گلاب کا

روپائے وصل کہ نہین سکتے ہین شرم سے
عالم ہی یا خواب مین لوگون کے خواب کا

صورتگرو جو کھینچو مجھ پیر کی شبیہ
تصویر پر لگا ہو روغن شباب کا

سینچ مژہ پہ دیکھ کے لخت جگر مرا
کیا کیا جلا بھنا ہی کلیجا کباب کا

مجھ رند بادہ خوار پہ سایہ پریکا ہی
صدقے مین میرے بھیجو پیالا شراب کا

دامن جنون نے اس صحرا ہی چاک چاک
دھوکا عبث ہی خضر کو موج سراب کا

بیجا نہین ہی گریہ شبنم دم سحر
لبریز ہو چکا ہی پیالا گلاب کا

پیر مغان کے عرس مین یون آئین اہل زہد
گاگر کے بدلے سر پہ سبو ہو شراب کا

٣٥

حسد کی جا نہیں یہ بھی اپنی قسمت ہے
کسی پہ لطف کوئی مورد عتاب ہے ہا

شبِ فراق میں اک پل جھپک گئی جو آنکھ
تمام عمر مجھے انفعال خواب ہے ہا

فراق یار میں سیلاب جوش گریہ سے
بسان مردم آبی میان آب ہے ہا

کسیکی آتش فرقت میں یہ بھی جلتا ہے
کبھی نہ ٹاٹے پہ آرام سے کباب ہے ہا

ریاض دہر میں وہ خفتہ بخت ہیں کہ سدا
ہمارے باغ کا سبزہ بھی مست خواب ہے ہا

سمجھ کے وادی الفت میں رکھ قدم ایدل
یہ راہ وہ ہے جہاں خضر بھی خراب ہے ہا

لگا یا ساغر مے بھی نہ منھ سے ای ساقی
امیدوار شرف کا یہ آفتاب ہے ہا

نجف کو اُڑ کے چلا ای قلق غبار اپنا
یہ خاک اُڑنے پہ بھی عشق بو تراب ہے ہا

صلح ٹھہری فیصلہ یکدگر ہونے لگا
غلغلہ ادھر ہونے لگا شکوہ اُدھر ہونے لگا

دم کی آمد شد نے تیغ تیز دھوکا دیا
طائر جاں پر گمان نامہ بر ہونے لگا

دست وحشت سے ہمارا تو کچھ ہر تار جیب
صورت مرہم بہر ناسور جگر ہونے لگا

میں خضر دشت جنوں یا وشاہ وقت ہوں
مجھے سر کو جب تیغ کی جنبش چتر ہونے لگا

سُرخ رُو ہو گئی ثابت قدمی اُس کی قلق
پانؤں تک بہکے جو خونِ سرِ فرہاد آیا

مہندی مل کر درِ اُترکِ ستم ایجاد آیا / خونبہا ہاتھ میں لیتا ہوا جلاد آیا
دم میں عاشق کے وہ شوخ ستم ایجاد آیا / دام میں صید گرفتار کے صیاد آیا
باغبان آیا گلستان میں کہ صیاد آیا / جو کوئی آیا مری جان کو جلاد آیا
واے قسمت ہوا صدقے میں بھی چھٹنا نہ نصیب / روز بازار میں لے کر ہمیں صیاد آیا
ذبح کرتے تو کیا پر مری بے جرمی پہ / آٹھ آٹھ آنسووں روتا ہوا جلاد آیا
بعد مرگ آئی لبِ گور فریدوں سے صدا / ہمیں اب مہنِ مادر کا ہمیں یاد آیا
گلشنِ دہر میں وہ مرغِ ستم دیدہ ہوں / اُڑ گئی نیند اگر خواب میں صیاد آیا
گلے رکھ رکھ دیے تلوار پہ جانبازوں نے / امتحانا جو کسی روز وہ جلاد آیا
سختِ جانی کا مری جان جو قاتل نے سنا / دل کڑا کر کے بہت خنجرِ فولاد آیا
ہم سے جاتے ہیں تم مجو خود آرائی ہو / خنجر آیا ہو کہ شمشیرِ فولاد آیا
تھا جو قسمت میں لکھا ہو گا جو انہیں حق بن / تو لڑکپن میں بھی تعلیم کو جلاد آیا

میں نے تجھے لگا کیا او مصحف کی قسم کھا کر
نکال اب منھ سے اوسکا فرشتہ کلمہ بیگانگی کا

نہیں ہم مارتے ہیں زیر لکہ پینا ہیں کٹے جتنے
اسیر خنجر سے کسی کا ہم ہو تمنا تشنہ آبی کا

نکلوں کیا قدرتی ہیں کار ادو غیرہ کرتی ہے شبنم
اگر کسب کمال اپنی نظر میں گل ہے تحصیل بانی کا

لگا ہاتھ اون لیا ہمن قلم میں نخل گلشن بوان
قلق میں بلبلان ہوں گلشن رنگین بیانی کا

مجھے ناشاد چرخ کینہ پرور نے ستا رکھا
الٰہی دشمنوں نے میرے سر سے مجھکو جدا رکھا

لگاوٹ سے طرح کرتی ہے کچھ چتون قاتل کی
نگہ زخم دگر کو کیا کوئی تسمہ لگا رکھا

غنیمت جانتے تھے دور سے ہی دیکھنا اسکا
ستم یہ بھی تو نے او چرخ ستمگر نا روا رکھا

نہ شکلیں ہمسرتیں کا ہم ہی منھ دیکھنے کی لذت
بشکل آئینہ بس ہمکو صورت آشنا رکھا

نہ دیکھنا جا سیا لاکھوں میں یکت دو قدمے
جو قاتل نے کبھی قبضے پہ ہاتھ اپنا قرار رکھا

تو وہ گل ہے کہ سنکر تیری آمد عندلیبوں نے
چمن میں فرش پا انداز پھولوں کا بچھا رکھا

اڑا کر لے گیا دل طائر رنگ حنا میرا
عبث بہتان میں تجھپر ہو دو چار رکھا

غرض تھی کچھ تبسم میرے خط کو نہیں پایا
خدا نے اسلیے توبہ کا دروازہ کھلا رکھا

ہوا کشتہ میں جب وہ مسکرائے دو نکی لیکر
بنی موج تبسم تیغا برق لن ترانی کا

رکھا جب وہ ہمدان آپنے انگشت سیمین کو
ہوا شک مجکو سیپارہ مین غدکی نشانی کا

صفت لکھتا ہوں کہ شانِ قمر کے روے تابانکی
سیاہی مین ہوا ضم دود چراغ آسمانی کا

نہ گویا ہو سکا طوطیِ خطِ سبز لبِ اب تک
اسی منہ پر یہ دعوا آپکو معجز بیانی کا

جسے عقد ثریا آسمان پر لوگ کہتے ہین
پرانہ دستہ ہے انکی قبائے آسمانی کا

آتی لکھنؤ مین کوڑ لیجیے مول ہین گلرو
سنون شکوہ نہ جنس حسن جو بالکی گرانی کا

وہ ہم صیاد ہیں تفنگِ کلکِ فکرت سے
شکار اب کھیلتے ہین وہ ہرفانِ معانی کا

قدم رکھتے ہی عشاق کے کٹتے ہین التقاتق
ترے کوچے مین کیا چرکا وہ ہے خنجر کے پانی کا

ستاروں کا جو شک ہے آپکے ماتھے کی افشان پر
گمان ہے لقو نیہ پر وہ چراغ آسمانی کا

ترے قاتل کو طفلی مین بھی تھی شوق ستمگاری
معلم سے سبق پڑھتا تھا وہ شمشیر خانی کا

جھکا کر سر دم فکر سخن مین ڈوب جاتا ہوں
گریبانِ تفکر ہے بھنور بحر معانی کا

کیا ہے شہرے کے فسانے نے قتل ایک عالم کو
دکھایا آج جوہر اسنے تیغ اصفہانی کا

دم تحریر گلہائے مضامین خندہ کرتے ہین
صریرِ کلک کیا نالہ ہے مرغ بوستانی کا

لکھتا ہی وصف شعلۂ رخسار یار کا
جلنے ورق ہو ہاتھ مین پتا چنار کا

بیمار عشق ہون لب و دندان یار کا
نسخے مین میرے چاہیے شربت انار کا

رشتے کی طرح سے در دندان کا تیرے زار
ساکن ہی کوچۂ گہر آبدار کا

آثار عشق خاک سے بھی اپنے ہین عیان
بیوجہ رنگ زرد نہین ہی غبار کا

ہر ذرہ اپنی خاک کا ہی چشم انتظار
یارب ادھر بھی ہو گذر اس شہسوار کا

ہم عاصیونکو بعد فنا بھی یہ خوف ہی
تختہ الٹ نہ جائے زمین مزار کا

کلیان تلک نہ کھلی تھین جب سے اسیر ہون
دیکھا مزا نہ کچھ چمن روزگار کا

چشمان یار کرنے لگین ہین دلونکو صید
ان آہوونکو شوق ہوا ہی شکار کا

وہ دل جلے ہین شعلۂ جوالہ بنگیا
اٹھا جو گرد باد ہمارے غبار کا

یا د مژہ نے باغ دل داغدار مین
کھٹکا لگا دیا خلش نوک خار کا

کشتہ ہون یک ترک کے تیر نگاہ کا
انداز مرغ دل مین ہی زخمی شکار کا

رخت سفید صورت مینا مے ہی سرخ
کیا رنگ پھوٹ نکلا ہی اندام یار کا

پھولونکی جا پیالہ ہو لبریز پھول سے
سینچا ہی میکشو قلق بادہ خوار کا

ہوگیا شاید گذر اس شانہ کی تاویل کا	وادی ایمن میں اٹھتا ہے بگولہ نور کا
کچھ سیاہی ہے باقی ہو بل سے تیرہ گیا	صبح کی آنکھوں میں ہے کاجل شب دیجور کا
چشم بلبل بھی ہے مناسب ہے دیکھو سرا	تجھ کو ریں کیا نتیجہ ہے سر مغرور کا
جگمگاہٹ دل میں ہے سب بھی تیرا	دیکھ لو دیکھا ہے کیسے پیر شمع بلور کا
داغ نظارہ ہمارا کھلے جہاں سینے میں	چاہیے ہے رشک کہ وہ چہرہ پر نور کا
ہم سے آزردہ ہوئے لیکے پچھتائے ہیں ہم	کیا لب شیریں کا بوسہ بھی ہے انگور کا
خشت جب لے کر ہے ناتوان ایسا مجھے	قد خم گشتہ مرا حلقہ ہے چشم مور کا
[illegible]	صاف دریا فرش بچھا ہے بلور کا
زلف کے تیرے ہیں تیرے آگے جب کیا ہے	کیا تجھے بھی ہے قاتل کے چہرے طور کا
آج ہم قتل ہی ہو گئے چاہ ہو جس کا	نقش پا گویا ہے فرشی کنول بلور کا
اور دور دست میں پھیلا کیسے	ایک دن ہو جاؤ گے لقمہ زبان گور کا
تو شکل ہو رہ رہ چھوڑے گئے پیار دور	بات تن گھٹے پہ کیا رہ جائے گا دور کا
ہم خیالوں کرو نہ گشت میں کسی نام	شمع گردش گلاب جیسے بلور کا

[illegible]

روزن قبر سے جھانکے جو وہ عیسیٰ آیا	مرگئے پر بھی ہمین دید کا آزادہ رہا
چوم لین نشہ مین آج اکی نشیلی آنکھین	ہمین بیہوشی لذت مین بھی ہشیار رہا
رخ سے اپنے جو نقاب اسنے اٹھایا تو کیا	پردہ شرم وحیا مانع دیدار رہا
وحشت مین ہے عیش سے لاکھون ہمراہ	سارے دیوانو نکا مین قافلہ سالار رہا

اے خطا کون دل آزار خفا تھا تجھسے
عمر بھر تو جو قلق زیست سے بیزار رہا

جانے خون ہر زخم سے فوارہ چھوٹا نور کا	خنجر قاتل نے کیا چاٹا ہی پتھر طور کا
عکس پڑجائے اگر اُس کے رخ پرنور کا	شمع کا شعلہ وہین بنجائے شعلہ طور کا
کر گیا بیخود نظارہ ایک شک حور کا	کاجل آنکھون مین تھا کیا دود چراغ طور کا
ہوش کھو دیتا ہی عشاق سراپا نور کا	ہی جھپک انکی آنکھون مین جلوہ ہی برق طور کا
دیکھکر بیہوش ہون جلوہ رخ پرنور کا	مٹی کے ڈھیلے کر بدلے سونگھین پتھر طور کا
جان دی ہی دیکھکر حسن اک سراپا نور کا	ہو مرا صندوق بھی جو جیب نہال طور کا
جب چلا دو گام وہ اک حشر برپا ہو گیا	شور ہی غلطاں کو سمجھا مین نعرہ صلو کا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

برنگ شمع روشن ہو گئی ہر موج مے ساقی
پڑا پرتو جو ساغر میں حنائی دست گلگون کا

مرے نزدیک کیا ہے بوئے مشک و نکہت سنبل
کہ ہو میں سونگھنے والا شمیم زلف شبگون کا

لکھی ہے جو غزل وصف دہان یار میں میں نے
بنا ہے آشیان ہر دائرہ عنقائے مضمون کا

وہ دیوانہ ہوں جیسے شیر بچے کو شیر مادر ہے
نہیں کم دامن صحرا دریچے میں گوہ وہاموں کا

یہ کی اس طفل لیلی وش نے غارت عین حسرت میں
عوض پتھر کے مارا مجھکو ڈھیلا چشم مجنون کا

گلستان جا بجا پڑتے ہیں لڑکے میرے دیوانکو
لکھا ہے وصف جو اک شاخ گل کے روئے گلگون کا

جدا کر دلکو دزدیدہ نظر سے ساقی مہوش
کٹورا آپ ڈھلتا ہے تیری چشم میگون کا

تصور جو تمہارے دانتوں کا آیا عین فرقت میں
نظر آیا ہر اک آنسو میں عالم در مکنون کا

وہ دیوانہ ہوں سایہ جس شجر پر پڑ گیا میرا
ہوا اُس پر تیقن اُس پہ بید مجنون کا

وہ منصف ہوں کہ جو افسانہ لیلی کا لکھتا ہوں
قلق خامہ بنا لیتا ہوں شاخ بید مجنون کا

پڑ گیا پرتو جو شب اُس انجمن افروز کا
شمع پہ دھوکا ہوا خورشید عالم سوز کا

جلوۂ رخ دیکھکر اُس مہر عالم سوز کا
ماہتاباں پہ ہوا عالم چراغ روز کا

۲۷

پروانہ وار پھرتی ترے گرد بزم مین | ہوتا نہ عذر شمع کو گر پاے لنگ کا

اگر سیین لگے چاک گریبان مرا مسیح | دیوانہ ہو نہین حسن بتانِ فرنگ کا

نکلا پئے شکار جو وہ شہسوار ناز | ہر صید شگفتہ ہوا زین خدنگ کا

لکھے ہین ہمنے وصف خط سبز یار کے | جو دائرہ ہو نامے مین ساغر ہے بنگ کا

یارو وہ بت تو تکی سنگدلی کا ہو نہین شہید | تعویذ چاہیے مری تربت پہ سنگ کا

تھرائین آنکھین اسکی آگی جو دے مثال | عارض ترا ہو نور کا آئینہ سنگ کا

دریا مین چھینٹے جب کہ وہ مطرب پسر | جام حباب جام بنا جلترنگ کا

پر تو پڑے جو اس بت قاتل کے چہرے کا | عالم ہو آب تیغ مین بھی آب گنگ کا

دیکھا جو ساتھ قافلۂ اشک کے قلق
دھوکا ہوا مجھے دل نالان پہ زنگ کا

زلف و رخ کی عاشقونکو فکر صبح و شام کیا | رند مشرب ہین ہمارا کفر کیا اسلام کا

اپنی ہستی مثلگی ہمکو دوئی سے کام کیا | ہو انا المحبوب لب پہ نامہ پیغام کا

خود فروشی پہ ہی مصروف وہ سیم اندام کیا | ہی متاع حسن کا منظور اسے نیلام کا

یاں ہنسیک خندۂ افزوں نے تل آئے اشک — واے تقدیر کہ ہنسنے میں بھی رونا نہ گیا

لن ترانی کا مزا پوچھتا موسیٰ سے کوئی — ارنی کہتے تو کہنے بیٹھے یہ دیکھا نہ گیا

خط تو قاصد کو دیا لکھ کے ولیکن مجھسے

اے قلق گھر کا پتا اُس کے بتایا نہ گیا

تجھسے گلزار جو اے بلبل نالاں چھوٹا — اس دل افگار سے بھی کوچۂ جاناں چھوٹا

تھا گرفتار وہ ہر روز نگہبانی میں — اک گھری کے ہی سو بچ سے دربان چھوٹا

مژدہ اے دل کہ لبوں پہ اپنی اجل آپہنچی — حسرتا اے جان کہ ہمسے در جاناں چھوٹا

حشر کو ہونگا میں اے دوست جنون و انگیز — چاک کرنے میں جو اک تار گریباں چھوٹا

گھر سے نکلو نہ مری جان کہ ہم سنتے ہیں — ہوا وہ کوڑھیکا جب گل سے گلستاں چھوٹا

پھر کسی دام میں ہرگز نہ پھنسے گا دل زار — تیرے پھندے سے جو اے زلف پریشاں چھوٹا

جیتے جی ساتھ نہ چھوٹا تو پس مرگ اے شوخ — خاک سے بھی نہ ترا گوشۂ داماں چھوٹا

دل چلا آگ لگی آگ لگی آگ لگی — کیا کسی داغ سے پیدا دل سوزاں چھوٹا

غیرت و شرم و حیا تجھسے بھی تیرے لیے — تجھسے اک دم لگا جلانا نہ مری جان چھوٹا

شب کو کہتے ہین آسمان تو دیکھو خورشید	روز نیرنگ نیا کھلتا ہے نقشا اُن کا
آنکھ سے شرمانے سے ظاہر ہوا عشق پنہان	اصل پردہ کیا کھل گیا پردا اُن کا
کی ہے جس منہ سے صفت اس نے برا کیا کہیے	دوست غم سے سمجھ کیجیے شکوا اُن کا

اے قلق گو نہ کہین لین سمجھتے ہین وہ خوب
میری اُلفت سے ہوا خلق مین شہرا اُن کا

وصل سے افزون ہی مین شیدا ہو گیا	درد دل درمان سے دونا ہو گیا
مر گئے تو مٹ گیا وہ شور و شر	سو گئے ہم شہر سونا ہو گیا
رہتی تھا جو دل مین مرے یادِ بتان	کعبۂ دل بھی شوالا ہو گیا
مر گیا سن کر صدا قلقل کی مین	ہجر مین شیشہ تنہا ہو گیا
ہون وہ مجرم جب اٹھائے مین نے ہاتھ	باب توبہ دفعتہ وا ہو گیا
بندۂ درگاہ کو کر کے شہید	نیمچہ قاتل کا دونا ہو گیا
اہل دنیا بھولے ہین اللہ کو	ہر کوئی بندے کا بندا ہو گیا
او شکر لب کیا لگایا دانت پہ	نیمچہ جو منہ پہ میٹھا ہو گیا

یہ تمنا ہے لبِ جانبخش ہو گر کوئی تیر
لوں دہانِ زخم سے بوسہ لبِ سوفار کا

روکے جب بوزنے سے جھانکا ہے پری میں ہنس کے ا
کیا اثر دیوار میں ہے قہقہہ دیوار کا

خون سے تر ہر دم رہا کرتا ہے او خونریزِ خلق
زخم دامن دار کیا رومال ہے تلوار کا

رات دن کن گردشوں میں اپنی کٹتے ہیں قلق
انقلابِ دھر ہے پھرنا نگاہِ یار کا

گر پڑی بجلی تو ذکر آیا ترے رخسار کا
جل گئی تلوار جب چرچا کیا رفتار کا

بل جو پڑ جائے سراسر نقش ہے تلوار کا
حسن ہے تیوری سے افزوں ابروِ خمدار کا

حکم جنت ہے تو جانیکا نہیں شیطان کو
کوے جاناں میں ہے یا رب دخل کیوں اغیار کا

تیغ عریاں پر پڑا جب اس دُر دندان کا عکس
موجۂ آب گہر جوہر بنا تلوار کا

ہڈیوں سے میری نفرت تھی ہمارے تیغ کو
استخوان تک پہنچی جب منہ پھر گیا تلوار کا

اسلیے ہر دم عرق افشاں جبینِ یار ہے
تا بھڑک جائے نہ شعلہ آتش رخسار کا

او شکر لب تا عرق آلودہ عارض ہیں ترے
پی رہا ہے رس شکر خوار اگل رخسار کا

جو خریداری کو آیا جل گیا ہے برقِ حسن
آجکل شہرہ ہے تیری گرمی بازار کا

[illegible]

[illegible]

ابھی میں ... کب جاتے ہو رشک | تم کہیں چھپتا کہا گئے شاید کسی بیباک کا

اترے اُٹھتے ہیں کیا کیا اے فلق ہم میں
یار پر بسمل طبیعت دیکھ کر دلاک کا

ہے وہ مسکن آپ کے دیوانہ بیباک کا | اک بگولا ہے فلک جس دشت وحشتناک کا
مٹ گئے پھر بھی ہے باقی شوق دیدار یار | چشم پر حسرت ہے ہر ذرہ ہماری خاک کا
سچ تو ہے نشتر ہیں کیا ہی سوجھتی ہے دور کی | ناوک پر دھو رکھا ہو خشت خم افلاک کا
دشت غم میں تا اثر رہتا ہے کیوں جگر مجھے | کیا میں جو رہتا ہوں بعد گردش افلاک کا
آج پر ... سیلاب اشک گرم ہے | برق اک شعلہ ہے بحر اشک آتشناک کا
ساقیا گلگشت میں بھی ہے ادب مد نظر | پھول آنکھوں سے اٹھا لیتا ہوں نخل تاک کا
خال کا بوسہ دیا تو چشم میگوں پھیر لی | نشہ اترا مے کا نشہ چڑھ گیا تریاک کا
دیکھکر جانبازوں کا مجمع شہادتگاہ میں | حسرت دل تک رہی ہے منھ بہت سفاک کا
زور دکھلایا اثر جذب دل نخچیر نے | بڑھ گیا حلقہ کمند آسا تری فتراک کا
دیکھنا کیا فیض صحبت ہے لب جانبخش کا | نام ہے جو بات اس شوخ کی مسواک کا

[illegible]

[illegible]

ساقیا ٹھہر ... نہیں کچھ سوجھتا
روئیے ... پر چین ... ہوں اسیر
اس شہ خوبی کے داغ عشق سے خالی ہے کون
حلقۂ گیسو ... پھانسنا منظور ہے
دل کیا آباد ... عشق سے
بت پرستی چھوڑ کر اب حق پرستی کیجیے
وقت مے خواری جو وہ صہبا و یاد آیا مجھے

... صبح ... خط جام کا
چشم گریاں بن گیا ہر ایک حلقہ دام کا
... دل میں سکہ جاری ہے اسی کے نام کا
پڑ رہا ہے ... دل پہ چشم دام کا
گنج ڈالا اس ... میں تمہارے نام کا
اپنے کہنا ... نقش فرجام کا
پڑ گیا پھندا گلے میں ... دام کا

سوز غم سے اے قلق رونا مجھے یاد آگیا
آج جب ٹپکا کوئی آنسو کباب جام کا

... ہمیشہ اس بت چالاک کا
کیا ... گیا ... گنبد ...
... ہیں جیسے ...
عشق میں ... مجھے

سرمہ چشم ستم میں ہے یا رب ہماری خاک کا
غنچہ ... کھلا تجھ تری پوشاک کا
... ہو بھی ... چالاک کا
شام ... کی خوشی غم صبح ... کا

اکھل کھل کے شمع بزم میں یون ہوتی ہو تمام — پرچھاوان پڑ گیا ہو کسی دلنواز کا

اٹھ ضعف اریوسے مری نازنین نے جان — اندازنے بھی ساتھ دیا اُنکے ناز کا

آتش مری بر شرکے نکلنے نہین مٹنے لگی — حائل اگر نہ بیچ مین پردہ ہو ساز کا

اظہار عشق رنگ رخ زرد سے کیا — بندسے یہ اہتمام ہو افشاے راز کا

ہوگی قضا سے عمر ملی ذرا اُنہی تیغ — آیا ہو آج وقت ہماری نماز کا

مرغان دلکی کشمکش اس دام مین ہے — کوتاہ حوصلہ ہنوز لفب دراز کا

نالان ہو ایک طفل مغنی کے ہاتھ سے — دامان دل بھی کیا کوئی پردہ ہو ساز کا

کیا لیا کیے ہین شوخ تلون مزاج خلق — نیرنگ سے یہ دلی ہو مگے رنگ ساز کا

بحر جہا نمین اپنی بقا ہو حباب وار — ہو نقش آب نام ہمارے جہاز کا

عیسی خضر دیکھ لیے ہین نام نیستی کا عبث — دیکھا ہو نہیں ہو منہ تری شمشیر ناز کا

مخصوص ہا رغمزہ و عشوہ ہم کچھ نہیں — رکھتا ہو اس سے ناز بھی دعوی نیاز کا

عشق بتان سے نزع مین توبہ کا دھیان ہے — ہنگام مقتضا رہو وقت احتراز کا

پیدا تو کوئی اتنی حقیقت کسے قلق — دعوے کچھ ایسا سہل ہو عشق مجاز کا

نہ یہ عشق خال گوشہ ابروئے بابی ہی
سویدا بن گیا ہی سنگ اسود کعبۂ دل کا

ثابت ہی مری لیلی کے سیا رکھی مجنون ہین
نہیں ہی بال لیے سنہ میں ہی حلقہ سلاسل کا

وہ مجنون ہمن پر گ آئے وہ تو رشک کے مارے
غبار اٹھکر بنے پردہ مری محمل کے محمل کا

نہ کر حسن و ہفتہ پر غرور اے ساقی مہوش
چھلک جاتا ہی کہ ہی شب میں ساغر ماہ کامل کا

قلق ہوتی ہی آسانی سے جانبازوں کی حل مشکل
حقیقت میں بہت ہی دم غنیمت تیغ قاتل کا

فسونگر حسن عارض ہی مرے زہرہ شمائل کا
گمان خط زنخدان پر ہی دود چاہ بابل کا

نہیں کم ظلم سے لہو اسیا بھی تیر قاتل کا
ہوا کرتا ہی جیسا اسکے گھر میں رقص بسمل کا

اٹھایا جب دوئی کا اتحاد عشق نے پردہ
تو عالم چشم مجنون میں ہوا لیلی کے محمل کا

شبیہ اس کشتۂ دیدار کی تو کھینچنا اے سیر
مصور گر ورق یا ابیاض چشم بسمل کا

دم قتل اسکی بے آبی نے میری آبرو رکھ لی
نہ میں شرمندۂ احسان ہوا شمشیر قاتل کا

نہ کیونکر بازی طفلانہ قاتل ہے دم بھر کے
ہوا ہی یک کھیل اسکو تماشا رقص بسمل کا

بڑا جھٹکا کمند لطف کا ابھی اٹھایا ہو
بہت مشکل ہی بچنا ان بلاؤں سے مرے دل کا

۱۹

۱۷۰

وحشت سے عیب مستی عصیاں جھٹک گئے — ہر داغ دل کے جام کا سرپوش ہوگیا

رخصت مین گفتگو جو شب وصل اُسنے کی — شمع سحر کی طرح مین خاموش ہوگیا

جھک کر لئے جو عید کو اُس شاہ ماہ سے — ہالہ ہمارا حلقۂ آغوش ہوگیا

کیونکر ملائے آنکھ کہ کیفیت شراب حسن — ساقی کے جام چشم کا سرپوش ہوگیا

الفت مین چشم مست کے خود رفتہ دل ہوا — کم ظرف ایک جام مین بیہوش ہوگیا

زاہد جو داغ بڑھ گئے سودائے زلف کے — کعبہ ہمارے دل کا سیہ پوش ہوگیا

خط شعاع موج خرام آپ کی بنی — خورشید ہر ستارہ پاپوش ہوگیا

قاتل نے سر اُتارا اٹھانے سے ہوکے تنگ — گذرا اُسے گران مین سبکدوش ہوگیا

کی زیب کفش نقش جو مین جان اُسمین آگئی — وہ پانون روح قالب پاپوش ہوگیا

جوبن نکالا یار نے دل غش ہوا مرا — اُسنے سنبھالا ہوش مین بیہوش ہوگیا

تزئین کے وقت دیکھکے تو رخسار صاف — خجلت سے گھر مین آئنہ روپوش ہوگیا

تیغ نگاہ قاتل جو دہن کی سُنکے دھاک — آئینہ جوہرون سے زرہ پوش ہوگیا

باندھی ہوا یہ چرب زبانی نے یار کی — شب کو چراغ بزم بھی خاموش ہوگیا

کر طواف اپنے دل محو بتان کا اگر
بار ثوابی ہو تجھکو ملین حج بیت اللہ کا

محو مژگان ہین بتان کیا چرخ ہی شست شہود
آبلون سے نا اٹھیگا لبِ خارِ راہ کا

آتشِ عشق ان ترکا غرکی دشمن ہین بہت
رہ گیا اول سے عہد شعلہ ہو برگ کاہ کا

مردہ دل مخمور کو جانبخش ہی عیسی کی طرح
قلقل مینا ہی نعرہ قم باذن اللہ کا

اپنے قاتل کا کبھی نام سنکے بسمل ہو گیا
عمل ہوا در پردہ جو بسم اللہ بسم اللہ کا

گفتگو سے کیسے جو دیکر مونچھ کاٹا سمجھے ہم
وہ بھی تنہا کاٹ لیتے ہین تنخواہ کا

جز عشق قتل کی جرات نہین پڑتی تجھے
رعب قاتل سامنے کا عشق نا در شاہ کا

غیرت گردون ہیرتا پر کھیرا اشکونکے ساتھ
ہو گیا ٹھنڈا یہ سیپارہ کلام اللہ کا

آنکھین ہین آشوب عالم پر بلا زلف سیاہ
فتنۂ محشر لقب ہی قامت کوتاہ کا

کشتہ مدرا اندھیر ہی اُس ماہ کی سرکار مین
روز ہوتا ہی تنزل اک ترقی خواہ کا

عشق خط مین لاغر ایسا ہوں کہ مجکو ہی قلق
کوہ سے بھی ہی زیادہ بوجھ برگِ کاہ کا

مخفر ہی اپنا قاتل بجہ عشق مجازی کا
ہی موجِ بحرِ رحمت نام اُس تیغ جہازی کا

گرا ہی بتو تمھاری کرامات دیکھ لے	شیخ حرم مرید ہو پیر کنشت کا
خورشید روز حشر بنے صورت ہلال	سایہ اگر پڑے دل ظلمت سرشت کا
آیا نہ دام مین ترا دیوانہ ای پری	کوئی چلا فریب نہ حور بہشت کا
پامال ہونگے یار کی رفتار ناز سے	مضمون کھلا یہ آج خط سرنوشت کا
سنگ الم سے ٹوٹا دل اس بادہ خوار کا	اٹھا نہ بوجھ اپنے سر خم سے خشت کا
یاد فروغ رخ ترے ای غیرت قمر	ہی نور دیدہ دل ظلمت سرشت کا
دیکھا وہان بھی تجکو جو پہنے ہوے حریر	زاہد اتارلونگا مین حلہ بہشت کا
مجھسے سیہ کار کا ہنگام بازپرس	ق کاغذ کرینگے پیش جو اعمال زشت کا
اتنا کہونگا کاتب اعمال سے ضرور	کیجیے مقابلہ تو خط سرنوشت کا

شیدا قلق ہین ایک بت شمع رو پہ ہم
پروانہ اپنا دل ہی چراغ کنشت کا

باغ دیوان مین ہی روشن صفت پاک اللہ کا	آشیان ہر دائرہ ہی مرغ بسم اللہ کا
مرتبہ ہی یہ ترے دیوانہ دیباجہ کا	کشور وحشت مین ہی ہمراہ ڈنکا آہ کا

۱۵

کھلا ہی آبیاری کر شک غم سے سینے میں
ہرے گلشن میں لالہ نام ہی داغ محبت کا

وفور ضعف ہی فرقت کی شب کیا جیتیں سو دون
تن لاغر مرا تنکا ہی چشم خواب راحت کا

مرے ابرو کمان نے عشق نے یہ نام رکھوائے
دل ناشاد تو دو ابن گیا تیر ملامت کا

سدا ای شور قلقل مست کب سنتے ہیں واعظ کی
بھرا ہی پنبہ مینا سے پڑہ گوش غفلت کا

وہ دیوانہ ہون صحرا میں جو پھیلاؤن [illegible]
تو کوہ قاف میں کھٹکا کیا پاؤن نے منت کا

سکھاتے سامری کو سحر بسون نرگس جادو
ترے ہاتھوں نے عیسی سیکھلیں پیشہ طبابت کا

غنی ہونے پہ بھی عیب طمع جاتا نہیں ہرگز
دل اہل ہوس پیوند ہی داماں دولت کا

الہی شوق کس رنگ ہنا یا رخ میں [illegible]
لگا ہی خانہ دل میں مرے آئینہ حیرت کا

دل شیدا میں جب اسرار وش کا دھیان آیا
ہر اک چھالا جگر ہو کا دریچہ قصر جنت کا

بجاے فاتحہ ہر دم وہ یہ آکے کہتے ہیں
ق ہماری قبر پر تعویز ہی سنگ ملامت کا

قلق ملتا ہی لطف حق پرستی بت پرستی میں
نہیں عشق مجازی کام ہر اک سے حقیقت کا

تھا قصد قتل غیر مگر میں طلب ہوا
جلاد مہربان ہوا کیا سبب ہوا

[illegible]

نگین کی آبرو ہے نام سے یا حضرت ہی تی	ترا کب فخر امامت سے ہے تو ہی فخر امامت کا
زمین سے تا فلک روشن ہے قدر و منزلت اسکی	بلا شک شیر اعظم تو ہی ہے برج عظمت کا
کبھی اندام سے خورشید کے رعشہ نہیں جاتا	اثر باقی ہے اب تک شیر جنگی کے رعب صولت کا

مقرر تھیں اس شمع بزم دین تشریف لائے گا
تجلی سے مجھکو نہیں ہے خوف تاریکی تربت کا

رگ رگ میں بھرا ہے شور اسکی محبت کا	لطافت پرورده ہوں میں یار کے حسن ملاحت کا
بنا ہے مرے بگڑا ہے اسکی طبیعت کا	نکلتی ہے پری زادوں کو دعوے آدمیت کا
خریداری جو ہے حسن پر رغبت دلاتا ہے	بنا ہے شوق دل لال بازار محبت کا
صدا سے آہ ہی مضراب غم کی چھیڑ سے پیدا	دل نالاں مرا پردہ ہے قانون محبت کا
جو وقت قتل دئے لعل شیرین کا	پلایا آب تیغ یار نے شربت شہادت کا
ہوا یہ دل تو پھر کیا اور کیا ہو گا	بھروسہ کیجیو تم کبھی نہ ایسے کی مروت کا
زمانے کو سلطان سب نے چھوڑا ہے	نہ ہوں کسطرح میں ممنون فرصت کا
عبث آسودگان خاک کیوں خواب کرتے ہو	ابھی سے کیوں مچا رکھا ہے ہنگامہ قیامت کا

[illegible]

ہوا مسجود افلاک آستانہ کسکا جز تیرے
فرشتہ کو نسے در پہ ہوا محتاج اجازت کا

نشاں ہو نسے اُسکے ہی یہ مرز زینت افروز کا
ترا سایہ بنا ہی سرمہ چشم حور جنت کا

لیا عہد نجات نا رحق سے وقت حالت بھی
ہوا کوئی نبی ایسا نہ ولسوا ہی اُمت کا

گروہ نگار یہ تیری ہیری سے نفس سرکش کو
ہی نقش پائے قدسی یکہ باز وے حمایت کا

کھینگی دیکھکر نقش قدم کو آپکے حورین
ستارا آجکل جسم کا ہوا ہی صبح جنت کا

دعائے مغفرت کی اسلیئے تا زیست در کو
بہت تھا پاس اُسکو آبرو ریزی اُمت کا

مین اُسکی خاک پا کو طوطیا چشم کرتا ہون
نظر آتا ہی جسدم کوئی زائر تیری تربت کا

عطا کس پیار سے فرمایا مرحوم خطاب سکو
خدا نے مرتبہ ایسا کیا ہی کسکی اُمت کا

زمین بوسی درگاہ معلی کا شرف دیکھو
فلک کے مرتبہ حاصل ہو کس اوج رفعت کا

قلق یہ آرزو ہی چشم مشتاق زیارت کو
کہ ہو مرغ نگہ پروانہ اُس کی شمع تربت کا

ہوا آغاز و انجام اسطرح سے نظم خلقت کا
نبی مقطع رسالت کا علی مطلع امامت کا

ہوا بیت الحرم مشرق ترے نور جلاوت کا
تو ہی مصراع اول مطلع صبح امامت کا

۱۴

تو اپنے نقد طاعت پر غرور اتنا نکر زاہد
نہیں ہے قافیہ تنگ از ہجر اشتاق رشوت کا

وہ کم مایہ ہوں میں روز جزا مرغ عمل میرا
بنیگا صید شاہین ترازوے قیامت کا

اڑا اکر تا ہو جو شرم سیہ کاری سے یہ مجرم
وارث آشیان ہو طائر رنگ ندامت کا

اگر ہو جائے آغشتہ لیتے سے تو توکل کے
مزا ہو سوختہ کر دینمین بھی بیدانہ قسمت کا

نہیں ہے جز انفعال جرم کچھ یان مال دنیا سے
ہمارے بعد وارث پائینگے ترکہ ندامت کا

عرق نے انفعال جسم کے طوفان اٹھائے ہیں
فلک بھی ایک شیشہ ہے مرے آب خجالت کا

عجب کیا گر ہو جوش انفعال جرم اسقدر جو
ڈبوئے کشتی تن کو مرے دریا ندامت کا

ہری ہو جائیگی کشت امید معصیت اکی
اگر پڑ جائیگا چھینٹا کوئی باران رحمت کا

عجب کیا ہو وہ شاداب و منتظر رحمت
جو کشت توبہ میں تم بوے تخم اشک ندامت کا

طمع بھی کیا بری شے ہے کہ مثل ماہ چند میں
گھٹا دیتا ہے عزت کو بڑھانا دست حاجت کا

رہیگا جادہ دیدار سے بیخود قیامت تک
کیا ماہ تجلی نے کتان ملبوس طاقت کا

قلوت دیدہ طمع کو اکدن ہم بچھاڑینگے
ہمیں ہے آزمانا زور بازوے قناعت کا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(ردیف الف)

تو وہ خورشید ہے گردون یکتائی و وحدت کا
دو عالم ایک مطلع ہے ترے دیوان قدرت کا

عوض طاعت کے یہ عاصی ہیں مشتاق جنت کا
مجھے بھی سلسبیل جان البیلا تیری رحمت کا

ہمیشہ رند مشرب دم ترا بھرتے ہیں ساقی
رہے آباد میخانہ اس خرابات محبت کا

گرو لگا روز پرسش عرض گستاخانہ اتنی تو
گنہگاری کا باعث تھا مجھے سایہ تیری رحمت کا

تو وہ ہے نخلبند گلشن ایجاد اے صانع
ریاض دہر گلدستہ ہے تیرے باغ صنعت کا

کریگا حشر میں یا ہم عاصیوں کو سرخرو تو ہی
ترے محبوب نے بیڑا اٹھایا ہے شفاعت کا

ریاض دہر میں سب سے ہی یکتائی کا شاہد ہے
ہر اک شمشاد پر عالم ہے انگشت شہادت کا

11

ازان بعد شہزادہ مین کچھ خواص چنپت ہست چار دن غلامان خاص

تمامی اور برق و بتول و اسپہ کہ جن کا تھین چار حد مین نظیر

سلیمان سوار ہوا اور تھا جلو ریز ہر ایک ہوا دار تھا

کہین مثل خوبرویان شہر جنندہ جو تھے سب مین اور جان شہر

تماشائیون کا وہ ہر سو ہجوم وہ چار دن ناز آمد آمد کی دھوم

زہے حسن سلطان عالم پناہ ٹھہرتی نہ تھی جس پہ ہرگز نگاہ

سمن بو صنوبر قد و گلبدن وہ زیب بدن سوسنی پیرہن

نیا رنگ پوشاک لائی قلق بہار گل سوسن آئی قلق

وہ چتون کہ غارتگر جان و دل وہ آنکھین کہ نرگس بھی جسسے خجل

وہ تیور کہ شیرون کا زہرہ ہو آب وہ صولت کہ تھرلیئے افراسیاب

پئے عاشقان قبلہ و کج کلاہ سنانون سے افزون وہ ترچھی نگاہ

جو کی تیغ ابروے سلطان کی دید حسین ہو گئیے کربلا مین شہید

الٰہی سلامت رہین تا ابد نہ پہونچے قیامت تلک چشم بد

گردش سے چشم مست شہ خوش نگاہ کی
دل دلبروں کا صورت سرمہ سیاہ ہے

سودا فزوں ہو الفت مژگان شاہ کا
کھٹکا یہ میرے گلشن دل میں لگا رہے

ای ظل حق ہما کی سعادت ہو وہ اگر
محتاج کسب سایۂ نعلین کا رہے

حاتم کی روح کی یہ صدا ہے کہ ای کریم
تا حشر اس سخی کا در فیض وا رہے

بادام چشم و سیب زنخدان حضور کا
عاشق کے درد دل کی ہمیشہ دوا رہے

اس نونہال باغ تمنائے خلق کی
ہر دم ریاض دہر میں نشو و نما رہے

یارب نہال عیش شہنشاہ کا مرے
گلزار روزگار میں پھولا پھلا رہے

نیسان کی طرح دامن امید خلق پر
دُربار ابر رحمت جود و سخا رہے

بھرتی ہو میرے آگے ہوا خواہیوں کا دم
یا میں ہی اس چمن میں رہوں یا صبا رہے

بوسہ اگر ملے لب میگوں کا آپ کے
بنت عنب کو ہوش نہ باقی ذرا رہے

دریا دلی شہ کا بڑھے روز اوج موج
جوش و خروش قلزم جود و عطا رہے

سونگھے کبھی جو نکہت زلف حضور کو
ہر دم دماغ سنبل گلشن بسا رہے

لیں اس سے کل عذار سے گل وام رنگ رو
طوطی خط سبز سدا بولتا رہے

کہا یہ قلقل مینا نے مجھ سے مستی میں | پیالہ ہاتھ سے لیکر ادب سے طرح حضور

وہ کون ہے یعنی کہ سلطان عالم و عادل | ملک سپاہ فلک قدر روشن فغفور

قوی ضعیف نواز ہے بسکہ عہد سلطان میں | بنائے باز سے جنگل میں آشیان عصفور

اگر پتنگ انکا ومر کے سنے یا کہیں جل جائے | تو ان کے خوف سے محفل سے شمع ہو کافور

ارم سے اپنے جسے چاہیں تاج بخش کریں | پڑے جو سایہ سے صولت ہما عصفور

نگاہ مہر عنایت سے رتبہ افزون ہو | جہان میں ذرہ ہر اک آفتاب ہو مشہور

جو آستین سے باہر ہو دست گوہر بار | وہیں غبار بھی رخ گہر سے ہو دور

کرم سے شہ کے گدا ابھی ہے شاہ کہلاتا | کہیں پاؤں تو رکے بیٹھا تو ہو گیا تیمور

اٹھا کے ہاتھ دعا مانگا ہو قلی وہ عیسے | دکھایا صبح اجابت نے چہرۂ پر نور

خدا کے فضل سے تا ہے در اجابت باز | دعا قبول کرے جب تلک کہ رب غفور

رہے زمین پہ جب تک کہ آسمان قائم | ہمیشہ ماہ کو تا آفتاب بخشے نور

ہمارا شاہ شہنشاہ ہفت کشور ہو | رکاب چومے صدا رخ قیصر و فغفور

در تہنیت عید الضحیٰ

غنچۂ شمشیر جرأت ہی یہ تیور ہین کہ ٹے — شیر سے آنکھ ملائے تو جھکائے گردن

ایسے سرفرازانہ ہم پائین اگر ڈھونڈھو کہین — چین و روم و ختن و مصر و بدخشان و یمن

خلق مین وضع مین ہمت مین و تمکین مین ہنوز — کہین دنیا مین عدیل اسکا نہین مشفق من

بانکا پورا ہی ایسا جو کہے منہ سے کرے — محو دلسے رہے تا حاصل مطلب ہمہ تن

رفقا پروردہ طباع و متین و دانا — نکتہ بین و ہمہ دان قدر شناس ہر فن

وہ طبیعت ہی کہ اس ذہن و ذکا کے آگے — طفل مکتب ہی ارسطو تو فلاطون کودن

حال ہمت کا بھی اسوقت ہر اک پر کھلجائے — گنج قارون اُسے ملجائے اگر مشفق من

گلشن نظم مین چہکے جو ذرا بلبل فکر — طرفہ دکھلائے بہار چمنستان سخن

زیور معنی رنگین سے عروس مضمون — یون سجے مر مین سجی جاتی ہی جسطرح دولہن

روزمرہ وہ کہاں مان سے گئے اہل زبان — اصطلاحات پہ صدقے ہوئے ارباب سخن

نثر انشا جو کوئی کی تو پروئے موتی — زیب ہی کہیے کہ درج در مضمون ہی دہن

طبع دشوار پسند آئے جو دشواری پر — روح طغرا کی بھی سمجھے نہ ذرا مغز سخن

سہل اس رنگ سے لکھا کہ ہوا مشکل تر — چونکہ اٹھا بلبل شیراز میان مدفن

نور مین ہر شجر باغ ہی اک فرشی جھاڑ — بزم گلزار مین لالے کو کنول ہین روشن
جوش گل سی یہ چمن مین خس و خاشاک ہین گم — آشیان پھولون سے چھاتا ہی ہر اک مرغ چمن
ہی سبب گل نہین تسخیر ہوی ہین شاید — عندلیبون کے گلے مین ہی وعلی سوسن
ہر سحر کرتی ہی مشاطہ گری باد بہار — صرف آرایش و تزئین ہین عروسان چمن
کیا فقط روغنی شمع گل مشبو ہی — چار سو سرو کا اک شاخ الگ ہی روشن
جس طرف دیکھو ہر اک رنگ مین ہی مست — بدھیان پھولونکی پہنے ہین جوانان چمن
غنچے ہین بلبلون سے ہر شجر گلشن پر — شاخون مین جھولنے کو ڈالی ہی عشقے کی رسن
یہ ہوا چلتی ہی جان بخش عجب کیا ہی اگر — مرغ تصویر بھی پرواز کرے سوے چمن
وا ہوا غنچۂ دل دیکھکے اس موسم مین — بلبل طبع رسا نے یہ کیا مجھ سے سخن
اب ولیعہد بہادر کی لکھو کچھ تعریف — ہو چکی ہو چکی رنگین سخنی مشغل من
سن کے یہ نکتہ دلچسپ ہوا جی محظوظ — شاہد طبع دکھانے لگا اپنا جوبن
نور آگین کیا اس رنگ کا مطلع موزون — جس سے شرمندہ ہوا مطلع صبح گلشن

مطلع ثانی

قصیدہ در مدح سلطان عالم خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

صفحہ ۵

پلے جو بادہ بہاری تو پھولوں کے بھرے | تری کے لئے تصدق ہیں کوکب سیار
بیت اگر ورد کے لئے قلق دیکھ | الہی تو او کمال ہے شاہ عرش وقار
ملک شان ہو کیا خوب دیکھو آنچہ بری ہے | زبان ورک ذرا سن چکے ترے اشعار
واسطے شکر اس کے فضل سے شاہ | ہو گئے سیم ان کو دیا خدا نے وقار
سا ایک کامل ذی مرتبہ ملا استاد | جہان کے شعرا سب سخن میں باج گزار
ز دیکھ کے سلطان عالم و عادل | بنا ہیں رشک مبارک سے خود ترے اشعار
نو سا نصیب ہو قسمت فرشتا شاہان | الہ جو شعر کے شاگرد ہیں ترا ہی شمار
آلہ بنا کی بیٹھے تھے واسطے | ہر رنگ سر کے پیالیں سے گر تے اشعار
شعر میں ہو ادا عرض حجت کی | تو اضطراب سے بیچا ترا ہو ادر بیکار
والے میں آپ سے ادا رسول | جہان کا ریاست ہو دو گوہر بار
است ناتمام سے میں ذات کی | زمان تک قلق اس ذہن کی
ست ذات تھا | میں آ کے کی غفار
شوق کا بھی | جہان گر سے کا بازار

ریاض دہر میں کی آپ نے یہ زر بخشی | کہ غنیا کی روش گل بھی ہو گئے زردار
بنی ہے رشک صدف اب فقیر کی کشتی | بھرے ہیں دانۂ گندم کی جا دُرِ شہوار
چمن ہوا ہے زرِ گل سے گنج بادآورد | نثار ہی ہے گلِ اشرفی کو باد بہار
اٹھا کے بارِ عنایات کو جو چل نہ سکا | اسی سبب سے خمیدہ ہے چرخ کج رفتار
لکھوں صفت میں بھلا کیا عطائے بیحد کی | شمار ہو نہ سکے جن کا تا بروز شمار
کرم سے شاہ کے ہے جامِ جم جو کاسۂ فقر | گدا کو شاہ کہا کرتے ہیں صغار و کبار
کرم سے آپ کے ادنی بھی ہو گئے اعلی | بنے ہیں کرمکِ شب تاب کوکبِ سیار
گلیم پوش دوشالے بچھا کے سوتے ہیں | جو تھے پیادے وہ اب ہو گئے ہیں خیل سوار
ہوا ہے حکم معلے جو مہر بت شکنی | شکستہ لکھتے ہیں لفظ بتاں کو سب بیدار
جنیئو پہنا برہمن نے تو ہلاک ہوا | بنا جنیئو کا ہاتھ اُسکے واسطے زنار
لبِ پیالۂ ساقی ہے مائل توبہ | صدائے قلقل مینا ہے صاف استغفار
جواب حاجی میں ہے تقیہ ہے بیعت شرع | چھپا ہے دانۂ سبحہ میں رشتۂ زنار
جم و سکندر و دارا و قیصر و فغفور | یہ کمترین غلام حضور ہیں دو چار

یہ عندلیب سے کہدے کوئی بنے ہمدم
سوار باد ہوئی ہوے گل سلیمان وار

چمن مین گر کوئی بیدست و پا کو لے آئے
تو ہاتھ پاؤن ہین پیدا بہ رنگ شاخ چنار

دکھا رہی ہی مسیحا کیطرح سے اعجاز
چمن مین قوت نشو و نمائے فصل بہار

نکالے آنکھ جو بالفرض کوئی مجرم کی
یقین ہی پھر وہ نکل آئے چشم نرگس وار

ہزار نکلین پر و بال سعی نامیہ سے
عجب نہین ہی جو مرغ کباب ہو طیار

کلیم آئین چمن مین اگر پے گلگشت
یقین ہی ید بیضا سے نکلے بلبل زار

جو اشرفی ہی گل اشرفی تو زر زر گل
بنی ہی رشک چمن ہر امیر کی سرکار

یہ سعی نامیہ سے ہوتے ہین ثمر پیدا
کہ قطرے شبنم تر کے ہین دانہ ہائے انار

زبس ہی قوت نشو و نما عجب کیا ہی
کہ گرمی دانہ سے پیدا اگر ہو شاخ چنار

پڑھون وہ مطلع رنگین و عاشقانہ اب
ہزار جس کی کرے صف بلبل گلزار

مطلع ثانی

نہال قد پری اسکو کرے وہ فصل بہار
بلند ہو قد آدم اگر زمین سے غبار

دکھا رہی ہی یہ حد چمن کثرت آج بہار
ریاض دہر مین ایک ایک گل بنا گلزار

مطلع ثالث



قصیدہ در مدح ابوالمنصور ناصر الدین سکندر جاہ خاقان ابن خاقان سلطان ابن سلطان سلطان عالم محمد واجد علی شاہ بادشاہ اودھ اختر نگر غازی خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ

زبس ہے جوش نمو از درون خرمن تنگ بہار
تڑپتی ہے رگ گل مثل نبض عاشق زار

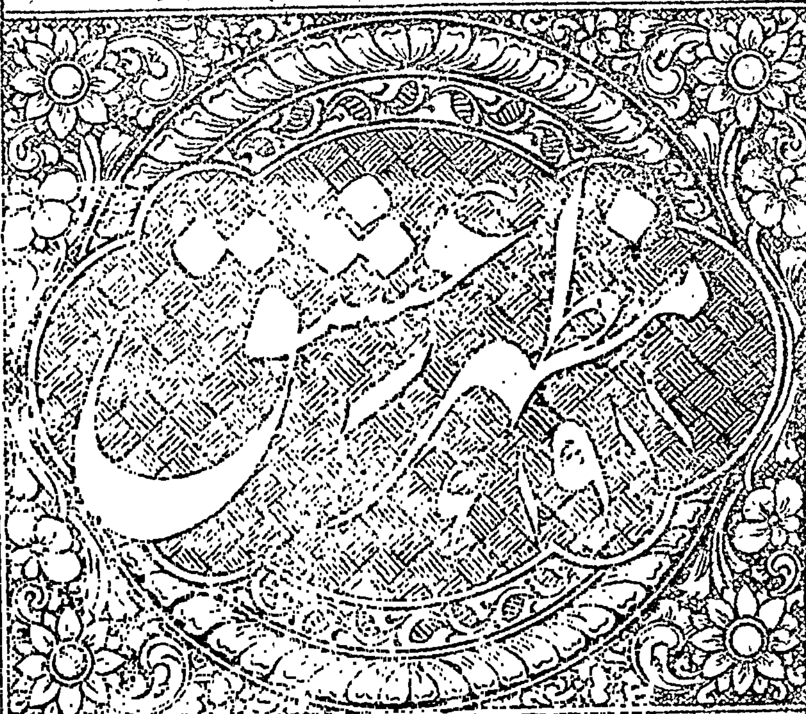
ہوا بہار سے ہے رگ پتنگ رشک ہزار
نہال شمع بنی شاخ شعلہ لائی بار

زمین درو یہ ملی اند تو ہیں باغ بہار
کہ شاخ گاو زمین سبز ہو کے لائی بار

نے ہیں صاف ہم آواز گلرخان عاشق
شکست رنگ کی آواز ہے ترانہ یار

مصنفہ اکمل فصحائے زمان افضل بلغائے دوران

از تصانیف یار السلطان آفتاب الدولہ مہر الملک خواجہ ارشد علیخان بہادر حشمت جنگ
عرف خواجہ اسد متخلص بہ قلق دیوان فصاحت بیان دیباچہ دفتر عشق مسمی بہ



کہ از رشید تلامذہ و اقربا عزہ مہر سپہر سخنوری رشک ظہوری و انوری شاعر بے نظیر
جناب خواجہ محمد وزیر صاحب لکھنوی متخلص بہ وزیر غفر اللہ القدیر سے ہین

مطبع منشی نولکشور میں چھاپا

اطلاع۔ اگرچہ اس وقت مطبع ہذا میں ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے جس کی فہرست اول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جس کے ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب سے معلوم کر سکتے ہیں قیمت بھی ارزان ہے لیکن خاص اس کتاب کے ٹائٹل پیج کے تین صفحہ جو سادہ ہیں ان میں بعض کتب کلیات و مثنویات اردو وغیرہ درج کرتے ہیں تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانوں کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
کلیات و دواوین اردو		کلیات صنعت۔	۹ر۹ پائی
کلیات ظفر چہار جلد کامل۔ دو جلدیں	عہ۳ر	دیوان شاہ تراب۔	۱۱ر۳ پائی
انتخاب کلیات ظفر۔	۶ر	کلیات نظیر اکبرآبادی۔	۶ر۶ پائی
کلیات مومن۔	۹ر۳ پائی	کلیات ذہبی۔ کاغذ سفید چکنا۔	۹ر
دیوان ناسخ۔	۱۲ر۶ پائی	دیوان ذوق۔	۴ر۳ پائی
کلیات آتش۔	۸ر	دیوان فدا۔ جلد ثانی مسمی بہ ریاض گلفشان	۷ر
کلیات تہذیبہ مجید۔ مصنفہ مولوی عبدالمجید خان۔	عہ ر	دیوان رند۔ مسمی بہ گلدستہ عشق۔	۶ر۹ پائی
کلیات امیر اللہ تسلیم۔	۱۲ر	دیوان غالب۔ دہلوی۔	[illegible] ۳ر۶ پائی
کلیات میر تقی۔	عہ ر	دیوان خواجہ میر درد۔	۴ر
کلیات سوز۔	[illegible]	دیوان بہار عرب۔	ار۶ پائی
[illegible]	[illegible]	دیوان [illegible]۔	۲ر
[illegible]	[illegible]	[illegible] مسمی بہ مرآۃ الغیب۔	[illegible]
	[illegible]	[illegible]	[illegible]
	[illegible]	[illegible]	[illegible]
		[illegible]	[illegible]

ان من الشعر لحکمۃ

الحمد للہ کہ ان ایام فرخندہ فرجام میں دیوان فصاحت بنیان بلاغت توامان از تصانیف یار السلطان
آفتاب الدولہ مہر الملک خواجہ ارشد علیخان بہادر شمس جنگ عرف خواجہ اسعد متخلص بہ قلق و دیباچہ فرعیش مسمی بہ

مظہر عشق

کہ ارشد تلامذہ و اقرب اعزہ مہر سپہر سخنوری رشک ظہوری و انوری نکتہ سنج بے نظیر
جناب خواجہ محمد وزیر صاحب لکھنوی متخلص بہ وزیر غفر اللہ القدیر سے ہیں

مطبع منشی نول کشور کانپور میں بھگوان دیال الحبیب نے چھاپا اور شائع کیا